

خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

# روصلنا لقیومینا

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندوی

مؤلف

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی ہندوی

مکتبہ نبویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خانوادہ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

رِضْوَانِ الْقَیُّوْمِیْنَ

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندوی <sup>رضی اللہ عنہ</sup>

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی ہندوی

ترتیب

پیرادہ علامہ اقبال محمد فاروقی

پمکس پبلیشرز لاہور

کتاب

کتاب

رَوْنَدَةُ الْقِيُومِيَّةِ

کتاب

خواجہ محمد احسان مجددی سرسبندی

مؤلف

احوال و مقامات قیومان مجددیہ

موضوع

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ترتیب و تعلیقات

۱۹۸۵ء / ۱۴۰۵ھ

سال طباعت

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

ناشر

مطبع

۵۸۲

صفحات

۶۰ روپے

قیمت

کتاب

کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## موضوعات و عنوانات روزہ القیومیہ جلد اول

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
			ابتدایہ دیباچہ
۷۲	حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۵۱	ترتیب کتاب
۷۳	حضرت مجدد الف ثانی کے نامور اسلاف	۵۷	وجہ تسمیہ
۷۶	دارالارشاد سرہند کی بنیاد۔	۵۹	اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ
۷۷	بمراست میں انبیاء کرام کی قبریں۔	۶۰	اصطلاحات مجددیہ
۷۸	باتی سرہند خواجہ فتح اللہ رحمہ اللہ۔	۶۱	مقام حضرت مجدد الف ثانی
۸۰	سرہند کے چار قبیلے۔	۶۳	احوال قیوم اول
۸۱	سرہند مرکز جہاں ہے۔	۶۴	القائے نسبت خاصہ
۸۱	بیت اللہ کا نور۔	۶۵	وداعیت خاصہ حضرت صدیق اکبر
۸۳	ایک نظم	۶۶	حضرت امام جعفر صادق کا نور
۸۶	شیخ حبیب اللہ قدس سرہ	۶۷	حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
	حضرت مخدوم عبدالاحد اور شاہ کمال	۶۸	نسبت انحصار الخاص حضرت مجدد الف ثانی
۸۶	کیتھلی کی ملاقات۔	۶۹	حضرت مجدد الف ثانی کے آباؤ واجداد
۸۹	وقت کے امام اعظم۔		نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
۹۰	حضرت مخدوم کی کرامات		حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا سے
۹۳	شہنشاہ جلال الدین کا ارتداد۔	۶۹	مانگا تھا

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
	حضرت شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردی	۹۳	سلطان الہند کے مصائب
۱۰۷	کی نگاہ میں -		قیوم اقبل مجدد الف ثانی پر احادیث
۱۰۷	نجومیوں اور جوتشیوں کے اعلان -	۹۶	کے اشارات -
۱۰۸	مولانا عبدالرحمن کی بشارت -	۹۷	امت کا صلہ
	حضرت مجدد الف ثانی اور صالحین	۹۸	امت محمدیہ کے علماء حق
۱۱۰	عصر کے خواب -	۹۸	شریعت کی استقامت
	خانِ اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی		حضرت مجدد الف ثانی اور ایک موسوی
۱۱۱	کے بارے میں ایک خواب -	۱۰۱	عالم -
۱۱۲	صدر جہاں کا ایک خواب -		حضرت مجدد الف ثانی اولیائے
۱۱۳	حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت	۱۰۱	امت کی نظر میں -
۱۱۳	حضرت مجدد کی والدہ -	۱۰۲	شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت
	حضرت مجدد کی ولادت کے چند	۱۰۳	شیخ خلیل اللہ بدخشی کی پیشین گوئی -
۱۱۶	واقعات -		حضرت غوث الاعظم کی زبان سے
۱۱۶	نبی کریم کی نظر میں -	۱۰۳	بشارت -
۱۱۸	سر سہد پر انوار کی بارشیں -		حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی
	نبی کریم کی ایک ہزار سالہ تربیت	۱۰۴	بشارت -
۱۱۹	کاثرہ -	۱۰۶	حضرت شیخ سلیم چشتی کی نگاہ -
۱۲۱	اکبر کا تخت اُلٹ گیا -		حضرت مجدد الف ثانی شیخ نظام
۱۲۱	حضرت مجدد الف ثانی کا بچپن -	۱۰۷	تار لوالی کی نظر میں -

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۲۰	نسبتِ نقشبندیہ -	۱۲۲	قادریہ فیضان کا حصول -
۱۲۰	خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں آمد	۱۲۳	حضرت مجدد کی ظاہری تعلیم و تدریس -
۱۲۲	حضرت باقی باللہ سے خواب میں ملاقات		حضرت مجدد الف ثانی حضور سید الانبیاء
۱۲۲	سرزمین سرسند چرافاں ہو گئی -	۱۲۵	سے مصافحہ کرتے ہیں -
	حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی رشک	۱۲۶	حضرت مجدد الف ثانی اکبر آباد میں -
۱۲۳	کرنے لگے -	۱۲۶	اکبر آباد کے علماء کرام سے ملاقات
۱۲۲	حضرت مجدد الف ثانی سفر حج پر -	۱۲۶	سلیم چشتی کا ایک خلیفہ
۱۲۲	حضرت خواجہ باقی باللہ سے ملاقات -		ابوالفضل اور فیضی حضرت مجدد کی
	حضرت مجدد الف ثانی سلوک کے	۱۲۷	خدمت میں -
۱۲۵	ابتدائی دور میں -		حضرت مجدد الف ثانی سے ابوالفضل
۱۲۷	مقاماتِ سلوک میں ترقی -	۱۲۹	اور فیضی کا مناظرہ -
۱۲۸	فصوص الحکم کے معارف -	۱۳۲	شیخ عبدالاحد اکبر آباد میں
۱۲۹	توحید و جود کی نظریات سے رجوع	۱۳۳	حضرت مجدد الف ثانی کی شادی -
۱۵۱	حضرت خواجہ باقی باللہ کی نسبت -		حضرت مجدد کی شادی پر حضرت
۱۵۱	امانت و ولایت کی سپردگی -	۱۳۳	سلطان کا حکم -
۱۵۲	خلافت کے بعد سرسند میں -	۱۳۵	حضرت مجدد الف ثانی کو خرقہ خلافت -
۱۵۳	سرسند میں روحانی تربیت کا آغاز -	۱۳۶	نسبتِ فردیت کا خاصہ -
۱۵۲	اولیائے امت کا تعاون -	۱۳۶	شجرہ چشتیہ
۱۵۶	سیر عن اللہ باللہ کا مقام -	۱۳۸	حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۷۶	خمیر سے بنایا ہے۔		حضرت مجدد کو خلعتِ مجددیت سے نوازا گیا۔
۱۷۷	مقامِ اصالت۔	۱۵۸	ولایتِ دنیوت کا مقام
۱۷۷	اہلِ طینتِ محمدی کا مقام۔	۱۵۹	وحدتِ الوجود علوم معارفِ انبیاء سے نہیں۔
۱۷۸	مقامِ ضمنیت	۱۶۰	ولایتِ صغریٰ سے ولایتِ کبریٰ تک
	حضرت مجددِ قیومِ اول کو تاجِ قیومیت ملا۔	۱۶۵	اتباعِ شریعتِ محمدیہ کا اعلان۔
۱۸۱	خزینۃ الرحمۃ کا خطاب	۱۶۶	مجددِ صدی
۱۸۲	حضرت مجدد الف ثانی کے اجتہادی کارنامے۔	۱۶۱	اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانی کو خلعتِ قیومیت عطا فرمائی۔
۱۸۲	حضرت امام ابوحنیفہ کا تقلید		سید الانبیاء کے ہاتھ سے دستارِ قیومیت
۱۸۲	حضرت مجدد کا اجتہاد۔	۱۶۱	قیوم اول کا مقام
۱۸۵	حضرت مجدد کے اجتہادی کارنامے	۱۶۲	قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہوتا ہے۔
۱۸۷	حضرت مجدد کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں مقام۔	۱۶۳	لعلِ نایاب
۱۸۷	حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب	۱۶۳	حضرت مجدد الف ثانی کا حسبِ نسب قیومیت کی طینت
	حضرت خواجہ باقی باللہ اور مجدد	۱۶۴	طینت و اصالت کی عنایت
۱۸۹	الف ثانی رحمہما اللہ۔	۱۶۵	حضرت مجدد کا بدن حضور کے بقیہ
	حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ کا ایک اہم اقدام۔	۱۶۵	
۱۹۰			

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۱۱	حضرت خواجہ باقی باللہ کا مزار		شاہ سکندر کھٹلی جناب غوث اعظم کا
	حضرت مجدد الف ثانی مزار خواجہ	۱۹۱	خرقہ مبارک پیش کرتے ہیں۔
۲۱۲	باقی باللہ پر۔	۱۹۲	نسبت خاصہ
۲۱۳	شیخ تاج کی کیفیت		صدر جہان اور خان اعظم حلقہ
	شیخ تاج حضرت مجدد کے	۱۹۵	مریدین میں۔
۲۱۵	غلاموں میں۔		حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی
۲۱۶	خواجہ حسام الدین کا خواب	۱۹۸	مکتوب۔
	شیخ تاج کا حضرت مجدد کی		حضرت مجدد الف ثانی حضرت باقی باللہ
۲۱۶	خدمت میں عریضہ۔	۲۰۰	کی خدمت میں۔
۲۱۷	دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی۔	۲۰۲	ولایت اور ولایت
	اکبر بادشاہ کے دعویٰ خدائی پر	۲۰۲	اپنے مرشد پر توجہ
۲۲۰	اضطراب۔	۲۰۴	عزیز متوقف
۲۲۱	حضرت مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام	۲۰۵	مرآة العالم اور مرآة جہان نما
۲۲۳	پہلی کامیابی	۲۰۵	حضرت باقی باللہ کی خیر رحلت
۲۲۵	دین الہی اور دین مصطفیٰ	۲۰۶	مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ
	عائدین سلطنت حضرت مجدد کے	۲۰۷	وحدت الوجود کا راز
۲۲۷	مرید بن گئے۔	۲۰۸	خواجہ فرخ حسین رحمہ اللہ
	حضرت مجدد کی قومیت کا مشائخ	۲۰۹	میر نصیر احمد رومی رحمہ اللہ
۲۲۸	وقت نے اعتراف کر لیا۔	۲۱۰	حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات



صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۲۳	حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف کا مقام .	۲۲۸	علماء کرام کا ایک نوری قافلہ خراسان اور بدخشاں کے لوگ حلقہ ارادت میں .
۲۲۵	میرک شیخ کی حاضری .	۲۳۰	سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت اور مقبولیت
۲۲۶	نبی کریمؐ کے درود و سلام سے حضرت مجدد کا حصہ .	۲۳۲	شاہ توران عبداللہ اوزبک کا ایک مراسلہ .
۲۲۶	تبعیت کے سات درجے	۲۳۲	لڑائی سے پہلے ایک پیغام .
۲۲۷	ایک مشاہدہ .	۲۳۲	عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر ردِ روافض پر حضرت مجدد کا ایک رسالہ .
۲۲۷	خواجہ محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ .	۲۳۲	رسالہ ردِ روافض کی شہرت
۲۲۷	سرور کائنات کی زیارت کا ایک ذریعہ .	۲۳۳	حضرت مجدد کی قومیت پر شیخ فضل اللہ برہانپوری کی تصدیق .
۲۲۹	میرک شیخ کا مرید ہونا .	۲۳۴	ایک عالم دین کی شہادت
۲۵۰	شیخ خلیل بدخشی کا ایک خاص مکتوب .	۲۳۴	سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری
۲۵۲	شیخ بلخی کا بیعت ہونا .	۲۳۵	شیخ حسن غوثی کی عقیدت
۲۵۳	حضرت تبع کا واقعہ	۲۳۶	حضرت مجدد الف ثانی اور سابقہ ادبیات اللہ .
۲۵۴	شیخ سلاسل کا ایک مباحثہ	۲۳۶	
۲۵۷	جان محمد جالندھری کا مشاہدہ	۲۳۷	
۲۵۷	قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی	۲۳۷	

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۷۶	حضرت مجدد۔	۲۵۹	جناب غوث اعظم کی تشریف آوری
۲۷۷	خواجہ معین الدین کا ایک قول۔		سلاسل تصوف کے نگرانوں پر
	حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت	۲۵۹	تصرف۔
۲۷۸	میں اکابر اولیاء۔		حضرت خواجہ محمد معصوم کی قطبیت
۲۷۸	سرہند میں طاغون سے تباہی	۲۶۰	کی خوشخبری۔
۲۸۱	جنت کا ٹکڑا	۲۶۱	مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی حاضری
۲۸۳	سرہند کی سرزمین۔		مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بیعت
۲۸۳	حضرت مجدد کا مزار	۲۶۲	ہوتے ہیں۔
۲۸۴	قبریں ادباً سمٹ گئیں۔		مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا
۲۸۵	حضرت مجدد الف ثانی کی عمر	۲۶۵	اعلانِ خطاب مجدد۔
۲۸۶	انبیاء کے مزار سرہند کے ٹیلے پر	۲۷۰	بنگال میں شیخ حمید اور سلسلہ مجدد
۲۸۶	مضافات سرہند میں چالیس پیغمبر	۲۷۱	میر یوسف سمرقندی کا معاملہ۔
	حضرت مجدد کے مکتوبات کی جلد	۲۷۲	جنات کا اخراج۔
۲۸۸	اول کی اشاعت۔	۲۷۲	سرہند شریف میں جنات
	حضرت مجدد کی نگاہ میں حروف	۲۷۳	سرہند کے جنات۔
۲۸۹	مقطعات۔		حضرت مجدد کی قیومیت کے
۲۸۹	اسرار مقطعات	۲۷۴	واقعات۔
	حضرت مجدد الف ثانی کے	۲۷۵	حضرت شیخ بلخی کا خواب۔
۲۹۲	خلفاء دنیائے اسلام میں۔		حضرت بہاؤ الدین نقشبند اور

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
	حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر	۲۹۳	حضرت مجدد کا تصرف عامہ۔
۳۲۳	بغاوت۔		حضرت مجدد الف ثانی کی مغل لشکر میں
۳۲۶	جہانگیر مہابت خاں کی قید میں۔	۲۹۵	تسلیم
۳۲۷	حضرت مجدد کی رہائی کی شرط۔	۲۹۵	حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت
۳۲۷	جہانگیر کی رہائی۔	۲۹۶	زبانہ کے مٹانے حضرت مجدد کی خدمت میں
۳۳۰	حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی۔	۲۹۷	کاملان دقت کلبے مثال اجتماع
۳۳۰	رہائی کی مزید شرائط۔	۲۹۸	شیخ بدیع الدین جہانگیری شکرگاہ میں
۳۳۲	رہائی کے بعد جہانگیر کا علاج۔	۳۰۰	جہانگیر آصف جاہ کی باتوں میں
۳۳۳	ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ	۳۰۳	سامانہ کے خطیب کی حرکت
۳۳۴	ایک تاریخی مثال۔		حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے
۳۳۷	ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت۔	۳۰۴	دربار میں۔
۳۳۸	ہندوستان میں اسلام کا بول بالا۔	۳۰۵	جہانگیر کے دربار میں ایک سیاسی تدبیر
۳۳۹	اکبر بادشاہ کا حشر	۳۰۷	مجدد الف ثانی کے مرید سپہ سالار
۳۴۰	اسلام کے چار ارکان		حضرت مجدد کی قوت ایمانی سے ہندو
۳۴۱	مغلیہ دربار میں نور اللہ شوستری کی آمد۔	۳۱۸	راجہ مسلمان ہو گیا۔
۳۴۱	شیعہ علماء کا غلبہ۔	۳۱۷	حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار میں
۳۴۳	نور اللہ شوستری کا حشر۔	۳۱۷	حضرت مجدد الف ثانی زنداں خانہ میں
	حضرت مجدد الف ثانی کا عیسائیوں سے	۳۱۹	قید و بند کی عظمتیں۔
۳۴۵	مناظرہ۔	۳۲۲	سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
	حضرت مجدد الف ثانی کا جلال	۳۴۷	حقیقت و دلالت شریعت کے
۳۴۵	شہزادہ شاہجہان کی بغاوت	۳۴۹	طالع ہیں
۳۴۵	حضرت مجدد جہانگیر کی پشت پناہ تھے	۳۵۱	شیخ آدم بنوری قدس سرہ
۳۴۷	داراشکوہ کا رویہ	۳۵۲	حضرت شیخ آدم بنوری شاہی لشکر میں
	مکتوبات مجدد الف ثانی	۳۵۲	حضرت مجدد کی خدمت میں علمائے
۳۴۹	حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کیساتھ	۳۵۲	خراسان، بدخشاں کی حاضری۔
۳۷۰	حضرت مجدد لاہور میں۔	۳۵۵	اکابر مشائخ ایران کے خطوط۔
۳۷۱	جہانگیر کا مزاج	۳۵۶	آستانہ مجدد کی طرف راہنمائی۔
	جہانگیر سرسبند میں۔	۳۵۷	حضرت مجدد الف ثانی قیوم ثانی کو
۳۷۳	حضرت مجدد نے دریائے گنگا کا پانی		خلافت عطا فرماتے ہیں۔
۳۷۵	پینے سے اجتناب کیا۔	۳۵۸	منصب قیومیت کی تفویض۔
۳۷۸	حضرت قیوم اول سے نور الحق دہلوی	۳۷۸	طینت پیغمبری قیومیت کی شرط ہے۔
۳۷۸	کا ایک سوال۔	۳۵۹	چار خلفائے راشد۔
	شیخ نور الحق دہلوی اور حضرت یعقوب		قیوم ثانی کو تمام خلفائے مجدد کو
۳۷۹	علیہ السلام کی دار فکری کے وجوہات	۳۵۹	بیعت کا حکم۔
۳۷۹	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا رجوع	۳۶۲	سرسبند میں آخری آیام خلوت۔
	حضرت مجدد پر سرکارِ دو عالم کی		حضرت مجدد الف ثانی لشکر سے
۳۸۰	نظر شفقت۔	۳۶۳	سرسبند میں۔
۳۸۱	حدیث صلہ کی وضاحت	۳۶۴	حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا تحفہ۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۹۳	شیر بھاگ گیا	۳۸۱	دربار جہانگیری سے سرحد تک
۳۹۴	ایک خلاف شرع کی قبر کی داستان	۳۸۲	مشرّب عالی تک رسائی۔
۳۹۴	خزّامی کی شفا	۳۸۳	خواجہ ہاشم کشمی دکن میں۔
۳۹۵	موسم بدل گیا	۳۸۳	زندگی کی آخری راتیں۔
۳۹۵	حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا	۳۸۴	درود ایراسیمی کی اہمیت۔
۳۹۷	حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض	۳۸۵	کمالات محمدیہ کا ظہور۔
۳۹۷	ایک عالم دین کا مشاہدہ	۳۸۶	صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری۔
۳۹۸	فرشتوں کا ادب	۳۸۷	حضرت مجدد کی چند کرامات۔
۳۹۹	ایک موثر دعا	۳۸۸	سجدہ میں کائنات کے احوال
۳۹۹	دکن کا ایک فقیر	۳۸۸	کرامت یا استقامت۔
۴۰۰	خان خانان کا منصب	۳۸۹	اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی
۴۰۰	ایک سجادہ نشین کا حشر	۳۹۰	حضور کا معجزہ قرآن ہے۔
۴۰۱	یک زمانہ صحبت با اولیاء	۳۹۰	حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے معجزات۔
۴۰۱	ایک صاحب دل سید کے غرور کا علاج	۳۹۱	حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کا معاشرہ
۴۰۲	حضرت مجدد نے اپنے بھائی کی موت کی خبر دی	۳۹۱	قطبی ستارہ میں حضرت عونت الاعظم کا تخت۔
۴۰۲	بارش روک دی گئی	۳۹۲	ایک کیمیاگر حضرت مجدد کی خدمت میں
۴۰۳	گر تھی دیوار رک گئی	۳۹۲	بت خانہ کی بریادی۔
۴۰۳	لاہور کا ایک مکان		

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۱۹	خواص بشر اور خواص ملائکہ۔	۲۰۴	حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات
۲۱۹	شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ادب۔		حضرت مجدد الف ثانی کے شب لہرز
۲۲۰	اجتہادی غلطی اور غلط تقلید	۲۰۷	کے معمولات۔
۲۲۱	حضرت مجدد کا لباس اہل علیہ	۲۰۷	قرآن مجید کی سیبہی کا احترام
۲۲۲	حضرت مجدد الف ثانی کے خصائص	۲۰۸	ایک صوفی کو ایک نصیحت
	حضرت مجدد الف ثانی کی یادگار	۲۰۸	حافظ قرآن کا ادب
۲۳۰	وصیتیں۔	۲۰۹	حضرت مجدد کے ہنو کا طریقہ۔
	حضرت مجدد نے اپنے وصال کا	۲۱۰	رات کے معمولات
۲۳۰	اعلان سرمایہ۔	۲۱۱	کلمہ طیبہ کی برکات
	حضرت مجدد الف ثانی کی مریدوں	۲۱۱	علم بقہ کی ترغیب۔
۲۳۱	کے لئے آخری دعا۔	۲۱۲	کھانا کھانے کے معمولات۔
	شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں	۲۱۳	ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات
۲۳۲	ہو سکتی۔	۲۱۴	شام اور عشا کی نمازیں۔
	قیامت تک سلسلہ مجددیہ کے مریدوں	۲۱۵	سنت نبوی کی پیروی۔
۲۳۳	کی خبر۔	۲۱۵	اللہ کو پیار و دہنی کا پروردگار ہے۔
۲۳۳	حضرت خواجہ محمد معصوم کو خطاب۔	۲۱۶	تراویح میں چار قرآن ختم۔
۲۳۴	کمالات مجددیہ چار نسلوں تک۔	۲۱۶	تلاوت قرآن کا طریقہ۔
۲۳۵	تیرھویں صدی ہجری کے فتنے۔	۲۱۷	ناز نام ریاضوں سے افضل ہے۔
۲۳۵	حضرت امام مہدی کا وزیر اعظم مجددی ہوگا۔	۲۱۷	ناز مسجد اور نوافل۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۵۲	۲۳۶ خلافت کا شاہی اعلان۔	۲۳۶	حضرت مجدد کا الوداعی سلام
۲۵۴	۲۳۷ حضرت مجدد کی اولاد و امجاد۔	۲۳۷	حضرت جناب غوث، الاعظم کا ایک شعر
۲۵۵	خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ		بزرگان سرسبند کے مزارات کی
۲۵۶	۲۳۸ منقولات، میں کمال		آخری زیارت۔
۲۵۷	۲۴۰ میرے معارف کا مجموعہ۔	۲۴۰	حضرت مجدد کا مرض الموت، اور وصال
۲۵۸	۲۴۰ مزار سے سفر پر جانے کی ہدایت	۲۴۰	حضرت مجدد کی زندگی کا آخری جمعہ۔
۲۵۹	۲۴۱ خواجہ محمد صادق کے نام کا تعویذ۔	۲۴۱	اہل محبت کا اظہارِ غم۔
۲۵۹	۲۴۱ شیخ محمد یحییٰ قدس سرہ	۲۴۱	سایہ دار عالم و رحمت گر گیا۔
۲۶۰	۲۴۲ شیخ محمد ابراہیم سرہندی۔	۲۴۲	قبر کے لئے وصیت
۲۶۲	۲۴۲ احوال حضرت خواجہ محمد سعید		وصال سے ایک دن قبل
۲۶۳	مسائل فقہ کا حل۔		طلوع آفتاب کے بعد قومیت کا
۲۶۴	۲۴۲ ابو الخیر علماء سو سے تقا۔		آفتاب غروب ہو گیا۔
۲۶۵	۲۴۶ علمائے لاہور کی ایک مجلس۔		فقاں از شرب و بطحا بر آمد۔
۲۶۵	۲۴۵ حضرت خازن الرحمت کی تالیفات		اہل علم نے پانچ سو تواریخ وفات
۲۶۶	۲۴۶ ولایت احمدی کے دو افراد۔		کہیں۔
۲۶۷	۲۴۸ بارگاہِ رسول پر حاضری۔		حضرت مجدد کی تہنیت و تکفین۔
۲۶۸	۲۴۹ ایک گستاخ فقیر۔		خازن الرحمت نے ناز جنازہ پڑھائی۔
۲۶۸	۲۵۲ کرامت۔		مزار پر دو دستوں کو الوداع
۲۶۸	۲۵۲ حضرت ابوسفیان کا معاملہ		جہانگیر سرسبند میں۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۳۲	حضرت شیخ جان محمد رحمہ اللہ	۴۶۹	حضرت خازن الرحمت کی وفات۔
۵۳۳	حضرت مولانا یار محمد قدیم رحمہ اللہ	۴۷۰	نواب سعید کی نعش
۵۳۳	حضرت مولانا یار محمد جدید رحمہ اللہ	۴۷۰	قبر کی جگہ۔
۵۳۴	حضرت شیخ بدرالدین سرسندی رحمہ اللہ	۴۷۱	شاہ عبداللہ شاہ سعیدی۔
۵۳۵	حضرت مولانا قاسم علی رحمہ اللہ		حضرت مجدد الف ثانی کے خلفائے
۵۳۵	حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمہ اللہ	۵۰۹	کرام۔
۵۳۶	حضرت شیخ یوسف برکی رحمہ اللہ	۵۱۶	حضرت خواجہ ہاشم کشمی رحمہ اللہ
۵۳۶	حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمہ اللہ	۵۱۹	حضرت شیخ طاہر لاہوری قدس سرہ
۵۳۷	حضرت شیخ احمد دینی رحمہ اللہ	۵۲۲	شیخ بدیع الدین شہباز پوری۔
۵۳۷	حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمہ اللہ	۵۲۵	شیخ نور محمد رحمہ اللہ
۵۳۸	حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمہ اللہ	۵۲۶	شیخ حمید بنگالی رحمہ اللہ
۵۴۲	حضرت شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ	۵۲۷	شیخ منزل رحمہ اللہ
۵۵۱	نواب سعد اللہ خان دزر مملکت۔	۵۲۸	شیخ طاہر بخشمی رحمہ اللہ
۵۵۲	حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید۔	۵۲۸	حضرت مولانا یوسف مہرقندی
	حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد	۵۲۸	حضرت مولانا احمد برکی رحمہ اللہ
۵۵۲	کے مقامات۔	۵۲۹	حضرت مولانا حسن برکی رحمہ اللہ
۵۵۳	مقام قیومیت کا صحیح ادراک۔	۵۳۰	حضرت مولانا صالح رحمہ اللہ
۵۵۲	حضرت شیخ آدم بنوری کا اختلاف۔	۵۳۰	حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی رحمہ اللہ
۵۵۹	حضرت خواجہ محمد مصوم سے معذرت	۵۳۱	حضرت شیخ عبدالحی رحمہ اللہ۔



صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۷۶	حضرت خواجہ خاندان محمود لاہوری رحمہ اللہ		قیوان مجددیہ کی حضرت آدم بنوری
۵۷۷	حضرت سید میر کشادہ بلخی رحمہ اللہ	۵۶۰	کی قبر پر نظر التفات۔
۵۷۸	حضرت میر مومن بلخی رحمہ اللہ	۵۶۲	حضرت شیخ آدم بنوری کے خلفائے کرام
۵۷۸	علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ		حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر شعراء
۵۷۹	حضرت مولانا عبدالمق دہلوی رحمہ اللہ	۵۷۳	دعوتِ حکران
۵۸۰	حضرت مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ	۵۷۳	حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ
۵۸۰	حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ	۵۷۵	حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ
۵۸۱	حضرت مولانا نوک رحمانہ	۵۷۵	حضرت شاہ عیسیٰ برہانپوریؒ
۵۸۱	معاصر شعراء	۵۷۵	شیخ نظام نارولی رحمہ اللہ
۵۸۲	خاتم الکتاب	۵۷۵	حضرت شاہ قاسم سیمانیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# روضۃ القیومیۃ

اور

## مؤلفِ علام

روضۃ القیومیۃ ان معروف اور مفصل کتابوں میں سے ایک شہرہ آفاق کتاب ہے جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السانی کے احوال و مقامات پر لکھی گئیں ہیں۔ فاضل مؤلف نے اسے چار جلدوں (چار اراکین) میں قلم بند کیا۔ اور ہر رکن میں خاندانہ مجددیہ کے ایک ایک قیوم کے احوال و مقامات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کتاب کا دائرہ تحریر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے یوم ولادت ۱۳ شوال المکرم ۹۶۱ھ سے اختتام تالیف ۵ ذی الحجہ ۱۲۰۱ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے سامنے ساڑھے تین سو سال تاریخ کا وہ دور ہے جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مشائخ، ان کے اساتذہ احباب، ان کے خلفاء، ان کی اولاد، ان کے عقیدت مندوں، ان کے معاندین، ان کے مخالفین اور ان کے ناقذین کے حالات و کوائف پر محیط ہے۔

مولف علام نے اس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اہ کئی برسوں کی شبانہ روز تحقیق و محنت سے ۱۳۱۰ھ میں مکمل کیا۔ اس فارسی کتاب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اردو میں منتقل کیا گیا۔ اور تصغیر میں اس کے دو تراجم زیور طبع سے آراستہ ہوئے۔ اور خانوادہ مجددیہ کے حالات پر ایک مستند اور قابل تمسین ماخذ کی حیثیت سے دیکھا گیا۔ حضرات مجددیہ پر لکھی جانے والی اکثر کتابیں اسی کتاب روضۃ القیومیۃ کے گلبائے رنگارنگ کی رنگ و بو سے منور و معطر ہیں۔

کتاب کے دیباچہ میں فاضل مولف نے کتاب کا تعارف لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ کتاب قیوم اول حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی سرسندی، قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم سرسندی، فرزند سومی حضرت مجدد الف ثانی (قیوم ثالث) حضرت امام حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے، اور قیوم رابع حضرت علیقاۃ اللہ خواجہ محمد زبیر (فرزند شیخ ابوالعلی مجددی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو چار جلدوں (حصوں) میں تقسیم کرنے کی بڑی لطیف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر جلد کے موضوعات عنوانات اور مندرجات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارکان اسلام کی نسبت سے کتاب کو چار ارکان (جلدوں) پر تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

رکن اول؛ قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی۔ آپ کے بیٹوں اور خلفاء کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔

رکن دوم؛ قیوم ثانی معصوم زبیر حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر محیط ہے۔

رکن سوم؛ قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بیٹوں اور خلفاء کے حالات پر وقف ہے۔

رکن چہارم؛ قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال، ان کے بیٹوں اور

خلفاء کے حالات پر حاوی ہے۔<sup>۱</sup>

کتاب کے ماخذ - جو اسرح اور منبالح کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مولف نے مختلف افراد رجال اور تاریخی کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ چونکہ مولف علام خانوادہ مجددیہ کے ایک صاحب قلم بزرگ ہیں۔ اس لئے وہ ان حالات کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے قابل اعتماد و اعتبار فرزندوں کی خاندانی روایات پر رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات دو وسیلوں سے پہنچے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد نقشبند کے ایک وسیلہ سے اور حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کے لئے حالات چشم دید شاہد ہیں۔ مزید برآں بعض حالات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے نواسوں کی زبانی حاصل کئے۔ جو حضرت قیوم کے زیر تربیت رہے تھے۔ پھر بہت سے حالات قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر اور مولف کے والد حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی قدس سرہما کی زبانی سنے اور انہیں قلم بند کیا۔ ان چشم دید حالات کے خاندانی رادیوں کے علاوہ کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں بھی مولف کے سامنے رہیں۔

حضرات القدس : ملا بدر الدین سرہندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی۔<sup>۲</sup>

زبدۃ المقامات : خواجہ ہاشم کشمی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی۔<sup>۳</sup>

کواکب الدریہ : شیخ محمد ہادی (مولف کے دادا)۔

حجت الاحمدیہ : شیخ محمد ہادی مجددی۔

تاریخ شیخ محمد ثانی الحال : حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم سرہندی کے پوتے

۱۔ روضۃ القیومیہ صفحہ ۶۔ مطبوعہ ملک فضل دین۔ ملک چمن دین۔ لاہور۔

۲۔ حضرات القدس فارسی کے کئی ایڈیشن چھپے اب اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

۳۔ زبدۃ المقامات کے فارسی ایڈیشن پاک دہند میں بھی چھپے اور ترکی میں بھی شائع ہوئے۔ اب

اردو ترجمہ بھی چھپ گیا ہے۔

تاریخ - فر احمد ؛ آپ حضرت قیوم تائی کے نواسے تھے ۔

تجدیدیہ ؛ شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی ۔

نجم الہدی ؛ شیخ محمد ہادی مجددی سرہندی ۔

تردیحیہ ؛ شیخ محمد ہادی مجددی ۔

معصومیہ ؛ طبقات معصومی ۔ مقامات معصومیہ ۔

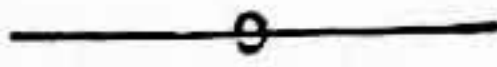
حیاتِ حمین ؛ (یا قوتِ احمد) ۔ مروج الشریعہ ۔

لطائفِ مدینہ ؛ شیخ عبدالاحد مجددی سرہندی ۔

مقامات نقشبندی ؛ حضرت ابوالعلیٰ مجددی ۔

مناقب الحضرات ؛ خواجہ محمد امین خلیفۃ شیخ آدم بنوری ۔

ان کتابوں کے علاوہ مرآة العالم مولفہ محمد رضا ، مرآة جہاں ناما مولفہ محمد بقا ، کرامات اولیاء سفینۃ الاولیاء ، اور سکینۃ الاولیاء ، مولفہ شہزادہ دارا شکوہ بھی فاضل مولف کے سامنے رہیں ۔ ان کتابوں سے فاضل مولف نے ملکی حالات ، اقتدار کی جنگ کے شب و روز مغل سلطنت کی زوالی اقتدار ، دشمنان سلطنتِ مغلیہ کے حملے اور اعیان سلطنت کے بیل و نہر سار بیان کرنے میں استفادہ کیا ۔



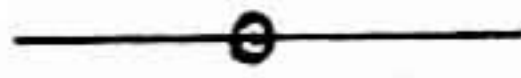
روضۃ القیومیہ کے فاضل مولف نے اپنے معاصرین کی روایات سے ہٹ کر بعض ایسی اصطلاحات اور مقامات بیان کیے ہیں جو ہمیں دوسری کتابوں یا تاریخی دستاویزات سے نہیں ملتے ۔ پھر خانوادہ مجددیہ کے فنائل اور کمالات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے ۔ کہ قارئین ان حالات کو مبالغہ آمیزی ، تعلق اور خود ستائی پر معمول کرتے لگتے ہیں اگرچہ ہم بے ناقدین کے حکمت نظر سے متفق نہیں ۔ جو ان اصطلاحات ، خطابات ، اور مقامات کو مولف علام کی تعلق اور خود ستائی پر معمول کرتے ہیں ۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں

کیا جاسکتا۔ کہ صاحبِ روضۃ القیومیہ نے عام روش سے ہٹ کر جن اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ وہ فارمین کے لئے غیر مانوس ہیں اور انہیں مشکلات میں ڈال دیتی ہیں۔ ان اصطلاحات کے معانی اور مطالب بیان کرتے وقت، بھی فاضل مولف نے عام اصطلاحاتِ تصوف سے ہٹ کر بات کی ہے۔ قیومیت ایک ایسی اصطلاح ہے جسے ہم روضۃ القیومیہ میں پہلی بار دیکھتے ہیں۔ پھر قیوم کے مقام اور منصب کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سے غوث، اقطاب، اور افراد کے بلند مقامات پست دکھائی دیتے ہیں۔ قیومیت کے مقام کے ساتھ طینت، اصالت، خلعت، محبوبیت، ولایت ایسے مقامات ہیں جہاں اصطلاحاتِ صوفیہ کے شناسا اور بادیہ سلوک کے راہرو بھی چند لمحات رُک جاتے ہیں۔

اربابِ طریقت اور علماءِ شریعت کے اختلافات تو علمی دنیا میں روایت کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ مگر صاحبِ روضۃ القیومیہ کے خاصہ اور مکاشفہ (خصوصیات اور مکاشفات) کا بیان اہل تصوف کے ہاں بھی گراں بار ہے۔ حضرت مجدد اور قیوم اربعہ کے مناصب کا موازنہ اور مقابلہ بھی صاحبِ روضۃ القیومیہ کے قلم کا خاصہ ہے جس پر ناقدین کی تیز نگاہیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

ان اختلافات اور تنقیحات کے باوجود زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ حضراتِ مجددیہ کے احوال و مقامات کی تفصیل و تعارف کا ایک بے مثال جہیدہ ہے جسے خانوادہ مجددیہ کا بڑے سے بڑا تذکرہ نگار نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے اصالتاً یا وکالتاً روضۃ القیومیہ کو ماخذ ماننا پڑتا ہے۔ سرسند کی تباہی کے بعد خانوادہ مجددیہ کا علمی مرکز درہم برہم ہو گیا۔ مگر اس خانوادہ عالیہ کے جو حضرات سکھاتاہی کی تاخت و تاراج سے بچ کر اکنافِ عالم میں پھیلے تو اس مرکز کے تمام علمی خزانوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جو کتابیں برہم گئیں ان میں سے روضۃ القیومیہ ایک روشنی کا مینار بن کر ابھری اور آج تک زندہ و تابندہ

ہے۔ اس تباہی کے بعد حضرات مجددیہ پر جس قدر کام ہوا، جتنی کتابیں لکھی گئیں، جتنے تذکرے سامنے آئے۔ وہ اسی کتاب کی روایتوں کی روشنیوں سے منور نظر آتے ہیں۔ روضۃ القیومیہ کے ناقدین کا قلم جب بھی حضرات مجددیہ پر کچھ لکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو اسے مکتوبات امام ربانی حضرات القدس اور زبدۃ المقامات کے بعد انہیں روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو روضۃ القیومیہ کے زیریں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔



حضرت مجدد الف ثانی اپنی زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی اہل بدعت، ملحدین، اہل تشیع، غیر مسلم، جیسے کئی بڑے ناقدین کی مخالفت کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ پھر آپ کا سلسلہ مجددیہ اور خانوادہ مجددیہ کے اکثر حضرات بھی ایسے معاندین کی تنقیدی تحریروں کی زد میں رہے ہیں اور آج تک ہیں۔ ان اعتراضات، تنقیدات اور تنقیحات کے جواب میں حضرت مجددیہ نے پامردی سے مقابلہ کیا۔ جو ابات دیئے۔ وضاحتیں کیں۔ علمی اور سیاسی مباحث کو نہایت عالمانہ انداز میں پیش کیا۔ مجددی اہل قلم نے اپنے دفاع میں قابل صد افتخار تحریریں یادگار زمانہ بنادیں۔ ان دفاعی تحریروں میں روضۃ القیومیہ کی چاروں جلدیں اپنی مثال آپ ہیں۔ فاضل مولف نے اپنے مخالفین کے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دیا اور ان تمام اٹھائے گئے شبہات کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا۔ اور اہل علم کو دعوت مطالعہ دی۔ روضۃ القیومیہ کے اس جہاد میں حضرات مجددیہ کے حلقہ اثر کے اکثر علمائے بھی حضرت مجددی کی تحریک عزیمت کا بھرپور دفاع کیا۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ دوسری کتابوں کو چھوڑ کر ۱۰۹۳ھ میں اس خانوادہ کے معتقدین نے حضرت مجددی کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے۔ ان کی تعداد تین سو ساٹھ (۳۶۰) تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے ۴۷ رسائل تو حضرت مجددی کی اولاد نے ہی لکھے تھے۔ جن میں سے حضرت قیوم ثالث خواجہ محمد نعیم نے خواجہ محمد اشرف مجددی، حضرت شیخ سیف الدین، حضرت محمد صبغۃ اللہ، حضرت شیخ محمد ہادی

سرہندی کے رسائل نہایت ہی اہمیت کے حامل تھے۔ اسی طرح رسالہ درو و مخالفین حضرت  
 مجدد حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت، حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالت خواجہ  
 محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم، رسالہ رد منکران حضرت مجددانہ خواجہ محمد صیغۃ اللہ سرہندی  
 رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد مولفہ شیخ محمد ہادی، عطیۃ الوباب الفاصلہ بین الخطا و  
 الصواب مولفہ شیخ محمد بیگ اوزبکی برہانپوری، العزیز الندی فی نصرۃ الشیخ احمد سرہندی۔  
 مولفہ علامہ شیخ حسن بن شیخ مراد علی، رسالہ درو معتزین حضرت مجدد مولفہ خواجہ محمد عیسیٰ  
 رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی مولفہ علامہ شیخ احمد البشیشی مصری شافعی، رسالہ  
 فی نفی رفع سبابہ مولفہ شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید، بہجتہ النظار فی برأتہ الابرار  
 مولفہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، سبیل الرشاد مولفہ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل  
 رسالہ فی منع رفع سبابہ مولفہ حضرت شاہ گل وحدت سرہندی، رسالہ در منکران حضرت  
 مجدد مولفہ شیخ محمد مراد ٹنگ کاشمیری، حجتہ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ  
 شاہ فی الحال مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم مولفہ شافی الحال سرہندی۔ شواہد التجدید  
 مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ خلت مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔  
 المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ رسالہ  
 احقاق مولفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی مولفہ حضرت  
 قاضی ثناء اللہ پانی پتی، رد شبہات پلیدنا بکار مولفہ نظام الدین شکار پوری، رسالہ  
 در اعتراضات مولفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق  
 دہلوی مولفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی، رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق مولفہ شاہ غلام علی  
 دہلوی، رسالہ فی رفع المطاعن عن الامام الربانی و اولادہ مولفہ مولانا عبداللہ آفندی مکہ منظر  
 الکلام المنجی بید ایرادات البزرنجی مولفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری، الوار احمد  
 مولانا وکیل احمد سکندر پوری، ہدیہ محمدیہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری، رسالہ

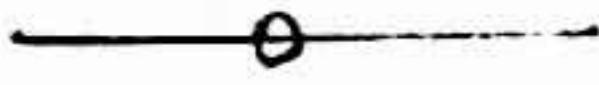


فی: بارۃ لاس الاشارہ مؤلفہ مہر علی نواز پوری، حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، مؤلفہ مولانا زبید  
 ابوالحسن فاضل مجدوی، دلائل التجدید مؤلفہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، رسالہ فی منہج ربیع  
 سببہ مؤلفہ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی، المفہمۃ لمبین الاذان، والکعبہ مؤلفہ  
 مولانا محمد امین بدخشی، کشف العطاء مؤلفہ شیخ محمد فریح بن خواجہ محمد سعید سرہندی جیسے  
 علمی رسالوں سے حضرت مجدد اور ان کی اولاد کے نظریات پر اعتراضات کا دفاع کیا  
 گیا۔

روضۃ القیومیہ نے جہاں ہمیں خانوادہ مجددیہ پر کئے گئے نظریاتی حملوں کا دفاع  
 کر کے توانائی بخشی ہے۔ وہاں چاروں قیوموں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی  
 حضرت خواجہ محمد نقشبند اور حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہم کے روحانی اور علمی کارناموں سے  
 جی اگاہی ہم پہنچائی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا اکبری الحاد کے خلاف، جہانگیری بدعتوں  
 کے استیصال کی کامیاب مہم کے ایسے معاملات سے تعارف کرایا ہے جو ہمیں دوسرے  
 ذرائع سے میسر نہیں آتا تھا۔ شاہجہان کی اسلام پسندی اور اورنگ زیب کی دینی وابستگی  
 کے بہت سے واقعات اسی کتاب سے ملتے ہیں۔ مغل حکمرانوں کی روحانی اور سیاسی ہنرمائی  
 کے آثار اس کتاب کے صفحات سے روشن نظر آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند کے زمانہ  
 میں سلوک مجددیہ کی برصغیر سے نکل کر شمالی علاقوں میں چین اور روس کے دور دراز علاقوں  
 میں اشاعت کے بہت سے نشانات روضۃ القیومیہ کے صفحات پر اجاگر نظر آتے ہیں۔  
 خانوادہ مجددیہ کی دینی اور روحانی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ روضۃ القیومیہ کے صفحات ان

علا محمد اقبال مجددی پر فقیر۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں مطبوعہ رسالہ نور اسلام  
 شرقپور حضرت مجدد الف ثانی نمبر زیر اہتمام صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری۔ سجادہ نشین شرقپور شریف۔

واقعات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ جو مغل سلطنت کے زوال کی بنیاد ہے۔ اور برصغیر میں افراتفری کا باعث بنے۔ زوالی مغلوں کی جنگ اقتدار، حصول تخت کی کشمکش، مسلمان معاشرے کی اخلاقی زبوں حالی، آخری مغل تاجداروں کی عیاشی اور تساہل کی داستان انہی صفحات پر پائی جاتی ہے۔ اندریں حالات روضۃ القیومیہ خانوادہ مجددیہ کے علمی اور روحانی زمانہ کے عروج کی داستان بھی ہے۔ اور برصغیر میں اسلامی سورج کے ڈوبنے کا منظر بھی ہے۔ یہ کتاب دینی اور سیاسی ذہن رکھنے والے دونوں قسم کے قارئین کیلئے بہترین مرقع ہے۔



کتاب کے فاضل مولف حضرت خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن حضرت مردج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادہ مجددیہ کے نامور مورخ۔ عالم تذکرہ نگار اور محقق مجددی ہیں۔

فاضل مولف نے اپنے مختصر سے حالات زندگی روضۃ القیومیہ میں قلمبند کئے ہیں۔ ہم مولف کے سوانحی حالات ان کے اپنے الفاظ میں ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

”میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں۔ روکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا۔ مدت تک وہاں رہ کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا۔ حسب الارشاد میں اسی طرف روانہ ہوا۔ اسی سفر میں معاموم ہوا کہ آنحضرت عنقریب دنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ گھبرا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ڈیڑھ ماہ بعد اس جہان سے کوچ کر گئے۔

میں آنجناب کی نفس کے ساتھ سرسند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار پر فائز الانوار رہا۔ پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ دو سال بعد غم و اہم میں تخیف ہوئی تو اس کتاب (روضۃ القیومیہ) کی تالیف دوبارہ شروع کی۔ ۷۷

مشرقی ہندوستان سے مراد فاضل مولف کی وہ خدمات ہیں۔ جو آپ نے نواب علی محمد خاں روہیلہ آن بریلی کے ہاں سرانجام دیں۔ نواب علی محمد خاں روہیلہ ایک مرد مجاہد اور متقی عالم دین تھے۔ جو نواب حافظ رحمت علی آن روہیل کھنڈ کی ریاست میں منتظم اعلیٰ اور کانڈر افواج روہیل کھنڈ تھے۔ فاضل مولف خواجہ محمد احسان مجددی اس لشکر میں موجود تھے۔ جو سادات بارہہ کی سرکوبی کے لئے برسرِ پیکار رہا۔ روضۃ القیومیہ کی آخری جلد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولف دہلی میں ان خونچکاں واقعات کے عینی شاہد ہیں جو نادر شاہ کی افواج کے قبل عام کے دنوں میں رونما ہوئے۔

فاضل مولف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم اور سرسند کے علماء اور مجددی مشائخ سے حاصل کی تھی۔ علوم متداولہ دینیہ اور اسرار سلوک مجددیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد مختلف اہل علم و اہل طریقت سے استفادہ کیا تھا۔ آپ نے اپنے والد مکرم شیخ حسن احمد سرسندی مجددی (۱۰۹۰ھ - ۱۱۲۹ھ) بن شیخ محمد ہادی (۱۰۶۲ھ - ۱۱۲۱ھ) بن حضرت محمد عبید اللہ مروج التریغیت (۱۰۳۸ھ - ۱۰۸۳ھ) بن قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرسندی (۱۰۶۹ھ - ۱۱۰۹ھ) بن قیوم اول حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ سے

ابتدائی تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی (قیوم رابع) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگاہ رہے۔ آپ نے ہی آپ کو اپنے خصوصی فرمانِ خلافت سے نوازا۔ جس کی ایک نقل روضۃ القیومیہ کی جلد چہارم میں موجود ہے۔ آپ نے اسی روحانی تربیت کے دوران ایک کتاب کشف الحقائق بھی جو تعلیمات مجددیہ کے ساتھ اسرارِ حروف مقطعات قرآنی پر بڑی بے مثال کتاب تھی۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بے حد پسند فرمایا تھا۔

زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ کی تالیف کا کام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اور بعض مقامات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاح فرمائی۔ مبالغہ آمیزی سے پاک رکھنے کی ہدایات فرمائیں۔ اور مولفِ علام کی کوششوں کو سراہا۔ یہ کتاب سہ میں شروع کی گئی اور سہ کو مکمل کی گئی۔

فاضل مولف کی زندگی کا آخری زمانہ اور کتاب کی ترتیب و تالیف کا زمانہ پنجاب کی تباہی کا دور ہے۔ خصوصاً سرزمین سرہند پر اس زمانہ میں جو قیامتیں گذریں۔ جاٹوں، مرہٹوں اور سکھوں کی لوٹ مار نے سرہند کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ دہلی اور پنجاب کو نادر شاہی حملے نے جس قدر تہ و بالا کیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک خونچکان باب ہے۔ ہمارے نزدیک بدامنی کا یہ زمانہ مولف اور ان کے معاصرین کے سوانحی حالات کی تفصیلات محفوظ نہ رکھ سکا۔ اسی مجددی تذکرہ نگار مولف کے حالات و مقامات سے خاموش نظر آتے ہیں۔

روضة القیومیہ ناری میں، لکھی گئی تھی۔ اس اہم اور مفید کتاب کے موضوعات پر کتاب کے دیاچہ میں فاضل مولف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہماری نگاہ میں ناری زبان میں بلع شدہ نسخہ کہیں بھی نہیں گزرا۔ ناری کے قلمی نسخے پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، ادارہ میوزیم علی گڑھ، برٹش انڈیا لائبریری، لندن میں اس کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ۱۳۱۸ھ مطبع یلیر فرید کوٹ چھپا۔ جسے دلی اللہ صدیقی نے حدیقہ محمودیہ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے سترہ سال بعد لاہور کے ملک فضل الدین نے ۱۳۲۵ھ میں پیر غفار شاہ کاشمیری قادری قدس سرہ کے خطی نسخہ سے ترجمہ کروا کر زیور طبع سے آراستہ کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ دلی اللہ صدیقی کے ترجمہ سے زیادہ دقیق نہیں تھا لیکن ہمارے موجودہ ایڈیشن کی بنیاد اسی ترجمہ پر استوار ہوئی ہے۔ ہم نے کئی مقامات پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ کر کے اس ترجمہ کو "قبول خاطر احباب" بنا دیا ہے۔ اور اسے چار علیحدہ علیحدہ جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کتاب کی طباعت و اشاعت میں جن بزرگانِ مجددیہ نے اپنے تعاون کو پیش کیا۔ ان میں مولانا اکرام حسین مجددی خطیب لاہور، سید عاشق حسین مجددی آف مرٹ شریف، پروفیسر محمد اقبال مجددی، جناب علی لبر آغا، صاحبزادہ محمد سلیم شامی سجادہ نشین شیخ عبدالبنی شامی، صاحبزادہ قطب نثار، رضی شیرازی علی پوری اور مکتبہ نبویہ کا چاکر و چونڈ عملہ ہمارے شکر و سپاس کا مستحق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرقع مجددیہ روضہ من الروضۃ القیومیۃ المجددیہ ان حضرات کی شبانہ روز مساعی جلیلہ کا نتیجہ ہے۔

مُحَمَّدٌ ذَا وَنُصَلِّيَ عَلَيَّ وَسُئِلَهُ الْكَرِيمُ

## افتتاحیہ

از رشحات قلم، مجددی حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد سعید احمد نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی

برصغیر پاک و ہند میں بہت سے مفکرین و مجددین ہوئے جن میں چار نہایت ممتاز ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۲ھ / ۱۶۲۳ء)

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۶۶ھ / ۱۷۶۲ء)

۳۔ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء)

۴۔ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۸ء)

ان چاروں مفکرین میں بعض حیثیات سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نمایاں نظر آتے ہیں

مختلف محققین نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے۔

شیخ احمد — جو شاہ ولی اللہ اور اقبال سے پہلے اسلامی ہند کے نہایت ہی طاقتور

مفکر گزرتے ہیں — نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ عالم اسلام کے علماء صوفیہ میں اعلیٰ ترین مقام کے مالک ہیں (ترجمہ انگریزی) لے

لے ایس ایم اکرام: مسلم سوبزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک و ہند کے اکثر علماء و صوفیہ نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جا بجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و فقیہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و ارشادات سے استدلال فرمایا ہے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے، حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء) نے بھی استدلال کیا ہے اور دوسرے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ العالی نے مولانا عبدالغفار رام پوری کی کتاب آثار المبتدین لاہام جبل اللہ التین کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا دفاع کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں بعض حضرات نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ نے خود دعویٰ تجدید فرمایا، صحیح نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی کے متعلق بھی بعض لوگوں نے اسی قسم کا اظہار خیال کیا ہے، جو صحیح نہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم، ملا عبدالکلیم

۱ (ا) احمد رضا خاں: انوار الاقمار من یم صلوة الاسرار (۱۳۰۵ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۳۸

(ب) احمد رضا خاں۔ المحاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۶

(ج) احمد رضا خاں: الکوثر الشہابیہ فی کنایات ابی الوابید (۱۳۱۲ھ) مطبوعہ کلکتہ ۱۹۱۵ء، ص ۴۸، ۵۱، ۵۲

۲ حامد رضا خاں: سلامتہ اللہ لاصل السنۃ من سبیل العناد فی الفتنۃ (۱۳۲۲ھ) مطبوعہ بریلی، ص ۵۷

۳ مصطفیٰ رضا خاں: مقتل کذب و کید، مطبوعہ بریلی (۱۳۲۲ھ)، ص ۵۵، ۵۶

۴ نظامی بدایونی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے (ملاحظہ ہو قاموس الشاہیر، جلد اول، مطبوعہ بدایون، ۱۳۲۳ھ

۱۹۲۳ء، ص ۶۷۔ اسی طرح فیض مام صدیقی نے بھی یہی بات کہی ہے (ملاحظہ ہو اختلاف امت کا المیہ

دوم، جہلم ۱۳۹۲ھ، ص ۳۸۰۔

۵ مولوی حسین احمد دیوبندی نے یہ الزام لگایا ہے اور امام احمد رضا کو مجال الجہین لکھا ہے (الشہاب الثاقب، ص ۴۲)

• حالانکہ علامے حرزین شریفین میں شیخ موسیٰ علی شامی مددیری مدنی نے آپ کو الحمد للہ الامر تحریر فرمایا ہے۔

(الغیوضات المنکبہ ص ۲۶۲) اور حافظ الکتب الحرم شیخ اسماعیل بن سید خلیل مکی نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ بل

اقول لو قیل فی حقہ اندہ مجدد ہذا القرن لکان حقاً و صدقاً (حمام الحرمین، ص ۱۳۰، ۱۳۱)

سیالکوٹی (م ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۶ء) نے حضرت مجدد کے نام ایک مکتوب میں اس لقب سے نوازا۔ پھر یہ لقب زبان زد خاص و عام ہو گیا، حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد کے چچ دھویں جد سلطان شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی والی کابل تھے۔ پانچویں جد حضرت امام رفیع الدین، شیخ جلال الدین بخاری (م ۷۸۵ھ / ۱۳۸۳ء) کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور سہرند (سرہند) آباد کیا۔ اسی شہر میں ۹۷۱ھ میں حضرت مجدد کی ولادت ہوئی۔ حضرت مجدد کے والد کا اسم گرامی شیخ عبدالاحد (م ۱۰۰۶ھ / ۱۵۹۸ء) تھا۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۱۰۲۲ھ / ۱۵۳۶ء) کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (م ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء) سے آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت شیخ عبدالاحد جلیل القدر عالم و عارف تھے۔

حضرت مجدد نے بیشتر علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ ان کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدشی وغیرہ سے علوم معقول و منقول کی تحصیل فرمائی۔ اسارتِ قلعہ گوالیار کے زمانے (۱۰۲۸ھ / ۱۰۲۹ھ) میں قرآن کریم حفظ کیا۔ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۹۹۸ھ میں دارالسلطنت اکبر آباد (اگرہ) تشریف لائے اور یہاں دربار اکبری کی دو اہم شخصیتوں یعنی ابوالفضل اور فیضی کے ساتھ صحبتیں رہیں۔ فیضی کی تفسیر سواطع الالہام (۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۳ء) میں ایک جگہ آپ نے اس کی مدح بھی کی۔ لیکن بعد میں ان دونوں بھائیوں کی بے راہروی کی وجہ سے حضرت مجدد نے

۱۔ وکیل احمد سکندر پوری، ہدیہ مجددیہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء، ص ۹۸۔

۲۔ شاہ محمد فضل اللہ عمدة المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء، ص ۹۹۔

۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبدة المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء، ص ۸۹-۹۱۔

۴۔ محمد ہاشم کشمی: زبدة المقامات ص ۹۶-۱۰۳۔

۵۔ محمد ہاشم کشمی: زبدة المقامات، ص ۱۲۸۔

۶۔ مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب ۲۳، ص ۴۳، محمد ہاشم کشمی: زبدة المقامات، ص ۱۳۲۔



کنار کشتی اختیار کر لی۔ حضرت مجدد اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد کے ہمراہ اکبر آباد سے واپس سرسہند روانہ گئے۔ راستے میں تھامیر کے شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد ہو گیا۔ شیخ سلطان، اکبر بادشاہ کے مقربین میں تھے۔ اس طرح اہل خانہ کا شاہی دربار سے ایک گونہ تعلق ہو گیا اور تبلیغ و ارشاد کی ایک نئی راہ کھل گئی۔

حضرت مجدد کا سلسلہ طریقت متعدد واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ۲۱ واسطوں سے، سلسلہ قادریہ ۲۵ واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ ۲۴ واسطوں سے۔ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد سے بیعت تھی اور اجازت و خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کھلی سے فرقہ خلافت، حاصل تھا۔ سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی بید (م ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) سے مستفیض ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت حاصل کی اور آسمان علم و عرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ حضرت خواجہ باقی بائند کی نظر میں جو حضرت مجدد کا مقام و مرتبہ تھا وہ زبۃ العظام حضرت القدس اور مجمع الاولیاء وغیرہ معاصر کتب تاریخ و سیر سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مجدد کی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں بہ کوششیں بار آور ہوئیں۔ اسی عہد میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی اصلاحی کوششوں کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تاریخی پس منظر پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے۔

۱۔ محمد ہاشم کشمی: زبۃ المقامات، ص ۱۵۹

۲۔ مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، دفتر سوم، مطبوعہ انیسویں / ۱۹۱۴ء، مکتوب ۸۷

۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبۃ المقامات، ص ۱۳۵

۴۔ (۱) آدم بنوری: خلاصۃ المعارف، مخطوطہ انڈیا انسٹاٹوٹ لائبریری، لندن (۱۰۲۵ھ / ۱۶۱۴ء) ورق ۲

(ب) محمد حسین مراد آبادی: الوار العارفین ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء، مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء، ص ۲۲۸-۲۲۹

۵۔ محمد ہاشم کشمی: زبۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ۱۲۰۶ھ / ۱۸۸۹ء، ص ۲۱۸، ۲۱۹۔

پہلے دور میں اکبر ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ دوسرے دور میں فتح پور سیکری میں عبادت خانے کی تعمیر ہوتی ہے، جہاں علمائے اسلام مباحث علمیہ میں مصروف نظر آتے ہیں، رفتہ رفتہ یہاں عیسائی پادریوں اور ارباب عقل کا عمل دخل ہو جاتا ہے اور بات بگڑنے لگتی ہے۔ دوسرا دور تیسرے دور کا نقطہ آغاز تھا۔ تیسرے دور میں دین الہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ ہوا جو ناگفتنی ہے، ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سراسر منافی ہے مثلاً کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اکبر خلیفہ اللہ پڑھا جانے لگا، گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی۔ خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا۔ شراب اور جو عام ہو گیا، اکبر نے علماء کو ہالجبر شراب پلائی، عورتوں کی بے حجابی عام ہو گئی۔ پردہ بدر پابندی لگا دی گئی۔ "زمین بوس کے نام سے سجدہ کا آغاز کیا گیا۔ عالم و عامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے، بعض مساجد ڈھادی گئیں اور مدائس عربیہ مسمار کر دیے گئے، دارطھیاں منڈوادی گئیں اور شعائر اسلام کا برسرِ عام مذاق اڑایا جانے لگا۔ اس ساری خرابی میں بعض علمائے دین کی باہمی حقیقت پسندی، دنیا سے محبت، مختلف ادیان کے علماء کی اکبر سے ملاقات، اکبر کی جہالت و بے علمی، ہندو عورتوں کی حرم شاہی میں شمولیت اور ہندو سیاست کا بڑا دخل ہے۔ عہد اکبری کے ایک بے باک و نڈر مورخ، ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں عہد اکبری کے چشم دید پرست کنہ حالات لکھے ہیں۔ عہد اکبری کے مشہور شاعر ملا شبلی سیالکوٹی نے تو اپنے فارسی قطعہ میں اکبر کے

۱۔ عہد اکبری کو مندرجہ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور :- ۱۵۶۳ء / ۱۵۵۶ء تا ۱۵۸۳ء / ۱۵۷۵ء -

دوسرا دور :- ۱۵۸۳ء / ۱۵۷۵ء تا ۱۵۸۹ء / ۱۵۷۸ء -

تیسرا دور :- ۱۵۹۰ء / ۱۵۸۲ء تا ۱۶۰۵ء / ۱۶۰۵ء -

۲۔ ملاحظہ فرمائیں :- منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور ۱۲۸۲ھ / ۱۹۶۴ء ص ۲۶۱، ۲۲۲، ۲۶۶

۲۶۱، ۲۹۹، ۵۲۹ وغیرہ وغیرہ -

دعویٰ نبوت اور دعویٰ الوہیت کا ذکر کیا ہے۔

بادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است

گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواهد شدن

عہد اکبری کے مورخ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری (جلد ۱) میں اس محضر نامہ کا ذکر کیا ہے جو اکبر کے دعویٰ نبوت کی تمہید ثابت ہوا۔ لیکن نظام الدین احمد نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے ایک جابر و قاہر بادشاہ کے ہوتے کھل کر لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا۔۔۔ ابو الفضل کی آئین اکبری سے اکبر کی بے راہ روی سے متعلق بہت سی باتوں کا بالواسطہ علم ہوتا ہے۔ ابو الفضل کا انداز مورخانہ نہیں خوشامداز ہے۔۔۔ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں بھی یہی طرز اختیار کیا ہے مگر پھر بھی بہت سے سربسہ راہ معلوم جاتے ہیں۔

عہد جہانگیری کے مورخ محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی نے اپنی تاریخ فرشتہ میں (جلد ۱) اکبر کے بعض چشم دید حالات لکھے ہیں مگر حالات کے دباؤ کی وجہ سے اس نے بہت سی باتوں کو چھپایا ہے۔ (د) دہلی فریڈ آبادی، تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت، مطبوعہ کراچی، ص ۴۶۹، بحوالہ منتخب التواریخ جلد سوم، ص ۲۵۴۔ (ب) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اکبر کے انتقال پر شیخ فرید بخاری کے نام جو تعزیتی خط ارسال فرمایا ہے اس سے اکبر کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو

عبدالحق مجبور مکاتیب والرسائل، مطبوعہ دہلی، ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء، ص ۱۳۳-۱۳۴ (مسعود)

۲۔ طبقات اکبری، مطبوعہ کھنڑ، ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۰ء

۳۔ ایضاً، ص ۲۲۳ - ۲۲۴

۴۔ آئین اکبری، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۸ء

۵۔ مورخین نے ابو الفضل کی خوشامد و چاپلوسی کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ فرمائیں)۔ اے شارٹ ہسٹری آف انڈیا، مطبوعہ

لندن، ۱۹۵۰ء، ص ۲۱۲

۶۔ اکبر نامہ، مطبوعہ کھنڑ، ۱۲۸۹ھ/۱۸۶۵ء، تاریخ فرشتہ، مطبوعہ ہند، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء۔

--- اس عہد کی ایک اور کتاب، خلاصۃ المعارف فی اسرار العقائد (۱۰۲۵ھ/۱۰۲۶ھ) میں

شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ نے بہت سی گمراہیوں اور بے راہ رویوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی عہد کے ایک مورخ معتمد خان نے جہانگیر نامہ میں اکبر کے بعض حالات لکھے ہیں جن کی عہد اکبری کے مورخوں کے بیانات سے تصدیق ہوتی ہے، بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔

عہد عالمگیری کے مورخ محمد کاشم خانی خاں نے اپنی تاریخ منتخب الباب (حصہ اول) میں بعض ایسے حالات لکھے ہیں جن سے بالواسطہ اکبر کی بے راہ روی کا علم ہوتا ہے، مگر اس نے بعض مقامات پر اکبر کا دفاع کیا ہے۔ اس میں جہانگیری کی شراب سے توبہ، شاہجہان کی شراب نوشی اور پھر توبہ کا ذکر ہے۔

عہد شاہجہانی کے صاحبِ دبستان مذاہب نے بھی ایسے حقائق لکھے ہیں، جن سے آخری دور میں اکبر کی بے راہ روی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صاحبِ دبستان مذاہب ایک ایسا مورخ نظر آتا ہے جس نے ہر قدم پر مورخانہ آن کو قائم رکھا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں ۲۸ سے زیادہ مذاہبِ ادیان کا ذکر کیا ہے، پھر بھی یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ لکھنے والے کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بعض حضرات اس کا نام محسن خانی بتاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ پارسی تھا، واللہ اعلم

عہد شاہجہانی کے ایک اطالوی سیاح نکولس مینو کی نے دین الہی کی اختراعات کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکبر نے سکندر میں ایک باغ کے اندر اپنا مقبرہ بنوایا تھا۔ باغ کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور حضرت مریم کی تصاویر تھیں۔ اور رنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں ان کو ختم کر دیا اور سفیدی پھر وادی۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے جب اورنگ زیب شہواجی

۱۔ جہانگیر نامہ، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء۔

۲۔ دبستان مذاہب، مطبوعہ بمبئی، ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء۔

۳۔ نکولس مینو کی ۱۵۶۱ء میں تقریباً، اس سال کی عمر میں اگر بے پہنچا اور شہزادہ داراشکوہ کے ہاں توپخانے میں بھرتی ہو گیا۔ ۱۶۵۸ء میں داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین جنگ میں یہ دارا کی طرف لڑا۔ دارا کے قتل کے بعد وہیں اٹلی چلا گیا۔ مسعود

سے برسرِ پیکار تھا تو باغی اس مقبرے میں گھس آئے، تمام طلائی سامان اور جواہرات لوٹ لئے۔ قبر کھود کر اکبری ہڈیاں نکالیں اور ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

پروفیسر محمد محییٰ اور پروفیسر محمد اسلم نے اپنی تصانیف میں عہدِ اکبری کی بہت سی بدعات اور گمراہیوں کا ذکر کیا ہے، جن کی دسترس میں معاصر تاریخیں نہ ہوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جن مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے جدوجہد کی۔ بقول کے ایم پائیکر وہ یہ تین اہم مقاصد تھے۔

(ا) قومی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے مفاہمت

(ج) متحدہ ہندوستان

یہ تینوں مقاصد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقاصدِ حلیہ کی ضد تھے۔ حضرت مجدد نے مندرجہ ذیل تین مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کی۔

(ا) اسلامی حکومت کا قیام

(ب) ہندوؤں سے عدم مفاہمت

(ج) اسلامی ہند کی تعمیر

انہیں مقاصد کے حصول کے لئے پچودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی نے بھرپور جدوجہد کی

۱۔ نکولس مینوکی: فسادِ سلطنتِ مغلیہ، مسجود بیہ نظیر علی، مطبوعہ آگرہ، ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۲۲۔

۲۔ محمد مجیب: انڈین مسلم، مطبوعہ لندن، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

۳۔ محمد اسلم: دین الہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء۔

۴۔ کے ایم پائیکر: اے سر سے آف انڈین ہسٹری، مطبوعہ بی بی سی، ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء، ص ۱۵۵۔

۵۔ (د) محمد مسعود، فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

(ب) محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔

(ج) محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔



ہوتے ————— حضرت مجدد، اقبال کی آرزو و تمنا تھی۔

تین سو سال سے ہیں ہمت کے میخانے بند

اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساتی

سیاست و حکومت میں حضرت مجدد نے جو اہم کارنامہ انجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ کا اعلان تھا۔ اپنے سیاسی مفاسد کے حصول کے لئے اکبر نے دین الہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی، اس دین کا مقصد وحید ہی تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے، اسی نتیجے پر چودھویں صدی بھری میں مٹرگانڈھی نے کام کیا۔ بہر کیف حضرت محمد نے اس کے خلاف مؤثر جدوجہد کی اور یہ دین اپنی موت مر گیا اور رفتہ رفتہ اس کے اثرات بھی زائل ہو گئے۔ چنانچہ پاکستان ہٹسری بورڈ کی تالیف :- اے شارٹ ہٹسری آف ہندو پاکستان کے مولف نے لکھا ہے۔

جہاں گیر کی تخت نشینی کے بعد دین الہی اپنی موت مر گیا۔ بہر کیف اس الحاد و ارتداد کے خلاف جو زور دار آوازا اٹھائی گئی وہ شیخ احمد کی آواز تھی، جن کو حضرت مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ کفر و اسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے مکتوبات تحریر فرمائے آپ کی کوششیں دور جہاں گیری میں بار آور ہوئیں اور جہاں گیری نے امور مذہب و سیاست میں مشورہ کے لئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا۔

اس کے بعد درشا، جہانی اور پھر دور عالم گیری میں حضرت مجدد کی مساعی نے اپنا رنگ

۱۔ اے شارٹ ہٹسری آف ہندو پاکستان، مطبوعہ کراچی، ۱۹۳۸ء/۱۹۳۷ء، ص ۲۹۸

۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵ - ۸۱ - ۱۶۳ -

۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری -

دکھایا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے دورِ عالم گیری کو حضرت مجدد کی مساعی کا نقطہٴ رُج قرار دیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ حضرت مجدد کی سیاسی تعلیمات کے اثرات آنے والی چار صدیوں پر بہت گہرے پڑے۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے لکھا ہے :-

شیخ کے اثرات مغرب میں افغانستان، وسط ایشیا اور سلطنت عثمانیہ تک اور مشرق میں ملایا

اور انڈونیشیا تک پھیل گئے۔ (ترجمہ انگریزی)

چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے حضرت مجدد کے

دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے سخت جدوجہد کی۔ اس صدی میں دوسرے علماء نے بھی

کوششیں کیں مگر ان کی کوششیں مصلحتوں کا شکار ہو کر ایسے نشیب و فراز سے گزریں کہ مودخ کے لئے

یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ کوششیں خالص اسلام کے لئے تھیں یا مطلق آزادی کے لئے۔ بہر کیف

گیارہویں صدی ہجری میں حضرت مجدد ہی وہ بطل جلیل نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام اور نظامِ مصطفیٰ

کا نعرہ لگا کر خوابیدہ قوم کو بیدار کیا اور ایک نئی روح چھونک دی۔ ڈاکٹر حفیظ ملک نے اس

حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد نے بے حد متاثر کیا۔ ان کا نعرہ تھا "چلو

چلو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلو!" مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ

۱۔ اشتیاق حسین قریشی، مقدمہ ہسٹری آف فریڈم موومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۲۰

۲۔ اشتیاق حسین قریشی، مسلم کمیونٹی آف انڈیا پاکستان، ص ۱۵۲۔

۳۔ کلیات اقبال کے نام سے اقبال کے فارسی کلام کا مجموعہ ایران شائع ہوا ہے جس کا دیباچہ احمد سروش نے لکھا ہے۔ اس دیباچے

میں انہوں نے برصغیر پاک و ہند کو صرف ہند کے نام سے یاد کیا ہے اسلام اور ہندو ازم کو ایک قرار دیا ہے اور ہندو ازم کو دینِ حق

سے تعبیر کیا ہے (معاذ اللہ)۔ مسٹر گاندھی کو گاندھی بزرگ کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے آگے سر نیاز خم کیا ہے۔

۴۔ مس شش۔ یہ بات سخت حیرت ناک ہے کہ کلام اقبال پر دیباچہ لکھنے والا فکر اقبال سے اتنا دور ہے (محمود)



نعرہ نہایت ہی دُور رس نتائج کا حامل ہوا۔۔۔۔۔ ان کی تعلیمات نے معا  
فکر مسلم کو بنیادی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لادینی بنانے کی  
مخالفت کی۔

ہندوستانی مسلم معاشرے اور معیشت کی اصلاح کے لئے بھی حضرت مجدد نے بھرپور کوشش کی۔  
آپ کے مکتوبات شریف اور دوسری تصانیف کے مطالعے سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ  
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مذہب و سیاست اور معاشرت کی اصلاح کے لئے  
جو جدوجہد فرمائی اس کو مختلف ادوار پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً

(ا) دور اکبری ۱۵۹۱ء تا ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء

(ب) دور جہانگیری ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء تا ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء

• قید جہانگیری سے پہلے ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء تا ۱۰۲۶ھ / ۱۶۱۸ء

• قید جہانگیری کے بعد ۱۰۲۶ھ / ۱۶۱۸ء تا ۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۹ء

• جہانگیری کے شکوے ۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۹ء تا ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء

• جہانگیری کے لشکرے یا ہونے کے بعد ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء تا ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء

اکبر کا آخری دور حکومت حضرت مجدد کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کا نقطہ آغاز ہے۔۔۔

جہانگیری دور میں یہ مساعی تیز تر کر دی گئیں۔۔۔ پھر اسی دور میں قلعہ گوالیار میں آپ کی نظر بندی

نے آپ کی اصلاحی کوششوں کے اثرات کو عوام و خواص اور حکومت و وقت میں دیر پا اور مستحکم بنا دیا۔

حضرت مجدد کی اسیری (۱۰۲۶ھ تا ۱۰۲۸ھ) اسلامی نظام حکومت کے لئے رحمت بن گئی

اور پُر خارا دایاں صاف ہو گئیں۔

۱۔ ڈاکٹر حفیظ ملک، مسلم فیئلم ان انٹیمیا ایڈ پاکستان، مطبوعہ دانشنگن ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء، ص ۵۵

۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۱۶۳، ۱۹۱۔

۳۔ حضرت مجدد کی اسیری پر بحث کرتے ہوئے بعض حضرات نے نہایت غاں کی بغاوت کا اہل (باقی صفحہ پر)

حضرت مجدد اپنی اسارت کے تینوں ادوار میں منزل مقصود کی جانب رواں دواں نظر آتے ہیں، یعنی نظر بندی (۱۲۱۸ھ تا ۱۲۲۸ھ) جبکہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے — دور پابندی (۱۲۲۸ھ تا ۱۲۳۲ھ) جب آپ تقریباً پانچ سال جہانگیر کے لشکر میں رہے — دور زباں بندی (۱۲۳۲ھ تا ۱۲۳۴ھ) جب آپ تقریباً چھ ماہ اپنی خانقاہ (سرہند شریف) میں خلوت گزریں رہے اور آخر اسی خلوت گزینی میں ۲۹ صفر ۱۲۳۴ھ کو وصال فرمایا۔

حضرت مجدد نے اسلام کے لئے اپنا تن من و دھن سب کچھ ٹٹا دیا۔ ایک عزیمت پندی کی ایسی شاندار مثالیں پیش کیں جس سے مردہ دل زندہ ہو گئے اور ایک عظیم انقلاب آ گیا — بادشاہ کے حضور سجدہ تعظیمی (زمین بوس) موقوف کر دیا گیا، گائے کی قربانی عام ہو گئی اور سب سے پہلے خود جہانگیر نے قلعہ کانگر میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرانی۔ شراب پر پابندی لگادی

(باقی صفحہ ۴۲ سے آگے) محرک اسی اسیری کو قرار دیا ہے مثلاً

(۱) ایس۔ ایف۔ محمود اے شارٹ ہسٹری آف اسلام، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء، باب ۱۳، ص ۵۴۲

(۲) ڈاکٹر غلام جیلانی برقی: فلسفیان اسلام، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء، ص ۲۷۷

(۳) جی الانا: آدر فریڈیم فائٹرس مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء، ص ۲۸ وغیرہ وغیرہ

تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت مجدد کی اسارت اور مہابت خاں کی بغاوت میں کئی سال کا تفاوت ہے، صاحب وقتہ القیومیہ (مخطوطہ، مکتوبہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۸۳ء، مدینہ منورہ) ابوحنیفہ کمال الدین محمد احسان نے بہت سی باتیں غیر مورخانہ لکھی ہیں، یہ بات بھی وہیں سے لی گئی ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ مہابت خاں حضرت مجدد کا معتقد تھا اور ممکن ہے حضرت مجدد کی اسارت کا جذبہ کئی سال بعد جوش میں بعد آیا، جو خود جہاںگیر کی اسارت پر منتج ہوا۔ (مسعود)

۱۔ بدرالدین سرہندی: دصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۳۶۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۱۸

۲۔ تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، ص ۶۹۸

گنتی اور بے شمار اصلاحات ہوئیں۔

بلاشبہ حضرت مجدد کی انتھک جدوجہد سے مذہبی سطح پر اسلام، سنیت اور صفینیت کو فروغ  
ہوا۔۔۔۔۔ سیاسی سطح پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہوا۔۔۔۔۔ روحانی سطح پر تصور وحدۃ الوجود کی غلط  
تعبیرات سے جو ہلاکت پھیل رہی تھی تصور وحدۃ الشہود نے اس کا موثر دفاع کیا اور ناقابل فہم کو عام لوگوں  
کے لئے قابل فہم بنا دیا گیا۔۔۔۔۔ اس طرح ہر سطح پر فکرِ مسلم کی اصلاح کر کے ایک عظیم انقلاب برپا  
کیا گیا، اسی لئے اقبال نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے بڑا کہا ہے :-

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اکبری حکومت جس روش پر جا رہی تھی اس سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل  
کیا ہوتا، شاید اسلامی حکومت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔<sup>۱</sup>

حضرت مجدد نے جس سیاسی گھٹن اور جاہ و جلالِ اقتدار کے ہوتے شاہانِ وقت پر تنقید کی، وہ  
انہیں کا حصہ تھا، اُس نازک دور میں حکومت یا سربراہانِ حکومت پر تنقید کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج  
آسان ہے۔۔۔۔۔ ذرا ذرا سی باتوں پر پختہ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا بلکہ اکبر کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے

۱۔ (ا) علی اکبر اردستانی، مجمع الادبیا، مخطوط لندن، ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۳ء، ورق ۲۳۲

(ب) تنزک جہاں گیری، ص ۶۵۶، ۶۹۶۔

۲۔ یہ بات کتنی تکلیف دہ اور المانک ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں بعض علماء اسلام نے وہ انقلاب برپا کر لیا

گوشش کی جو مطلوب و مقصود اکبر تھا جس کے لئے حضرت مجدد نے اپنی عمر عزیز قربان کر دی۔۔۔۔۔ امام احمد رضا

حاج بریلوی نے ملکہ کی لاج رکھ لی اور پوری قوت سے اس مشن کے لئے کام کیا جو حضرت مجدد کا مقصود و مطلوب

تھا اور بالآخر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ (مسعود)

دسیاں عبدالرشید، اسلام لمن انڈیا پاک سب کونٹینٹ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۶۷

کہ اپنے بھائیوں کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر ٹرپا ٹرپا کر مار دیا کرتا تھا۔۔۔۔۔ ایسے خطرناک حالات میں جان جو کھوں میں ڈال کر اسلام کے لئے قدم بڑھانا کوئی آسان کام نہیں تھا بہت اہم کام تھا، بہت مشکل کام تھا۔ پاک دہند کے مصلحین میں یہ فخر صرف حضرت مجدد کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا عیش و آرام، مال و دولت، آل اولاد اور جان تک کی بازی لگا دی۔۔۔۔۔ مومنانہ بصیرت کے ساتھ سرگرم عمل ہوئے اور چند برسوں میں وہ انقلاب آگیا جو دیدنی بھی ہے اور شنیدنی بھی۔

حضرت مجدد کے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں پر بعض حضرات نے تنقید بھی کی ہے مگر یہ غلط فہمی معاصر تاریخ پر ڈھیلی گرفت کا نتیجہ ہے۔۔۔۔۔ حضرت زید الرحمن فاروقی دہلوی نے حال ہی میں ایک کتاب حضرت مجدد اور ان کے ناقدین "دہلی سے شائع کی ہے۔ اس سلسلے میں اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۱۔ مجلس مینوکی، فناء سلطنت مغلیہ، مترجم سید مظفر علی، مطبوعہ آگرہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۱۳۰۔

۲۔ ملاحظہ فرمائیے :-

(۱) سیدین الحق، معاشری اور علمی تاریخ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۵ھ / ۱۳۶۵ء، ص ۳۱۹

(ب) فیض عالم صدیقی۔ اختلاف امت کا المیہ، حصہ دوم، ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء، ص ۲۸۳

نوٹ (۱) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے اپنی تصنیف رد و کوثر میں غیر مورخانہ باتیں لکھی تھیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے جن کا مورخانہ تعاقب کرتے ہوئے ایک محققانہ کتاب "حضرت مجدد الف ثانی۔ ایک تحقیقی جائزہ" (کراچی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) پیش کی۔

(۲) ایک بزرگ نے حضرت مجدد کی تعلیمات کو ایفون سے تعبیر کیا ہے اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ جو کام وہ میں چاہیں برس میں نہ کر سکے حضرت مجدد نے وہ کام چند برسوں میں کر دیے اور آنے والی صدیوں کو اتنا متاثر کیا کہ مصلح کسی نہ کسی انداز میں متاثر نظر آتا ہے۔

(۳) ہیرلویونیورسٹی ریڈنہم میں اسلامک کالج کے لیکچرار، ڈاکٹر ریخا فریڈمین نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کنگل یونیورسٹی (کینیڈا) سے حضرت مجدد پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ انہوں نے شیخ احمد سرہندی کے عنوان سے انگریزی میں ایک مقالہ پیش کیا جو ۱۹۷۰ء میں لندن میں طبع ہوا۔ باقی صفحہ پر

حضرت مجدد کی باقیاتِ صالحات میں اولادِ امجاد، تصانیف اور خلفا زیادہ گارہیں۔

— اولاد میں سات صاحبزادے ہوئے جن میں سے پانچ حضرت مجدد کی حیات ہی میں انتقال کر

گئے، باقی دو صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید (م ۱۰۶۸ھ / ۱۶۶۸ء) اور حضرت خواجہ محمد مصوم

(م ۱۰۶۹ھ / ۱۶۶۸ء) نے بڑا نام پیدا کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ان دونوں صاحبزادگان

سے گہرے مراسم تھے۔ بلکہ حضرت عالم گیر، خواجہ محمد مصوم علیہ الرحمہ سے شرفِ بیعت

رکھتے تھے۔ ایک اور موقع پر خواجہ مصوم نے عالم گیر کی درخواست پر اپنے صاحبزادے

خواجہ سیف الدین (م ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء) کو عالم گیر کے اصلاحِ باطن کے لئے لال قلعہ، دہلی بھیجا جہاں

انہوں نے قیام فرما کر عالم گیر کی روحانی تربیت فرمائی۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا پورے

(۱۰۷۱ سے آگے) اس کی قیمت تقریباً ڈالر (سو پے) ہے۔ محترم بشیر احمد خاں صاحب کی عنایت لندن سے راقم کو

یہ مقالہ وصول ہوا۔

اس مقالے میں فریڈمین نے حضرت مجدد کے بارے میں منفی انداز فکر اختیار کیا ہے۔ اکبری پالیسی کے خلاف

حضرت مجدد کی مساعی، پھر جہانگیری، شاہجہاں اور آفریں اورنگ زیب عالم گیر پر آپ کے اور آپ کی تعلیمات کے اثرات کو

زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی غیر مؤثر کوشش کی ہے کہ دوسرے موزین نے اس بارے میں جو مثبت انداز فکر

اختیار کیا ہے صحیح نہیں۔ — تیسویں صدی عیسوی میں حضرت مجدد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا۔ فریڈمین نے اس کو بھی اجارا

ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضرت مجدد کو جو عالمی سیاسی اور روحانی پیشوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، یہ خیال بیسویں صدی عیسوی

کی پیداوار ہے۔ راقم کے خیال میں بنیادی طور پر یہ مقالہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے لکھا گیا ہے جو گذشتہ تیس

برسوں میں حضرت مجدد پر شاندار کام کے نتیجے میں مرتب ہوئے۔ کینیڈا کی گل ریورٹی میں اسی قسم کے کام ہوتے ہیں (مسود)

۱۔ ملاحظہ فرمائیں (۱) مکتوبات سعیدیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

(۲) مکتوبات مصومیہ، مطبوعہ کھنڑ، ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

۳۔ محمد امین: مقامات احمدیہ و ملفوظات مصومیہ، ص ۱۰۸

۴۔ (۱) مکتوبات مصومیہ دفتر سوم، مکتوب ۲۲، ص ۱۰۸، مستند خاں: ماثر عالم گیری، مطبوعہ مکتبہ ۱۳۸۵ھ، ص ۶۲

عالم اسلام پر احسان کیا ہے کہ انہوں نے نظام مصطفیٰ نافذ کیا اور دو لاکھ کے خرچ سے فتاویٰ عالمگیری مرتب کرائی جو آج بھی فقہ حنفیہ کا ایک عظیم ماخذ ہے اور خانوادہ مجددیہ کا عالمگیر پرائسنان ہے اس لئے یہ کتاب بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد اور ان کے اخلاف کا عالم اسلام پر احسان ہے۔  
 خاندان مجددیہ اور عالم گیر کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے:  
 تاریخی حیثیت سے اوزنگ زیب اور حضرت مجدد کے خاندان کے درمیان حتمی طور پر روابط تھے اور یہ حقیقت قابلِ توجہ ہے کہ قریباً تمام اقدامات جو اوزنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے متعلق تھے حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں ان سب اقدامات کی پر زور تبلیغ و تلقین فرمائی تھی۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت مجدد کی تصانیف میں ان کے فارسی مکتوبات شریف زیادہ مشہور ہوئے، یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں اور علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔ ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء میں ان کا عربی ترجمہ مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ فارسی اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن پاکستان و ہندوستان اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں مکتوبات شریف کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔

اثبات النبوة، مبادی و معاد، مکاشفات غیبیہ، معارف لدنیہ، رد المرغصہ، شرح رباعیات خواجہ سیرنگ، رسالہ تعیین و لاتعیین، رسالہ مقصد و الصالحین، رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود، آداب المریدین، رسالہ جذب و سلوک، رسالہ علم حدیث وغیرہ وغیرہ۔  
 حضرت مجدد کی بیشتر نگارشات کی حیثیت خالص تخلیقی ہے۔ ایسی تخلیق بقول اقبال جس کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور انگریزی زبان بایں ہمہ وسعت و ہمہ گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجددیہ کی ترجمانی کر سکیں۔ حضرت مجدد کے خلفاء کی تعداد بھی کم نہیں۔ خلفاء میں صاحبزادگان کے علاوہ یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں: خواجہ محمد ہاشم کشمی، خواجہ میر محمد نعمان برہانپوری

۱۔ محمد اکرام، ہمشری آف مسلم سربٹیزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۱۔

۲۔ تشکیل جدید البیات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء، ص ۲۹۸، ۲۹۹۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی، شیخ محمد طاہر لاہوری، شیخ آدم بنوری، شیخ بدرالدین سرہندی وغیرہ وغیرہ۔  
حضرت مجدد کے عہد مبارک سے لے کر آج تک بے شمار علماء و صوفیہ نے آپ کو خراج عقیدت  
پیش کیا ہے لیکن دور جدید کے قارئین کے لئے عقیدت مندوں کا خراج عقیدت پیش کرنا زیادہ  
وزن نہیں رکھتا، اس لئے یہاں صرف ان حضرات کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت  
مجدد کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے، جو عقیدت مندوارادت مند نہیں بلکہ مورخ و محقق ہیں۔

(۱) مشہور مورخ و محقق ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں۔

جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی  
مسلک گوششوں سے تحریک احيائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی  
سطح پر جو گوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہاں گیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالم گیر کے درباروں کی بدلتی  
فضا میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور الحاد کا نقطہ عروج تھا، جہانگیر کی  
تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہ جہاں اگرچہ ایک پاراستی مسلمان تھا

۱۔ ملاحظہ فرمائیں (د) زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء، ص ۲۱۸۔

(ب) شاہ غلام علی: مکاتیب شریفہ، مکتوب اول، مطبوعہ لاہور، ۱۳۶۱ھ/۱۳۵۱ء۔

(ج) شاہ غلام علی: ایضاح الطریقۃ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۶۶ھ/۱۹۵۶ء، ص ۵۶۔

(د) قاضی ثناء اللہ: ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۶۱ھ/۱۹۵۱ء، ص ۳۔

(ه) رحمان علی: تذکرہ علماء ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء، ص ۱۱۔

(و) غلام علی آزاد بلگرامی: سجتہ المرجان فی آثار ہندوستان، ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۵ء، ص ۴۷۔

(ز) حبیب الرحمن خاں شروانی: قرۃ العین، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء۔

(ح) صدیق حسن خاں: تقصیر الجیود الاحرار، مطبوعہ بھوپال، ۱۳۶۸ھ/۱۸۸۰ء، ص ۱۱۱، ۱۱۲۔

(ط) صدیق حسن خاں: ریاض المتراض، ص ۱۲۱، ۱۲۲۔

(ی) ابوالکلام آزاد: تذکرہ، مطبوعہ لاہور، ۲۵۵، ۲۵۶۔

اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی دھمیل برداشت نہیں کرتا تھا، تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا، اورنگ زیب عالمگیر سنیوں کا نشان نصرت تھا (ترجمہ انگریزی)

(۲) ڈاکٹر محمد حسین مغل سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دورِ ہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت مجدد کے اثرات کا کوئی ذکر نہ

کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے۔ (ترجمہ انگریزی)

(۳) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مغل سیاست و حکومت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بلاشبہ یہ کہنا زیادہ غلط نہ ہوگا کہ دورِ اکبری سے لے کر دورِ عالمگیری تک حکومت کی مذہبی

پالیسیوں میں جو نشیب و فراز آتے رہے وہ بڑی حد تک حضرت مجدد اور آپ کی تعلیمات ہی کی

وجہ سے آئے۔ (ترجمہ انگریزی)

(۴) ڈاکٹر حفیظ ملک، ڈاکٹر اقبال پر حضرت مجدد کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شیخ احمد سرہندی کی عظمت اور ہانگیری بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی سے آپ کے انکار کو

ڈاکٹر اقبال نے بہت سراہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں ان کو

فراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال نے آپ کو ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کا روحانی گھبان و

پاسبان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات و اختراعات میں

پوشیدہ تھے اللہ نے اس سے آپ کو بروقت آگاہ اور خبردار کر دیا۔ (ترجمہ انگریزی)

(۵) مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد کی اسلامی خدمات کو سراہتے

ہوئے لکھتے ہیں:-

۱۔ اشتیاق حسین قریشی: مقدمہ ہٹری آف ڈی فریڈم مومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۳۶۶ھ/۱۳۵۶ء، ص ۲۰۔

۲۔ محمد حسین: اے سوشل ہٹری آف اسلامک انڈیا، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۶۸ھ/۱۹۵۸ء، ص ۱۲ حاشیہ۔

۳۔ امین اکرام: مسلم سویل سزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء، ص ۲۶۰۔

۴۔ حفیظ ملک: مسلم سٹیزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ سنگھن، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، ص ۵۴، ۵۵۔



اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نگارشات اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپ نے مذہب کی حرکت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا۔ اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکر اسلامی کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔ (انگریزی ترجمہ)

(۶) جمیل احمد، حضرت مجدد کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خراج عقیدت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

امام الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصنیف کلمات طیبات میں آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے اسلامی فکر میں بہت سی ناہمواریوں کو درست فرمایا، آپ باطنی رہنمائی کے لئے مثالی نمونہ تھے اور آپ نے بہت سے حقائق محسوسہ کو واضح کاف فرمایا۔ یہ (ترجمہ انگریزی)

(۷) ڈاکٹر زبیر احمد لکھتے ہیں :-

شیخ احمد سرہندی کو بجا طور پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے دوسرے ہزار کے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونپی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر اعظم کی محدود سرگرمیوں کا مقابلہ کیا۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت شیخ احمد مجتهد الفیثانی ہندوی <sup>رضی اللہ عنہ</sup>

# دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ  
وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ اور حضرت قیوم اربعہ کی ارواح قدسیہ

پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے

حضرت قیوم اول امام اولیاء امت، راہنما صوفیاء ملت، خزانۃ الرحمتہ

محبوب صمدانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرسندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بمک اولیا چوں او نزاہہ محمد شہرہ چوں او نداہہ

ز سجدیدش حدیث کہنہ نوشد کسے داند کہ در عشقش گروشد

ہزار اندر چین دستان گذار است کہ این گل رونق باغ ہزار است

ہنمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند چومن لب تشنہ نیچے نگاہ اند

قیوم دوم = حضرت امام محمد معصوم قطب الہدیٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہیں۔ ( فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی )

زہے عزت کہ رب العزتش داد کہ بر سرتاج قیومیش نہباد

۱۰ مراد ہمہ پیراں سے پیران آن زمان ہے۔

جہاں قائم باد او با حسداوند  
 ز خود بگستہ با حق کرد پیوند  
 کرم شد منصب قیومی اورا  
 علم شد نام در معصومی اورا  
 قیوم سوم = امام حزب اللہ حاجہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں  
 خلف الصدق حضرت خواجہ محمد معصوم

امام اولیاد شاہ ولایت  
 رئیس اصفیاء ماہ امامت  
 چنان روشن ز روی نور او  
 سر خورشید یک خشت در او  
 فقیران درش شاہان درویش  
 شکوہ مملکت را رانده از پیش  
 قیوم چہارم = حضرت پیر دستگیر قیوم زبان خلیفۃ اللہ سلطان اولیاد خواجہ  
 محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فرزند اکبر شیخ ابوالعلی و نبیرہ حضرت خواجہ محمد نقشبند)

آن اختر رابع سموات  
 خورشید نہایت ولایات  
 آن شاہ طریقت معظم  
 آن ماہ شریعت مکرم  
 آن حاتم مظہر محمد  
 اتمام کمال دین احمد  
 آن صدر امامت ولایت  
 آن بدر خلافت جلالت  
 سلطان خلافتش و طیفہ  
 بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

ان حضرات کی اولاد کرام اور خلفائے عظام پر بحق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی  
 بے پناہ رحمتیں نازل ہوں۔

اس مختصر حمد و نعت کے بعد مسکین ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت  
 شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقیت مروج الشریعت حضرت  
 شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزنیۃ الرحمۃ  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد سرسندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، ناظرین کی خدمت میں  
 عرض گزار ہے کہ اسلام کے یہ چار بروج اور دین کے یہ چار رکن اپنے کمالات کی

وسعتوں کی وجہ سے احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ زبان کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمن اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی ہیں۔ ان میں چار چار حرف ہیں۔ محمد اور احمد حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسماء ہیں۔ ان میں بھی چار حرف ہیں۔ اسی طرح اسمائے الہی کے اہمات یعنی اول و آخر و ظاہر و باطن چار ہیں؛ پھر اللہ تعالیٰ کی کتب سماوی یعنی تورات و زبور و انجیل و اور فرقان چار ہیں۔ اور ملائک مقرب بھی چار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں۔ اصحاب مذاہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکان اسلام یعنی کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قرب الہی کے مقام یعنی شریعت طہریت حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں چار ہیں۔ عناصر تخلیق ہوا۔ پانی۔ آگ اور خاک جن سے مخلوق بنائی گئی چار ہیں۔ پروردگار کے اسماء و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے۔ بیان کرنا بڑا طویل و مفصل موضوع ہے۔ اس اصول کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اسماء و صفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ ہماری نگاہ میں وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں۔

قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی کا اسم گرامی احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔ انجناب کا مبداء تعین اسم رحمن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم

سے اپنی تمام رحمت آنجناب کو عنایت فرمائی۔ اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت، رحمن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے حضور کے منصب یعنی مجدد میں چار حرف نظر آتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرات قیوم دوم، قیوم سوم اور قیوم چہارم کے اسما میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسما گرامی میں چار چار حرف کا ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی مظہریت، اکملیت، اتمیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخانہ انہیں مرحمت فرمایا۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا۔

ان کے زمانہ سے پہلے اولیاء نے نفاذ شریعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی چنانچہ بعض حضرات تو رقص اور سماع تک کرتے رہے اور اکثر وحدت الوجود کے قابل تھے۔ ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات منکشف ہونے کی اصل وجہ شریعت محمدیہ کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی اور جو کام شریعت کے خلاف تھے انہیں بند کیا۔

گذشتہ اولیاء امت کے کمالات، صرف ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بھی بدرجہ انتہا نصیب ہوئے جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیاء نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی بہت تعریف کی ہے کیونکہ ان اولیاء نے جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقام تک ترقی کی۔

بے شک و شبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ولایت کے امام ہیں مگر باقی تین خلفاء کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیاء کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی

باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرح ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار یہ حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتہائی مقام تک بہ مشکل رسائی حاصل کر پائے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو کمالات نبوت بھی پیدے طور پر حاصل تھے۔ لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے منسوب ہوئے۔

جب کمالات نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے رسائی حاصل کی۔ اس طرح انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ اور دل و جان سے چاروں خلفاء کے جان نثار رہے۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس واسطے ان پر کمالات نبوت ظاہر ہوئے۔

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ قوت شریعت کی قوت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قیوم اربعہ سے سنت رسول کے کمالات کس قدر اجاگر ہوئے۔ کسی کی کیا مجال کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں۔

میری دلی خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر خاندانہ مجددیہ کے آخری فرد تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کی احوال کے کمالات سے واقف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔

تالیف کتاب کی اجازت میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم

چہارم خلیفہ اللہ کے حضور پیش کیا۔ جب آپ سے اس بارے میں گزارش کی کہ اجازت ہو تو اس موضوع پر کتاب تالیف کی جائے تو حضور نے میری التماس و عرض منظور فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی تالیف کا حکم دیا۔ چنانچہ چند ایک حصے آپ کے سامنے ہی تیار ہوئے۔ جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گزرے۔ بعد ازاں قبلہ زمین و زمان اس دارِ قانی سے رحلت فرما گئے۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں میں داغِ ہجرت دے گئے۔ آپ کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس وجہ غم و الم میں مبتلا رہا کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔

علیہ التکلان والمستعان۔

## ترتیب کتاب میں اسلام کے چار ارکان کی مطابقت

رکن اول، قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی، آپ کی اولاد اور خلفاء کے احوال پر مشتمل ہے۔

رکن دوم، حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی، آپ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مذکور ہے۔

رکن سوم، قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند، آپ کی اولاد اور خلفاء کے سوانح و قلم بند ہے۔

رکن چہارم، احوال قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ، آپ کے فرزندوں اور خلفائے کرام کے تذکار پر حاوی ہے۔ علاوہ انہیں برصغیر کی سلطنت کے ان حادثات اور واقعات کا ذکر بھی ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کو تاریخ سیاست پر صحیح معلومات مل سکیں۔

آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علماء اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی



مجملاً بیان کئے ہیں۔

چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندوں اور خلفاء  
کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام روضۃ القیومیۃ رکھا

وجہ تسمیۃ

کیا ہے۔

اس کتاب میں جس قدر احوال اور اذکار لکھے گئے ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی اور  
حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معتبر فرزندوں سے براہ راست نقل کئے گئے ہیں  
حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم  
ثانی و ثالث کے ایک کسیدے سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چشم دید ہیں۔

کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ان نواسوں سے منقول ہیں جنہوں نے  
آنجناب سے تربیت پائی نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار شیخ حسن احمد  
کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز ان تاریخی کتابوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور  
حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندوں کے احوال میں لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ اس کتاب کے  
مستند ماخذ جو ہمارے زیر نظر رہے یا ہمارے مدد و معاون ثابت ہوئے حسب ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ حضرات القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ ملا بیدر الدین کی تصنیف  
ہے۔

۲۔ تاریخ زبدة المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے  
خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔

۳۔ تاریخ کواکب و زریۃ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی  
کی تصنیف ہے اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔

۴۔ حجت الاحمدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات  
مندرج ہیں۔

۵۔ تاریخ شیخ محمد شافی الحمال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے۔

۶۔ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

۷۔ تجدید تہ یہ بھی میر سجد بزرگوار کی تالیف ہے اس میں اسحضرت کی تجدید الف کا حال خصوصیت سے درج ہے۔

۸۔ نجم الہدایے یہ بھی میر نے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔

۹۔ ترویج تہ یہ بھی میر سے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف

ہے لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے مشائخ کے محل

حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں

۱۰۔ معصومیہ

۱۱۔ طبقات معصومی

۱۲۔ مقامات معصومی

۱۳۔ یا قوت امر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروج الشریعت۔

۱۴۔ لطائف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد۔

۱۵۔ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابوالعلی کی

تالیف ہے اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں۔

۱۶۔ مناقب المحضرات جو شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ محمد امین

کی تالیف ہیں۔

ان کے علاوہ حسب ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ مرآة العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضوانے تالیف کی اور اس میں دس

سال سلطنت کے حالات قلمبند ہیں۔

۲۔ مرآة جہان نما جو محمد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی۔

- ۱۔ کرامات اولیاء  
 ۲۔ سفینۃ الاولیاء } جو شہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں  
 ۵۔ سکینۃ الاولیاء
- اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں تاکہ اسجناب اور ان کا باہمی فرق معلوم ہو جائے۔

## اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ

پہلے ہم گذشتہ اولیاء نقشبندیہ کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصطلاحات مجددیہ کو بیان کریں گے۔ تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہو جائے۔

گذشتہ اولیاء نے تین سیریں مقررہ کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ۔

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا، واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے۔

احدیت سے مراد صفات باری تعالیٰ کی تفصیل ہے جو حقائق ممکنات کہنے بمنزلہ اعیان ثابتہ ہے۔

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ہے۔

احدیت ذات بحت بجان نسبت و اعتبار سے مراد۔

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے نہ کہ سیر قلمی۔ بحت اور احدیت

عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدثیت و وحدیت و واحدیت۔ عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں۔

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدثیت سے لے کر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیاء کے منصب یہ ہیں۔ اول قطب الاقطاب۔ اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوقات ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد سبباً۔ نقباً۔ شرفاً اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔

اصطلاحات مجددیہ | جس چیز کو اولیاء سلف نے سیرالی اللہ ، وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدثیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے۔ رکھا ہے۔ اور سیر فی اللہ کو سیرالی اللہ میں داخل فرمایا ہے جس مقام کا نام گذشتہ اولیاء نے احدثیت رکھا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں۔ اور ذات احدثیت کو ان مقامات سے بھی پرے پرے یعنی ماوراء الورد فرمایا ہے۔ اور وہ مقامات یہ ہیں۔ کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے۔ اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے اور ولایت کبریٰ کا علم سے۔ یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں۔ علم الگ ہے اور علیم جدا۔ ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں۔ کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں۔ کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ۔ کبریٰ۔ علیا) سے افضل

ہے اور ان کے مقابلے میں تینوں دلائل میں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت۔ حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے۔ حتیٰ کہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے۔ اس کے بعد معبودیت صرف ہے۔ کمالات نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ ولایتِ صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے۔ ولایتِ کبریٰ انبیاء کی ولایت ہے۔ اور ولایتِ علیاء فرشتوں کی ولایت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایتِ صغریٰ میں تھے۔ اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً قطب، غوث وغیرہ بھی ولایتِ صغریٰ میں ہیں۔ ولایتِ کبریٰ، ولایتِ علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے۔ ان کے ہزار سال گزرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ان مقامات کا ظہور ہوا۔ جن اولیاء (مجاذیب و مجاہدین) نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کہ وہ کمالات نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوت سے نا آشنا رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
**مقام حضرت مجدد الف ثانی** | ان کے بیٹوں اور خلیفوں کا طریقہ بعینہ حضرت

ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء سے سابقہ کے مقرر کردہ منصوبوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے بالمقابل آپ

نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت، امامت، سابقیت، خالصیت، مخلصیت، اصالت اور قومیت وغیرہ۔

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا۔ کیونکہ قومیت کی خدمت کے لئے طینت محمدی علیہ صا جہا الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے۔ آنجناب کے بدن مبارک کا خمیر طینت محمدیہ سے ہی میرا ہوا تھا۔

تمام اولیاء، قطب، غوث وغیرہ قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ چنانچہ قومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائے گی۔

ان تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقامات قومیت میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔

## احول قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد مرتضوی

**بشارات** | بعد خبر دادن حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیائے امت بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی و بیان الفا کرون حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نسبت خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و وصیت کردن جناب نبوت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، را کہ این نسبت باہل آں برساند:

جب یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور ان روئے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا، نازل ہوئی تو حق تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو لقاء پروردگار حاصل کریں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی امت کے حق میں بہت کریم تھے اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر آپ مغموں ہو گئے۔ کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے جیسا کہ پہلے انبیاء کی امتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیاء ان میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئیں۔ جیسا کہ سامری کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی امتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنے والا میں خود ہوں۔ اس امت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری بارگاہ میں حاصل ہے گزشتہ امتوں کے انبیاء کی طرح ہیں چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے۔

قوله تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جنتی امتیں آج تک گزر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)۔ (پ ۱۳۷)

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)۔

نیز پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینان قلبی کے لئے امت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا کہ اس قدر اولیاء اور صالح مرد آپ کی امت سے ہوں گے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالیٰ کی نافرمانی و داری میں غرق ہیں اور عہد نبوت سے دور ہونے کی وجہ سے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائے گا۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

## الفائے نسبت خاصہ

سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین والنبیین تھے) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنے والا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاصہ الخاص کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا منہا تھی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر القبا کی اور انہیں



اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیاء کو چھوڑ باقی تمام نبی نوع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمانے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے سپرد کرے اس سے بھی یہی عہد و پیمانے لے۔ جب ہزار سال کے بعد لوگ فسق و فجور میں پھرتلا ہونگے اور دنیا ظلم و ستم سے پُر ہو جائے گی۔ اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شرع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا تھا لیکن اس امت میں ایک ایسا شخص بیعت ہو گا جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہو گا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام ہو گا جو دین و ملت کو از سر نو تازہ کرے گا۔ کتاب و سنت کو تقویت دے گا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اس کے وجود کے نور سے منور ہو جائے گا اور مرد و جد بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہو جائیں گی۔ جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئے گی بشرعی احکام جو بدعت کے باعث بلیا میٹ ہو گئے ہوں گے از سر نو نیت حاصل کریں گے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ایک ہو جائیں گی۔ اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے فرزندوں اور خلفاء کے ذریعہ قیامت تک قائم رہے گا اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا۔ اسی واسطے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہو گا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کریں گے۔

## ودیعت خاصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”آن نسبت را کہ از رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یافتہ بود بہ سماں فاسی رضی“

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورسیدن آن بتدیج بھضرت مجد الف ثانی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ۔“

جونبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر  
انہیں سوئیپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کریں گے۔ اور  
جس کے سپرد کریں گے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لے لیں گے۔ اور یہی سلسلہ  
جاری رہے گا۔ حتیکہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی  
اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کی۔ انہوں نے اپنے نواسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت  
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک  
اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہو گئی۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ الْقُرُونِ  
قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ سب سے اچھا زمانہ  
میرا ہے پھر وہ لوگ ہوں گے جو انحراف سے کام لیں گے اور اسی طرح بتدریج انحراف  
کرتے جائیں گے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولھا خیر و اخرھا خیر فی  
وسطھا کدر میری امت کا شروع اور اخیر دونوں اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے۔

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کو اپنے آباؤ کے کرام سے بھی نور حاصل تھا  
اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا اور آپ نے یہ نسبت اولیوں کے

طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بیسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پنچائی گو یا نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے اور سلطان المشائخ کا رخ دوسری طرف ہے۔ سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا جو خواجہ صاحب پر ہوا۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی۔ کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا۔

خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود الخیر فغزوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطور ودیعت ملی۔ شیخ علی رامیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے۔ ان سے یہ نسبت مولانا محمد باہا سہاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملی۔ ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پنچا تھا بدرجہ اتم ہوا۔

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند

علیہ الرحمۃ کو، ان سے خواجہ یعقوب چرخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ  
نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار  
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان  
سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
کو۔ ان سے خواجگی املنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور خواجگی سے بعینہ وہ نسبت حضرت  
خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ ہجری میں  
اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

## نسبت انحصار الخاص نبوت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ | اس وقت وہ نسبت جو رسول

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات نبوت کا انحصار خاصہ تھی حضرت مجدد الف  
ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر  
ہوئے جن کا کسی اہل اللہ پر اب تک پر تو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود  
کیا۔ شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
کے عہد مبارک میں تھا وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں از سر نو  
تازہ ہوا۔ گزشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا جو دین گزشتہ  
کو منسوخ اور نئے دین کو مروج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منسوخ اور تبدیلی نہیں  
اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ  
میں تھی وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد

مذہب میں جو ناہمواری داخل ہو گئی تھی اور شرعی امور میں جو علی الاعلان مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور کوشش سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہے گا۔ حضورؐ نے اس وقت طبقہ صحابہ سے پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مثل امتی کمثل المطر لا تدری اولھا۔ خیرا ما اخرجہا خیرا میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا خیر۔ ۵

بعد الف آں سر محضی شد جلی از محمد شیخ احمد کاملی  
خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور ان احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں واقع ہوئیں عنقریب کیا جائے گا۔

## حضرت مجدد الف ثانیؑ کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت میں شریف ہیں۔ اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جسے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مادینہ سے تشریف ملا ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیسویں پشت میں امیر المؤمنین حضرت عمرفاروق اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائے گا۔

ایک روز جناب سرور  
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
نبی اکرمؐ نے اپنی دعائیں میں حضرت عمرؓ کو مانگا

والہ وسلم قبیلہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گزرے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دینِ متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا۔ اس واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں التجا کی اللہم اعز الدین من اسلام عمر بن الخطاب اسے معبود! اس دینِ متین کو عمر بن الخطاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت کمزور ہو چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کے لئے مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دینِ متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہزار ہا اصحاب بھی تھے جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پر اور ظلمت و عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیرا تھا۔ اسلامی شعار کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بدعت کو دور کر کے سنتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از سر نو تازہ کرے اور اس کے وجود سے دینِ متین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام گزشتہ اور آئندہ سے

واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان منور ہو جائیگا اور بدعت مٹ جائے گی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

نیز جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے كُوْكَانَ بَعْدِي نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرَاؤُا اِذَا مَرَّ بِرَسُوْلِيْ بَعْدَ كُوْنِيْ نَبِيًّا يُّوْتَا بِيْ تُوْعْمُرُ يُّوْتَا .

یہ حدیث بھی معنوی طور پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المرسلین والنبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا جو نئے دین اور شریعت کو راجع کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کمزور شدہ دین کو مضبوط کرتا اور جو کام انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو مشرف ہوئے۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات نور نبوت کے ذریعہ معلوم تھی اس لئے یہ حدیث دونوں کے حق میں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تیرے لئے اللہ تعالیٰ اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا۔  
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل زندگی اور بیان و تحریر عین قرآن  
 اور حدیث کے مطابق رہی۔ ان میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے بعض  
 دوسرے مشائخ کا طریقہ احکام شریعت کے خلاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ بعض وحدت ال  
 وجود کے قائل ہیں۔ بعض سماع و نغمہ سنتے ہیں۔ یہ اعمال سراسر کتاب و سنت کے برخلاف  
 ہیں۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے۔

میں فرزند فاروق است چوں آب کتوں نطق از زبان او کن آب  
 سراپا نسخہ احتساق فاروق بہ زہر منقضت تریاک فاروق

حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین رضی اللہ عنہم | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت عمر

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے اور خلف الرشید ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرور  
 کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی۔ عابدوں کے  
 رئیس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں  
 فرمائی ہیں چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نام سے منسوب تھے۔

خیر الانساب کتاب میں جس میں سادات کے حالات دیئے ہیں۔ اس وصیت کا  
 ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی۔

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت  
 رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العربیۃ  
 فهل یدخلون فی ہذیہ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد



بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے؟ تو ابو نصر کجی نے کہا ینظر کل من ینسب  
 الی الحسن والحسین ویتصل بهما یدخلون فی ہذہ الوصیۃ  
 لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اینتہ زوجت  
 لولا عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کا سلسلہ نسب حسنؑ اور حسینؑ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی  
 اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

خواجہ ناصر بن عبداللہ رضی  
**حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نامور اسلاف** | اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تابعین

سے تھے۔ خواجہ ابراہیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ خواجہ  
 اسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے  
 مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلیٰ تھی۔

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے۔  
 خواجہ عبداللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ واعظ  
 بکثرت کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا۔

خواجہ عبداللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبداللہ  
 کے فرزند ہیں۔ علم طاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علماء آپ سے استفادہ  
 کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی واعظ کرتے تھے۔

خواجہ مسعود بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے نبی عباس نے بڑی  
 منت سماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ

نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس نانا نے تک رسم معنی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ محمد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو شکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی زانی میں بھیج دیا۔ جہاں سے آپ فاتح امہ کامیاب ہو کر آئے اور پھر غزنی کا قلعہ جا کر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور فتحیاب ہو کر آتے۔ حتیٰ کہ آپ نے کابل کو فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے بسنے لگے۔ آج تک ان کی اولاد کابلی کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں۔ بڑے ہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران، خراسان، بدخشاں اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپ مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے ان کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ آج تک

مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں۔  
 آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور  
 خود گوشہ نشینی اختیار کی۔

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسخ (تین میل) کا ایک فرسخ کے فاصلہ پر درہ  
 میں ہے۔ جو درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔  
 آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ  
 کیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر  
 دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح  
 آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا  
 آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ  
 تھے۔ باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا  
 حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں میں  
 بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ  
 دونوں سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ  
 کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے۔

خواجہ عبداللہ بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز  
 حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے استفادہ کر کے  
 خلافت حاصل کی۔

خواجہ اسحاق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔

خواجہ عبد اللہ بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔  
خواجہ اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونوں کے جامع تھے اور لوگوں کو دونوں علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ علم، حلم، ورع اور تقوے سے آراستہ و موصوف تھے۔

خواجہ نصیر الدین بن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔  
امام رفیع الدین بن نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ مشائخ سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی۔

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے اخیر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ ایسے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالرشاد سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی۔

## دارالارشاد سرہند زاو اللہ شرفاً و کرماً کی بنیاد

جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے وہاں قدیم زمانے میں ایک وختناک

جنگل تھا جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سرہند یعنی بیشہ شیر ہے۔ یہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سرہند ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سرہند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آجنگاب کے فرزندوں جیسے شیرانِ اسلام جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے۔

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ

پر اس میں انبیاء کرام کی قبریں | پر اس نام ایک شہر تھا جہاں پر حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء کے مقبرے مکشوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بڑی شرافت و قدر ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جا رہا تھا۔ جب

شاہی آدمی خزانہ لے کر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں سے ایک مرد خدا صاحب

حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا جو سربراہِ آردہ امت ہوگا۔

جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر

اس کشف کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا

ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا، ندیوں کی کثرت، تروتازگی اور نظارے بہت

دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا

جو سرہند سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ

جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جا رہے تھے۔ سب کے سب مخدوم

جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے، آئے۔ اور عرض پر داز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی التماس قبول کی اور اپنے وطن مالوت سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بڑا بھائی خواجہ بانی سرہند خواجہ فتح اللہ | فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا اس کام کے سرانجام دینے کے لیے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں آ کر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹیلہ پر رکھی جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی۔ جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو بادشاہ نے اس کا علاج مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر سنام میں رہا کرتے ہیں، حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے اطلاع دیں اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مرد خدا کا آنا اغلباً تمہارے حق میں ہے، وہ سربراہِ آردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کونسا دوست خدا ہے تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلند

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگا یا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں، فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا دوسوا اس نہ کریں۔

بعد ازاں ایک اینٹ لے کر اس کا ایک سہرا حضرت امام نے چمکا اور دوسرا شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی۔

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علوشان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شرف بوعلی قلعہ در رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا۔ شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے۔ علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جا سجا ہیں۔

شہر سرہند دار الخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف ستیس فرنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس فرنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہجہان آباد کے وسط میں ہے۔ کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس فرنگ ہے۔ سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور زیارہ دیئے اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے۔

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گردونواح کے لوگ آپ کے

۱۔ مولف کتاب کے وقت (بارہویں صدی ہجری) میں شہر سرہند بارہ کوسوں میں آباد تھا۔ بازار کو چھ محلے۔ محلات باغات برائیں ماہر کابین اور مساجد و مزارات کہاں سے کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔ لاکھوں کی آبادی، فقرو شاہی کا قیام اس شہر کی شان کو ظاہر کرتا تھا۔ مگر انقلاب زمانہ نے اتنے عظیم شہر کو کس قدر تہ و بالا کر دیا۔

مزار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب براری کے لئے روضہ مبارک کی ایک اینٹ سے جا کر گھر میں محفوظ رکھتا تھا۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھایا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا، تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھایا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم مجدد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مصنفین کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دور رہے گا۔

بدیں خجے در عنانی تو از ہر در کہ باز آئی  
حسے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بہ کشائی

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین اور آدمی بھی آئے۔  
**سز بند کے چار قبیلے** | اگر اس شہر میں آباد ہوئے۔ اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے  
ریس شہر گئے جاتے ہیں وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی  
تین سمرانی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کابلی کے نام مشہور ہے۔ دوسرے کی



فونداری، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں تیسرے کردیزی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ فونداری اور کردیزی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہر و وال۔ یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری، قاضیخانہ، بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آجکل سرسند میں قریش کے قریب تائیس صحیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزار ہا گھر پٹھانوں اور منگلوں کے آباد ہیں۔

شہر سرسند تیسری ولایت میں مرکز عالم ہے اور

**سرسند مرکز جہاں ہے** | حریم الشرفین بھی تیسری ولایت میں ہے۔

سرسند کے مرکز عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرسند سے مشرق کی طرف واقع ہیں ان کا رخ مشرق کی طرف ہے اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ سرزمین ہندوستان میں بخارا اور سمرقند سے بیج لا کر اور شرب و بطحی کی خاک سے سرمایہ حاصل کر کے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھلا پھولا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی حضرت مجدد اور آپ کے فرزند جو رئیس امت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

ایک اور جگہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

**بیت اللہ کا نور** | عنایت الہی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے

سے شہر سرسند میری جائے ولادت ہے میری خاطر گہرے اندھارے کنوئیں کو پر کر کے بلند صفحہ بنایا گیا اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا گیا۔ اور اس سرزمین میں ایک ایسا نور بھرا گیا جو نور بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے اس نور کی شعاعیں بیت

اللہ کی سر زمین پاک سے چمکتی ہیں۔ دراصل وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں جو اس سر زمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

آج کل شہر سرہند فیوض و النوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے بلکہ مدینہ پاک کی کھڑکی ہے اس خاک بطن کے پانی سے گوندھی ہوئی ہے۔ اور اس کی مٹی میں محبت کی شراب سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا بوش اس کے طالبوں کے ہوش مگئے ہوئے ہیں اور وہاں کے رقاصوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے! یہ

ازاں افیوں کہ ساقی ورے افگند

حریفان را نہ سرماند و نہ دستار

ولایت کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے اور بلحاظ صحو و دعوت

تدو تازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و ارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ ڈیڈ و داد اس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار۔ بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں۔ عقلمند طالبوں سے محنتی اور صفا کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بخارا سے اسرار کا ایک گوسہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے اور خم خانہ سے مشاقوں کے حلق میں وہ شراب اٹھیلی جاتی ہے جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے۔

بس کنسم خود زیر کمان را این بس است  
بانگ دو کردم اگر در وہ کس است

## نظم

کنوں چوں ذکر ہندوستان در فتاد  
کزاں قندیکہ شیریں تر ز جان است  
یکے زیں تنگ شکر لائے نیزنگ  
الا سودائیاں شہر لیسبت در ہند  
سوادش زلف رخسار فتوح است  
ازاں شہر یکہ نامش مضمرا آمد  
چہ معدن معدن قند معانی  
مسئمتے حنائیم اہل اشارت  
بود ہر حرف نامش رمز غایت  
بود قلا بہادر بحب نامش  
دہن شد مسیم تا با شد سخن گو  
چہارم حرف کمان جا راست و دال است  
بہرہ دشت ولایت چشمہ افراشت  
ز نامش اول او آخر شہر دم  
کہ شخصے نام بر اولے و آخر لے  
ہمیں تنہا با حمد او صحیح نیت  
ہزار اندر چین دستاں گذار است

مرا عود جگر در مجر افتاد  
کنوں در خط ہندوستان بہت  
سرا تیم گر شکیب آید و لم تنگ  
کہ اندر پائے او بہاد سر ہند  
غبارش تو تیاے چشم روح است  
بعہد ما عجب کانے بر آمد  
بہ شکر اوست این شکر فشانے  
با ہم کز مسیحا شد بشارت  
الف از راستی بگرفت رایت  
کہ او صاف شہا آمد بکامش  
ز مددگار علم مرشد او  
کہ دور از چار نعمت ذی نوال است  
پس از شمع نبوت نور برداشت  
از انجا سوئے رمزے راہ بروم  
ز رحمتہا است دریاب این معما  
چہ گویم با کسے کس محسے نیت  
کہ این گل رونق باغ ہزارہ است

دے کر آں برودت و نزل کام است  
 بہ تذکیرش لے ہرزہ حاصر  
 اگر ظاہر کند ز اسرار مورے  
 ز عرفاں گر چہ صد مویا رواں کرد  
 ہمہ پیراں بیزدش طفل راہ اند  
 ملک اولیا چوں او نزاہہ ! !  
 بہ صحراے سمندا نیگخت آن شاہ  
 جہاں در سایہ احسان او باد  
 بزرگ و خود دایں پاکیزہ رایاں !  
 ملک را گر چہ در عصمت رسائی است  
 با ہم پائے ہر مشہور گر مہند  
 فرو تر طفلگان آن گذر گاہ !  
 چہ گویم مدحت پیراں آن در !  
 بزرگے بزرگانہش ازیں داں  
 چہ اگر دشمن فلک را گشت پیشہ  
 جہاں روشن ز راہ انور او

ہدایت کار اہل این دکان را !

بود کار نہایت دیگران را !

آپ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

فرزندوں میں سے تھے اور باپ کے بعد امام

صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی کامل اور

مشہور شخص تھے۔

آپ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ الرشید تھے۔ آپ  
شیخ محمد نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت  
کے لئے تیار ہوئے۔ سرسند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ ہی کے سپرد ہوئی۔  
آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے۔ باپ  
شیخ عبدالحی کی طرح لوگوں کو نیکی کی راہ پر لاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جید عالم  
تھے۔

آپ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے اور  
شیخ زین العابدین خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور  
باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے۔  
آپ شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرسند کی ظاہری و  
باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی۔ حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ  
میں سے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
امت محمدیہ کے بڑے اولیاء سے لے کر مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
تک یہ تمام غزیز امت محمدیہ کے بڑے اولیاء سے تھے۔  
حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جوانی میں ظاہری علوم حاصل کئے پھر شیخ عبدالقدوس  
کنگواہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے پہنچ  
کہ باطنی سلوک کی تکمیل کی۔ گو آپ کو آباؤ اجداد سے خلافت سرور یہ حاصل تھی۔ پھر بھی  
سلوک چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی

رہ گئی تھیں۔ کہ شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت  
مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفانہ  
کی۔ تو میں کہاں جاؤں گا؟

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ  
رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ  
رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ  
شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پورا کیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی  
حصہ بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کیتھلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف  
ہوتا ہے تو غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا  
کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت میں رہ کر قادری  
سلوک کو پورا کیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ

حضرت مخدوم عبدالاحد اور شاہ کمال کی ملاقات | تعالیٰ علیہ اور شاہ کمال رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت ملاقات یوں ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک  
شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا۔ شیخ جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا کہ یہ  
سپاہی آدمی ہے۔ اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کیئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے

کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود بادشاہ کے متصدی نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے، شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اٹھتے وقت حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال سے ان کا نام اور مقام پوچھا تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پاکل میں رہتا ہوں جو سرسند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو تو وہاں تشریف لائیں۔

حضرت مخدوم چند روز بعد ہی پائل میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مبعوعیال سرسند میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کئی کئی روز رہتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبب معاد میں فرماتے ہیں کہ نسبت فریبت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذب سے حاصل ہوئی جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے۔ اس مرد خدا سے مراد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے جتنے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظہور میں آئے۔

شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے

پینے کی ضرورت ہوتی تو اس وادی میں اچانک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کے پانڈے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً ہاشم کشتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ اور ملا بدر الدین صاحب حضرات القدس جیسے حضرات نے حضرت مخدوم اور شاہ کمال کسیتی علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ اس واسطے میں نے اس کتاب میں ان کے حالات نہیں لکھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیروسیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لے کر بنگال تک کی سیر کی ہے۔

شہر رہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مرد خدا رہا کرتے تھے جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی۔ حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پور گئے۔ وہاں پر ایک مرد خدا سید علی قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام رہتے تھے جو نہایت صاحب حال صاحب سکر، صاحب وجد اور صاحب سماع سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے وابستہ تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چسپانغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا سلسلہ ملتا تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنگال میں شیخ بڑھان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی جو عموماً رات جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بہ سبب بے قراری گریو



زادری میں مشغول رہتے۔ ساری ساری رات آہ و بکا میں گزار دیتے۔ آپ نے حضرت  
مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت ظاہر کی۔ چونکہ ان کے بعض افعال خلاف  
شرع تھے اس لئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے۔

نیز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو  
معتبر شاخ سے تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت  
مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا کہ شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک درویش  
کی معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لا کر وہ مر گیا۔ حضرت مخدوم ان کی ملاقات  
کی جستجو میں تھے کہ ان سے بل کر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے درویش کا کام  
تمام ہو گیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتفاق سے کسی موقع پر  
سمرہند آئے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع  
ہوئی۔ تو انہیں لا کر اپنے گھر پر بٹھرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا تھا جس نے  
درویش کا کام تمام کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام  
دنیا جو دکھائی دیتی ہے۔ حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے جو وحدت سے کثرت میں  
آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لا کر مر گیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری علم میں  
وقت کے امام اعظم | ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امام اعظم تھے۔

اس زمانہ کے تمام علمائے آپ کو اپنا استاد مانا۔ آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے  
امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت  
مترج و بسط سے پڑھایا کرتے تھے۔

عالموں اور فقہیروں کے پیشوا شیخ میرک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شہزادہ  
داراشکوہ کے استاد اور شطحات اور سفینۃ الاولیاء کے مؤلف تھے۔ علم ظاہری

اور باطنی میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مشرب وحدت الوجود تھا اور اس مقام پر سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب وسنت نبویہ (علیہ التحیۃ والتسلیم) سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلافِ شرع ہے اس کے ولی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا۔

آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوارق عادات  
**حضرت مخدوم کی کرامات** اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطہ تحریر سے  
باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں  
فرماتے ہیں:-

”ہمارے والد صاحب کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہہ کرتے  
تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔  
اور اپنی آشنائی جلاتے تھے لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر  
سے باہر نہیں نکلا اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشنائے ہیں۔  
یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو۔ یہ محض افترا پر لٹا ہے۔“

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے زبدۃ مقالات برکات احمدیہ جمع  
کی ہے حضرت قیوم ثانی معصوم زبانی امام الہدای سے عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ کی زبانی نقل کرتے ہیں  
کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں  
داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں۔

اس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور نے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ رونا پٹنا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونوں مل کر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صحیح و سالم زندہ اپنی مندر پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں میں گہ پڑے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقہ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نظر نہیں جس کی ہم نشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

حضرت قبوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ آنرو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی ان کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرحد پہنچ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کئی حقائق اور اسرار التہجد ہیں۔ ان میں پے پناہ علوم و معارف بیان فرمائے ہیں۔

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۸۰ھ کو شہر ہرند میں ہوا۔ اس وقت جناب کا سن شریف اتنی سال تھا۔ جناب کے کوچہ کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القادریہ

کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے منجھلے فرزند تھے۔ تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے۔ حضرت مخدوم کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے تمام فرزند تعداد میں چھٹے تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کابل ولی تھے۔ لیکن ان کے دائرے کا مرکز حضرت قیوم اول ہیں۔ جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے۔ جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد ہزار ہوا جاتا ہے۔ اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آئندہ تمام اولیاء پر بادشاہ ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ نیابت سے فارغ ہو کر مزار کے اردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں مین و برکت کے لئے اپنے مرعوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمت الہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے تو اس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھ جاتا ہے۔ لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل قطعہ کہا ہے۔

قطعاً

آن شیخ کہ بود علم اندر دفن جانش گہر ستر ازل و معدن  
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل تاریخ وصال او بگو شیخ زمن  
حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے حالات لکھنے والوں مثلاً ملا بدر الدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم صاحب  
برکات الاحمدیہ اور میرے دادا بزرگوار جو کوب ڈریٹہ کے مولف ہیں۔ اور حضرت شیخ  
محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہیں لیکن اس  
کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ قاری اکتا  
نہ جائے۔

## شہنشاہ جلال الدین اکبر اربد اور مسلمانان ہندوستان کے ٹیپ

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا ہم اس  
کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اس کے مقرب خاص  
تھے جنہیں ظاہری علم میں بیدریٹیا حاصل تھا خصوصاً علم منطق، حکمت طبعی اور ریاضی  
کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیتہاً ہے کہ جو شخص ان علوم  
میں غور کرتا ہے اگر وہ اہل سنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق  
آجاتا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل منحرف  
ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بتا کر کفار کے علوم حاصل کئے۔ اسی اثنا میں بادشاہ  
کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو سنکرت سے فارسی میں ترجمہ  
کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح علوم دینیہ سے جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی  
حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا اور ابوالفضل بھی ہندی

لی چندی کر کے بنا کر اس وقت تک کہ یہ ہوا ہے۔ اس وقت تک کہ  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔

یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔

یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔

یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔  
یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔ یہ لکھ کر لیا گیا ہے۔

کہ تو دین سے مرتد ہو گیا ہے۔ سو مرتد کا مال اڑا جانا شریعتِ اسلامیہ میں جائز و مباح ہے۔ اس لئے میں نے فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر بغل سے ایک پتھر نکال کر بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب کو سولی چڑھایا گیا۔

ابو الفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہو گیا۔ تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے۔

ان بیوقوفوں کا مکینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈال کر ہی کتاب دیتا۔ انبیاءِ حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا وساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔

اس باطل کتاب میں احکام اس قسم کے تھے: "يَا أَيُّهَا الْمَبْشُرُ لَا تَذْبَحِ الْبَقْرَ وَإِنْ تَذْبَحِ الْبَقْرَ فَمَا رَأَيْتَ فِي السَّقَرِ" اور انسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کرے گا۔ تو ذورخ میں ڈالا جائے گا۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔ چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سور کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا گیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سور کا گوشت بکا کرے گا۔ بھیرے گا گوشت بالکل گرم کر دیا۔ شراب عام کر دی گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں کو گرا دیا گیا۔ اگر گھرانے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم و ستم کرتے۔ تھوڑی تھوڑی بات پر بہت سوں

کو قتل کیا گیا چنانچہ اکبری دربار کے ایک شاعر نے کہا تھا۔  
 شاہِ ماسال دعوائے نبوت میکند  
 سالِ دیگر گر خدا خواهد خدا خواهد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی مہر کی یہ عبارت ہے۔ ”جل جلالہ است اکبر“ دوسری مہر کی عبارت یہ ہے۔ ”ما اکبر شائے تعالیٰ“ اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کروانا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لٹے اور سجدہ کر لیتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ عہدِ نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور دینِ متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی بنی الوالعزم صاحبِ شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین والنبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا جو پیغمبر الوالعزم کا قائم مقام ہو اور اس دین کو از سر نو تروتازگی بخشنے۔

## قیوم اول مجدد الف ثانی کے وجود پر دو اہم اشارات

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بیان کی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث اللہ رجلاً علی راس احد عشر مائة سنة هو نور عظیم اسمہ اسمی بین السلاطین الجابریین ویدخل الجنة بشفاعته رجال الوفا جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گیا رہویں صدی کے شروع میں میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ شخص نورِ عظیم ہوگا۔ اس کا نام



میرے نام پر ہوگا اور دو ظالم بادشاہوں کے درمیان زندگی بسر کرے گا۔ اور اس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزار ہا اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

ملا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جمع الجوامع میں یہ

**امت کا صلہ** | حدیث حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لگتے

ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یكون رجلاً فی امتی یقال لہ صلہ تدخل الجنة بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت صلہ کہے گی۔ یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانے والا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت اور طریقت کو ملائیں گے۔ اور اس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ کے نام لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلہ، بین البحرین ومصالح بین الفلتین اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرنے والا بنا دیا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملاحت و صباحت کو ملایا۔ یہ نکتہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے بعض مقامات پر علماء اہل حق کی مخالفت کی۔ بعض وحدت الوجود کے قابل تھے۔ سماع و نغمہ سنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

خوشخبری ہے کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کے ہزار ہا آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

**امت محمدیہ کے علماء حق** | علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کا سادہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے

نبی پیدا ہوئے جنہوں نے الہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزار ہا

سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی طرح ان علوم

و معارف کو تازہ کرے۔ جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الامتی اولہا خیر و آخرہا خیر

فی وسطہا کدر ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ جناب سرور کائنات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اقل و اخیر حصہ اچھا ہے اور درمیانی

گدلا۔ یہاں کہورت یا گدلا پن سے مراد اسماء و صفات کا مقام و ظلال ہے۔ اکثر

اولیاء اللہ اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید و جود کے قائل اور سماع و نغمہ

کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور

تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین

**شریعت کی استقامت** | رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد

الف ثانی اور آنجناب کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے زمانہ میں شریعت اور نظر

نے از سر نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیاء اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے ان میں اسما و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسما و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو وہ کبھی توحید و جود کی قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسما و صفات کی اصل رقص و سماع کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید و جود کی رقص و سماع اسما و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گزشتہ انبیاء اور صحابہ کرامؓ وغیرہ بھی اس قسم کی حرکات کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوں اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں۔ اور یہ اصل الاصول جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں۔ اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں۔ بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیاء اولوالعزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان انبیاء سے افضل ہیں جو اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوئے۔

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسما و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزند ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے۔

وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا اور رقص کرنا وغیرہ امت محمدی

جسے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ مطلق منع ہیں۔

انہیں کمالات کے سبب حضرات قیومہ اربعہ جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزند رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ انبیاء اور خلفائے راشدین سے اتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی کمثل لمطر لا یدری اولھا حیرام اخرھا رواہ ترمذی۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت بارش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے۔ اور کبھی پچھلا معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا۔ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔ اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ ان بزرگوں کا اخیر اولیت کا سا ہے۔ بہ سبب غایت بزرگی دونوں فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا۔ پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے۔

حق تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ  
أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۗ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۖ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأُولَیِّنَ  
وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِیْنَ ۚ جُو سَابِقُونَ کے سابق ہیں وہی اعلیٰ بہشت میں  
مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخریں میں سے تھوڑے اس قسم  
کے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی اور ایک موسوی عالم

حضرت قیوم ثانی معصوم وزمانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے نواسے شیخ  
 محمد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عمرو الوثقی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں  
 کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک  
 یہودی مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور انجناب کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد  
 اس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں تورات  
 پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ و  
 السلام میں ان اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا۔ اور پورے طور پر اس پیغمبر خدا  
 علیہ التیمیۃ والثناء کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سنے تو بعینہ وہ تھے جو میں نے تورات میں  
 نے تورات میں پڑھے تھے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہنمائی کی اور حقیقت  
 اسلام مجھ پر واضح ہو گئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے  
 فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا اور مرید ہو گیا ہوں۔

## حضرت مجدد الف ثانی اولیائے امت کی نظر میں

داؤد قیسری جو فصوص کے شارح ہیں۔ قیسری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے  
 ہیں کہ ہر ایک اکم اور تارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اولو العزم کی  
 شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص

مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا اور انبیائے اوالا العزم کا قائم مقام ہوگا۔

شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ کے مقالات میں لکھا ہے

## شیخ الاسلام احمد جام کی بشارت

کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد شرہ آدمی احمد تام پیدا ہوں گے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ وہ امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولاد سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدین رموز العاشقین میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سُنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیاء اللہ نے فرما فرما کی۔ وہ میں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرما فرما انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الہی ہونگی۔ کہ تمام خلقت دیکھے گی۔ یہ فضل الہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے کمالات پائے جائیں گے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گزرا۔ چنانچہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی۔

شیخ خلیل اللہ بدشتی کے مقامات میں

شیخ خلیل اللہ بدشتی کی پیش گوئی لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جو امت محمدی صلوٰۃ اللہ وسلامہ کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفا نہ کرے گی۔ کہ ہم اس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیاز مندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا۔ کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیاز مندی سے ان کی

خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔

جو اب عبد الرحمن بدشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ بدشتی کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

ایک روز

حضرت غوث اعظم کی زبان سے حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت کی خوشخبری حضرت

شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ اور دم بدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے منور ہو گئے۔ انجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس شخص کا نور ہے۔ اللہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرے گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا۔ اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہِ وحدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقة اتار کر اپنی مخصوص نسبت و ولایت  
 کر کے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالے کیا اور وصیت کی کہ اسے پوری پوری  
 حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل  
 کرے گا۔ اور اسے اپنے سے اونچا بٹھائے گا اور مریدانہ سلوک کرے گا۔ اسے ہمارا  
 سلاہ پہنچانا اور یہ خرقة بطور تحفہ اسے دینا وہ خرقة اس خاندان میں بطور امانت رہا۔  
 آخر شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تسجد کے  
 دوسرے سال وہ خرقة حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا  
 جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

جب حضرت مخدوم حضرت شیخ عبدالقدوس

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی زبانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر

حضرت مجدد الف ثانی کی پیدائش کی بشارت

ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کئے

التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں۔ حضرت مخدوم نے عرض  
 کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی عمر نے وفات نہ کی۔ حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی  
 طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفات نہ کرے۔ حضرت شیخ نے  
 حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔  
 آپ جلد ہی ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کریں گے۔ ہمارے کشف کا  
 نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں سمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے  
 کہ آپ کے ہاں ایک فرزند تربیت پیدا ہوگا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب  
 تک منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی ملیا میٹ ہو جائے گی۔ اس کا سلسلہ تمام  
 جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے



قیامت تک قائم رہیں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کروں گا۔  
اور اس کی خدمت کو قرب یا رگاہ الہی کا وسیلہ بناؤں گا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی  
چھا گئی ہے اور بندر، ریچھ اور سور تمام کائنات ارضی میں پھیل گئے ہیں اور لوگ ان  
کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان  
منور ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں، ریچھوں اور سوروں  
کو جلا کر خاک تر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک شخص تکبیر  
لگا سے بیٹھا ہے اور ہزار ہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے  
اس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور تمام دنیا کے بے  
دین، ظالم، مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لارہے ہیں۔ انہیں بھیڑ  
بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت بہ آواز بلند پڑھ رہا ہے۔  
وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کہ حق آیا  
اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کو رات کا واقعہ فرد زمانہ شاہ کمال  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے  
کہ آپ کا فرزند نرینہ ہو گا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت، سنت محمدی  
علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدل جائیں گی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر

اس کی اطاعت کریں گے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلے گا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور وہ اس امت کے تمام اولیاء کا سردار ہوگا۔

حضرت شیخ سلیم حشتی کی نگاہ میں | حضرت شیخ سلیم حشتی قدس سرہ ایک روز

مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ نزد میں سرسبز سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ الہی یہ کس کا نور ہے غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا جو تمام اولیاء سے امت سے افضل ہوگا۔ اور تمام خلقت اس کے فیض سے ہدایت پائے گی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہوں گے۔

جب ہندوستان کا مغل | حضرت مجدد الف ثانی شیخ نظام نارنولی کی نظر میں | بادشاہ جلال الدین اکبر

مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ مقتدا سے اہل اسلام تھے گئے اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں تعانے دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیاء سے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور سنت سے بدل جائے گی۔ اور اسلام کو رونق تازہ حاصل ہوگی۔ اور شریعت اور طہارت کو زرب وزینت حاصل ہوگی اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردی کی زبان پر  
 حضرت مجدد الف ثانیؑ کے وجود مسعود کی خبر

جب ہندوستان میں اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا غلبہ مسلمانان ہند پر بڑھ گیا اور خلقت گھبرا اٹھی۔ ہزاروں مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا جاتا۔ سجدہ کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے تو تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانے کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہوگا جو تمام گزشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدل جائے گی اور دین اسلام میں رونق آئے گی۔ دنیا میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشادات ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و  
 نجومیوں اور جوتشیوں کے اعلان

ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجہ کمال پہنچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا۔ اس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور ریلیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کب تک اس آفتِ دین و دنیا سے نجات دے گا اسی اثنا میں خانِ اعظم جو سلطنت کا اہم رکن تھا اور جسے اسلام سے بڑی محبت تھی۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتشِ حسرت میں جلتا تھا اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا۔ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و جوش کر لینے دو پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ خانِ اعظم نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے۔ اوضاعِ فلکی سے یوں معلوم

ہوتا ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس جیسا پہلے کوئی اس امت میں پیدا نہ ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام کی تروتازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بے عزت و خوار ہوں گے۔ مگر اسی اور بے دینی جڑھ سے اکھر جائے اس کا طریقہ بعینہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے نظریات جو مخالف شرع تھے مثلاً وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سننا سب کا قلع قمع ہو جائے گا۔ چند سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجمل سے لائق تھا کہنے لگا۔ چند روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا چونکہ اس امت میں پیغمبر کا مبعوث ہونا محال ہے اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور تمام بیڑھے و گمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں بیعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو از سر نو منور کرے۔ اور جہان بھر کے صاحب اقتدار اور سرکش آپ کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اس کا رعب چھا جائے اور اس کا ہر عمل شریعت کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں گے۔ نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہوں گے۔ اس روز سے خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا جلتی کہ تسجد کے دوسرے سال شرف زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائے گا۔

مولانا عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے

مولانا عبد الرحمن کی بشارت | زمانے کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے۔

فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے  
 پیٹ میں درد ہوا۔ میں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چل دیے  
 میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل  
 میں قریب ہی ایک غنیم آباد محل تھا۔ میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات  
 یہیں بسر کروں۔ آدھی رات گزری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی فوج نمودار  
 ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے۔ پھر انہوں نے نہایت  
 عالیشان فرش اس محل میں کھچایا۔ فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک فوجوان  
 آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گردا گرد بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو  
 گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت  
 ڈرا۔ اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سولے ہمارے قوم  
 کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے۔ آخر مجھے پکڑا اس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا  
 تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک ملامرد ہوں۔ اس  
 نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔  
 میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں  
 اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارے یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں  
 نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض  
 ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونے والا ہے جس کی  
 برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے  
 بدل دے گا۔ اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے جداگانہ اور افضل ہوگا۔  
 اس کے تمام اوصاف و اطوار اور اقوال و افعال سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 کے تابع ہوں گے۔ اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت

تک رہے گا۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے۔ مولانا عبدالرحمن قدس سرہ  
اس روز سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتیٰ کہ  
تجدید و قومیت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

## حضرت مجدد الف ثانی اور صالین عصر کے خواب

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت  
کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ ہم ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان  
میں لکھ آئے ہیں۔ آپ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب  
آنے سے متفکر اور مغموم رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں  
دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے اور ایک قوی الجتہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا  
ہے۔ اتنے میں ایک نورانی مسرد خدا بہت سی فوج لے کر جن کے چہروں سے نور  
چک رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل تھی۔ ظاہر ہوا ہے جن کی روشنی سے  
جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منور ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج  
کا وہ نور ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پئے در پئے اور فوجیں بدستور آ رہی  
ہیں۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس فوج سے پُر ہو گئی۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ  
سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف ڈالی۔  
دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گر گیا۔ تڑپا اور مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقعہ کا ذکر صبح معتبر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے  
یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہو گا جس  
کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو اس وقت جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی

سے بدل جائے گی اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل ختم ہو جائیگی۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام از سر نو تازہ ہوگی اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے اور سنت و ہدایت کو زندہ کریں گے۔ دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائے گا۔ چنانچہ عام دنیا اس سے مستفید ہو جائے گی۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دن بدن زیادہ ہوتا جائے گا۔ وہ قوی الجنتہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے جسے حق تعالیٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب دنیا سے اٹھلے گا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کریں گے بلکہ آپ کے قرب و جوار سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہوں گے ان اشارات کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خائبانہ مخلص اور معتقد بن گئے۔

ان اشارات کے بعد بھی حضرت شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اور کئی واقعات بھی مشاہدہ کئے۔ حتیٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشا اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر بیان کی جائے گی۔

خان اعظم کا خواب

رکن سلطنت تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ۔ کچھو کچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آیا۔ جس کے نور کی شعاعوں سے تمام زمین مشرق سے مغرب تک منور ہو گئی۔ جہاں پر اپنا قدم رکھتا ہے۔ وہیں سے

پیشہ جاری ہو جاتا ہے۔ ہزار ہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آ جاتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے ان سے نوتازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا ہے۔

خانِ اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور سانپ اور بچھو ملحد اور بے دین لوگ ہیں جو شخص آسمان سے اترتا ہے وہ جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائبِ اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدم مہمنت لزوم سے بدایت و ارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نورِ ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائے گا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائے گا۔ اس کے نورِ ارشاد سے تمام بے دین اور ملحد مر جائیں گے۔ دینِ اسلام کو رونق ہوگی۔ مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سن کر خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہو گیا اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ جہاں تک کہ آنجناب کے جمالِ جہاں آرا سے مشرف ہوا۔

سید صدر جہاں  
صدر جہاں کا حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں ایک خواب | ایک صحیح نسب

سید تھے۔ آپ اکبر کے مقرب بلکہ مدار الملہام تھے لیکن بادشاہ کے بے دین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں



نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آ رہے ہیں اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کاٹے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرہند کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزار ہا خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکل کر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ **قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ** کہدے حق آگیا اور باطل جانا رہا۔

صبح سید صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلیفے شیخ جلال قدس سرہ کی خدمت میں بیان کیا اور تعمیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے جو ان دنوں پھیل رہا ہے۔ اور بچھوؤں سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہ حق سے بہکا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اس نور سے جو سرزمین سرہند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ بدعت اور گمراہی اٹھ جائے گی۔ بدعت و گمراہی کے سرغنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو دور کر دے گا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ اور آپ اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائیں گے۔ یہ سن کر صدر جہان کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا ہو گئی اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدس موسیٰ وادلت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا۔

## حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ولادت باسعادت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد اکثر سیر و سیاحت کی طرف مائل رہتے۔ خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں سمجھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے، ہوا۔ وہاں علماء وقت سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے۔ تو بہت دلدادہ ہو گئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ امی اثنا میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب یتیم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے جس پر ایک عزیز تمکیہ لگا ہے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گزشتہ اور آئندہ اویا شے امت دست بستہ کھڑے ہیں اور ایک شخص اعلان کر رہا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

صبح اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا۔

### حضرت مجدد کی والدہ

جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سہ سہدے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہندوستان کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا

اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ بر ملا کلمہ ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی سورت پتھر کی دیوی کی طرح سجا کر رکھی رہتی تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی تو بارگاہ الہی میں زمین و آسمان رونے لگا کہ اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کروں گا جو حضور کی شریعت کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے دور کر دے گا۔ اور ہدایت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس کے صاحبِ حمل کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چرچے ہوں گے۔

حضرت کی ولادت باسعادت شہر  
**حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت** | سرسند میں جمعہ کی رات قریباً نصف

رات گزرے ۱۴ شوال ۹۶۱ھ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا پانچواں مکرمات کے افق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان پر نور اور اہل جہان مسرور ہو گئے۔

مہرے بر آویج سپہر کمال طالع شد

کہ کس ندید چہاں ماہ در ہزار سال

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظ خاشع سے

نکلتی ہے۔ شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت بُرج حمل کے خانہ شرف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو البرکات لقب شریف بدر الدین اور اسم مبارک شیخ احمد مقرر کیا۔

شہر ملک ولایت شیخ احمد بمشائش مادر ایام کم زاد

## حضرت مجدد الف ثانیؑ کی ولادت کے چند واقعات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آگئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے گذشتہ و آئندہ تمام اولیاء کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ دوستو! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے گناہ بخش دوں گا۔ قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کروں گا۔

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بذات

خود ازادہ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے  
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم کو فرزند کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم نے میرے بیٹے کو بڑی خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں آذان اور بائیں میں  
بجیر کہہ کر فرمایا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور  
میری امت کے دنیوی اور آخری تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی  
پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے  
آپ کو کس طرح فارغ کر لیا۔ حضور مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک  
تو ہم مع صحابہ کے امت کی طرف متوجہ تھے۔ ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا پیدا  
ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کو برداشت کی طاقت نہ تھی  
کہ ہم اس کے حوالے کتنے اور بارگاہ حقیقی میں خلوت گزریں ہوتے۔ اب یہ فرزند آیا  
ہوا ہے کہ اب ہم ساری امت کا دنیاوی اور آخری کارخانہ اس کے اور اس کے  
فرزندوں کے سپرد کر کے فراغ دہلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار  
کریں گے۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ  
رہتا ہے بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہ خداوندی میں خلوت  
گزریں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک  
ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا  
جو آپ کا قائم مقام ہوتا کیونکہ گذشتہ زمانے میں انبیاء کے کرام کی بعثت اور تہا  
کابی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترجمانی کرتا اور اسے مضبوط  
بناتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔  
اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا سامرنبہ دیا گیا

ہے تاکہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں اور تقویت دیں۔ گذشتہ  
 زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ  
 ہی سابقہ دین بھی جانا رہتا۔ حق تعالیٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیج  
 دیتا۔ اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری  
 تھا جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث  
 کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔  
 چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کی انحصار الخاص نسبت جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد  
 مبارک میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس  
 فرزند کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل  
 ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال  
 کے شروع میں ملی۔ اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو تازہ زندگی نصیب  
 ہوئی۔

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

**سرہند پر انوار کی بارشیں** فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت  
 کے دن فرشتے انبیاء اور اولیاء اور رسولوں کی روہیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ  
 تمام شہر سرہند اور اس کا گرد و نواح پیر ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لاکر شہر  
 سرہند میں گاڑ دئے گئے۔ جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھیں چندھیاتی گئیں ایک  
 فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ انبیاء کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیاء  
 کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور  
امت محمدی علیہ السلام والثناء کے تمام اولیاء و اصفیاء اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ

وہ تم سب میں سے افضل ہے  
بدک اولیاء چوں او نزادہ محمد شہر چوں او ندادہ

شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حضرت  
کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرت مجدد الف ثانی رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے دن سرسند میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے  
گروہ درگروہ کعبہ پر آرہے ہیں اور وہاں سے شہر سرسند کی طرف جلتے ہیں۔  
اور کعبہ پر نور کے ہزار ہا جھنڈے گاڑھے ہوئے ہیں۔ اور کعبۃ اللہ کی چھت پر  
مناوی کر رہے ہیں۔ لوگو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے  
جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و مکر اہی کو  
بد طرف کرے گا۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرے گا۔  
اور وہ تمام اولیاء امت سے افضل ہوگا۔

چندیں ہزار صنع خدا سے بکار رفت  
تا بوالعجبہ مثل تو مخلوق خلق شد

ایک بزرگ شیخ ابوالحسن

نبی کریم کی ایک ہزار سالہ تربیت کا ثمرہ | چشتی نام حضرت مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت سرسند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ  
آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس شہر میں تمام اولیاء امت  
جمع ہیں اور ان کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے جس پر ایک مرد خدا کھڑا  
ہو کر کہتا ہے کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی

روح کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیاء کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے اور اپنے تمام کمالات کا منظر اتم بنایا ہے

ہزار سال بیاید کہ تابا باغ یقیں ز شاخ ہمت چو نتو گلے بار آید  
 بہ ہر قرآن و بہ ہر قرن چو نتوئی نبوی بروزگار چو تو کس بروزگار آید

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے لے کر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ و رنگ کے ساز، مثلاً بانسری، ڈھول، دف، طنبور، چنگ، سازنگی، ڈھولک وغیرہ سے سرسلی آواز نہ نکلی اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہو گئی۔ عیش و عشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا تو ان بڑے اعمال سے توبہ کی۔ لوگوں نے جب توبہ کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف جاتا رہا ہے مفت میں اُنھیں صلب ہماری گردن پر بٹھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم دست بردار ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ رقص سماع و غمہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ سماع و غمہ و رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام صاحبِ حال حیران رہ گئے۔ جب اس راز کی تہہ تک پہنچنے کے لئے توجہ کی تو حق تعالیٰ نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو امور شرع کی تمام مخالفت کو دور کر دے گا۔ اور اس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی مٹ جائے گی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رونق ہوگی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور



ظاہر ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بوم و لاد  
**اکبر کا تخت الٹ گیا** | پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت الٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست  
 کیا۔ پھر سزنگوں ہو گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔  
 کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ ایک زبردست  
 تند ہوا آئی اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے مارا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز  
 تک بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ  
 کو ان دنوں کیا ہو گیا ہے۔ کونسا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام  
 حاذق طبیعوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے جب ساتویں دن بادشاہ نے  
 گفتگو کی تو کہنا مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقل مند تارگئے  
 اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ اور اس کی  
 باطل رسم و آئین کو دہم برہم کر دے گی۔ خان اعظم اور سید صدر جہان نے بھی اس  
 پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات کھتی کر چکے تھے  
 علاوہ ان میں شاہی تخت کو چند مرتبہ اٹتے ہوئے دیکھا چکے تھے۔ ان سب واقعات  
 کے ساتھ ساتھ پٹنوں۔ معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت  
 میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ یہ سنتے ہی  
 بادشاہ پر دہشت چھا گئی۔

## حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن

حضرت قیوم اول سنت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق  
 پیدا ہوئے۔ بچپن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی

آپ کا بدن مبارک شکام بھی ہو جاتا تو بڑی بلدی بدن کو ڈھانپ لیتے جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ چہرہ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتا اگر سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے۔ آپ ہر طعریز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت بیدار ہو جاتی۔ آپ چند دنوں میں اس قدر نشوونما پائی۔ جتنی اولوں کو مہینوں میں ہوتی ہے۔ اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشوونما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

ایک سالہ شیرخوارگی کے زمانے میں آپ لاغر  
**قادر یہ فیضان کا حصول** | ہو گئے۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادسی رحمۃ اللہ علیہ

اتفاقاً شہر سرہند میں آنکے۔ حضرت مخدوم قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس بچے سے نائل کرے۔ جب شاہ کمال نے دور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب سا آیا۔ کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ عنقریب یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک پر نور ہو جائے گا۔ اور یہ بدعت اور مگر اسی کو برطرف کر دے گا۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے گا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریح آدمی کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان

مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے نے تمام قادریہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرسید میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خوش خبری سنا تے کہ عنقریب یہ بچہ اس اس مرتبے کا مالک ہوگا۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیزہ کے خرقہ کو جو بطور امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا اور وصیت کی کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہوگا۔ یہ خرقہ اسے دے دینا۔ یہ وصیت کر کے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی ظاہری تعلیم و تدریس

ملا بدر الدین سرسیدی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنف زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور دوسرے علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی۔ بہت سے علوم آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و دقیق علامہ روزگار عابد اور

زاہد تھے۔ معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا مٹانے تھے۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں  
 پھر حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ مولانا یعقوب  
 کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچ کر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے  
 سند حاصل کی تھی۔ پڑھ کر سند حاصل کی۔ بلکہ سلسلہ کبروی میں آپ مولانا کے مرید ہوئے  
 یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے۔ جب آپ علوم ظاہری  
 کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع  
 کیا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث  
 کو مسلسل درس کی اجازت جو آنجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی اور حدیث یہ  
 ہے۔ المرحمون یرحمہم الرحمن تبارک و تعالیٰ ارحموا من فی  
 الارض یرحمکم من فی السماء۔ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے جو  
 روئے زمین پر ہیں ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔  
 محدثین کے پیشوا، محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمن سے جو اپنے زمانے کے بڑے  
 محدث اور عالم تھے سند حاصل کی۔ چونکہ آنجناب رحمت الہی کے خزانے تھے اس واسطے وہ  
 حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل آپ  
 کو پہنچی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک  
 ایک رسائل تصنیف فرمائے۔ اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج  
 فرمائے۔ رسالہ تسلیم یہ اسی وقت کی تصنیف ہے۔ علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر دسترس  
 حاصل تھی کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے اور خود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس  
 بات کے آخری مجتہد تھے۔ آنجناب نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے  
 ہیں جنہیں امام ابوحنیفہ شافعی ابو یوسف اشعری اور ابو منصور ماتریدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم  
 نے بھی افشاء نہیں فرمایا تھا۔ انشاء اللہ حسب موقع اس کا ذکر کیا جائے گا۔

## حضرت مجدد الف ثانی سید الانبیاء علیہ السلام سے شرف مصافحہ کرتے ہیں

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کرے گا اس کے لئے بہشت واجب ہو جائے گا۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلے سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ اس کی ترتیب یہ ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی المعروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان ادہمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الفزاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اس کتاب کے مولف کمال الدین محمد حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چچہ وسیلوں سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ ہے:

پہلے نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے الخ۔

حضرت قیوم ربیع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کے مابین چار شخص ہیں جن میں سے ایک جین ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانیؒ قیوم اول کا اکبر آباد کا پہلا سفر

اکبر آباد کے علماء حاضر خدمت ہوتے ہیں | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دار الخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ (اکبر بادشاہ) کا پایہ تخت تھا۔ چونکہ اس کے دربار میں اکثر علماء نامدار موجود رہتے تھے۔ اس واسطے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف فرما ہوئے تو بادشاہ کا تمام شکر آپ کی علمیت سے حیران رہ گیا۔ تمام علماء زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے جیسے کہ پہاڑ کے سامنے میں رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرنے لگے۔ آنجناب کی شاگردی پر بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ علماء کرام توجوق درجوق آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجناب کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل شکر میں ہو گیا۔

ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال  
سلیم چشتی کے ایک خلیفہ | خلیفہ جو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات سے متعارف تھے۔ اور جانتے تھے کہ آپ بیکتاے روزگار ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجناب کے حلیہ مبارک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجناب کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے ان سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ دریافت کی

تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیہ مبارک کے سنایا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے لیکن ابھی تک آنجنابؑ نے تجدیدی امور کو سرانجام دینا شروع نہیں کیا تھا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں بھوؤں کے درمیانی مقام تک ایک سرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید کی علامت تھی۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ علامت گذشتہ و حال کے کسی وئی کو نصیب نہیں ہوتی۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کریں گے جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کرے گا۔ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔ اور قیامت تک یہ فیضان جاری و ساری رہے گا۔

مشائخ اور عقل مند علماء

ابو الفضل اور فیضی حضرت مجدد کی خدمت میں | میں سے جو شخص حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابو الفضل اور فیضی جو اکبر بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے بمقرب خاص تھے۔ اس وقت علم و فضل میں سربراہ اور بے نظیر تھے۔ چنانچہ ابو الفضل نے بادشاہ کی تعریف میں انہی دنوں ایک قصیدہ کہا جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

وہ سال و پنج پیش پید کافرین برو تحصیل کردہ ام ز علو فی مقدر کے

ان کے بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر سن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے اس نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف

لائیں لیکن بے سود چنانچہ دونوں بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت اخلاص کا اظہار کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ان کے حال پر عنایت و شفقت فرمائی۔ دوسرے دن انہوں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں بھائیوں نے حسب دستور خدمت کے مراسم ادا کئے۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا اور شاگردوں کی طرح خدمت بجا لاتے رہے۔ دونوں بھائیوں اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت محبت ہو گئی اور اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا۔ جو تحفہ دونوں بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی دوسری طرف سے آتا۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابو الفضل کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ابو الفضل نے اپنے ایک آشنا کو چند ایک کلمات لکھ دیئے ان میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام کو بطور سند پیش کیا اور ساتھ ہی حضرت کی بہت تعریف کی۔ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی تھی۔ ابو الفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی۔ اگرچہ خود دونوں بھائی علم میں یکساں زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری تلوی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکورہ کی تصنیف کا آغاز ہوا۔ چند ایک جزیں لکھی بھی گئیں۔ اتفاقاً ایک مقام پر پہنچ کر تمام علماء اور وہ دونوں بھائی رک گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔ ابو الفضل نے حضرت قیوم اول کو تکلیف دی کہ ہم دونوں بھائی اور تمام علماء اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں نیز اس نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم عنایت سمجھیں گے اور احسان مانیں گے کیونکہ ہم اس مقام پر مجبور ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ



تعالیٰ اعنتہ نے کبھی بے لفظ عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کی التجا سے قلم اٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں لکھ دی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علماء کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور قصص اور شان نزول آیات اس قسم کے لکھے کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔ پھر تو ہر روز اس تفسیر بے لفظ کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے یا آپ کی مدد سے تصنیف ہوا۔ یہ دیکھ کر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علماء سے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب کے علمی مقام اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

## حضرت مجدد الف ثانی سے ابوالفضل اور فیضی کا مناظرہ

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات، الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس قدر مبالغہ ہونے لگا کہ بار بار علماء سے دین کی توہین ہونے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے آپ کو واضح قرار دیتے ہیں مثلاً الہیات، حکمت، نجوم، ہیئت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرے کارآمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیاء کے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں جیسے ریاضی اور طبیعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علماء حق نے اپنی تصنیفات میں ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے جب ابوالفضل نے یہ سنا تو سخت ندامت

ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات شکر حضرت مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت برا فرماتا ہوئے۔ اور ابوالفضل کو سخت سست کہہ کر مجلس سے  
 اٹھ گئے۔ ابوالفضل اپنے کہنے سے سخت نادام ہوا۔ اور بہت معافی مانگی بلکہ دوسرے  
 روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہو کر عرض کی۔  
 جو کچھ کل مجھ سے ہوا۔ سہوا ہوا جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں۔ وہی حق ہے جناب کسی قسم  
 کا طال نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت و سماجت سے سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔  
 میرے (مؤلف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار عید الفطر کے روز حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالفضل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس دن چاند کی  
 انتیسویں تاریخ تھی۔ آسمان ایراکود ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند  
 کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کرنی تھی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ کیا۔ عصر کا وقت تھا کہ آنجناب کی ابوالفضل سے  
 ملاقات ہو گئی۔ ابوالفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں  
 فرمایا۔ واقعی میں روزے سے ہوں۔ ابوالفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے  
 روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ایراکود نہ تھا کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا  
 کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو  
 اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں۔ اس موقع پر ایک مجمع کی گواہی کی  
 ضرورت تھی جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں روزے اور عید کے بارے میں بادشاہ  
 کی گواہی مطلقاً غیر معتبر ہے کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہے۔ ابوالفضل نے کہا  
 قاضی کا علم کافی ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کا علم معاملات ملکی میں  
 کفایت کرتا ہے عبادات میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ آخر اس نے کہا کہ ان بچوں کو  
 کہ جانے دیجئے۔ آج عید ہے افطار فرمائیے گا۔ چنانچہ پانی منگا کر ہاتھ میں لیکر آنجناب کے

ہونٹوں کے قریب لے گئے۔ آنجنابؑ نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے کپڑوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنجنابؑ نے خود اٹھ کر پانی لیا اور روزہ اقطاع فرمایا۔ چند روز بعد پھر ابو الفضل اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کر دی۔ اور کہا کہ خرق التیام کے نہ ہونے کی وجہ سے آسمان سے فرشتے ناراض نہیں ہو سکتے۔ آنجنابؑ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا ہے کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق التیام فرشتہ نازل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین نور سے۔ پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا راستے میں نہ ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں جس طرح نظر عینک میں سے یاروشنی شیشے میں سے۔ ابو الفضل نے کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے۔ اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابو نصر فاریابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم ان کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے۔ اور فرشتہ انہی پر ہی اترتا تھا۔ یہ سن کر ابو الفضل خاموش ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قہر و غضب سے "الحب لله والبغض لله" کہہ کر ابو الفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کر دی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی اور کئی مرتبہ آنجناب کے

دردِ دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔

آنجناب نے رسالہ اثبات نبوت اسی موقع پر تصنیف فرمایا تھا۔ اس کی تصنیف کی وجہ یہی ابوالفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے پر ابوالفضل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو کوڑا کرکٹ والے تابان میں پھینکا گیا۔ یہ قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

تیغِ اعجازِ رسول اللہ سرِ باغی بُرید

ابوالفضل کا حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا۔ دونوں آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے۔

چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکبر آباد میں **شیخ عبد الاحد اکبر آبادی** میں رہتے ہوئے مدت گز گئی۔ اس لئے آنجناب کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعفِ پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے تو پوچھا کہ اس بڑے ہاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف زود بہ کنعساں یعقوب بیرون آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی۔ چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اول بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہوئے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے۔

## حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شہینہ کی دختر نیک اختر سے شادی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے تو اتناے  
راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیر میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان  
سے ملاقات ہوئی۔ آپ بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اسکی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقے  
کے حاکم مقرر ہوئے تھے جیسا کہ پہلے تھوڑا سا لکھا گیا ہے۔

شیخ سلطان رحمۃ اللہ  
حضرت مجدد کی شادی کے لئے شیخ سلطان کو حکم [تعالیٰ علیہ نے جناب

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو شیخ صاحب کو  
فرماتے ہیں کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے تمہاری اور  
بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے جو کہ میرا فرزند اور  
خلیفہ اعظم ہے کر دو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد  
سرہندی کون ہیں۔

دوسری بار پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ  
سلطان سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علیہ مبارک بیان فرمایا۔ جب شیخ سلطان  
بیدار ہوئے تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ اتفاقاً حضرت قیوم اول بھی ان دنوں تھانیر میں  
تھے جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ سلطان سے بیان فرمائی تھیں۔  
وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ تاہم شیخ سلطان اطمینان قلبی کے لئے حکم ثانی کے منتظر  
تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ  
رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سرہندی سے کر دو۔ تم اس بات کو  
کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔

علاوہ انہیں شیخ سلطان اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے کہ ایک مرد خدا پیدا ہونگے جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا اور بدعت اور مگر اسی کو جہان سے اٹھا دیں گے۔ وہ مرد خدا یہی شیخ احمد سرہندی ہیں۔

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہوگا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اسے اپنے وطن مالوٹ میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظاہری مال و دولت بکثرت ملا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ کر ایک نئی حویلی بنوائی جہاں پر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے تو پرانی حویلی جایا کرتے۔ اسی سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب ”پرانی حویلی والے“ پڑ گیا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت بھی حضرت مجدد الف ثانی کے حصے میں آئی۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے **وَدَجَدَكَ عَائِلًا فَلَعْنَةُ** اور تجھے تنگ دست پایا۔ سو غنی کر دیا۔ اسی طرح حضرت مجدد اس شادی کے بعد غنی ہو گئے۔ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں شیخ احمد سرسندی پیدا ہوئے  
 ہیں۔ پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار اصحاب راشد ہیں۔  
 پانچواں دوست شیخ احمد ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان  
 میں پورا پورا فرق آجائے گا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شکر یہ میں دو گانہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو  
 بہت سا روپیہ دیا۔ اور اس بات کا شکر یہ بجالائے کہ ایسے شخص سے رشتہ ہو جو  
 امت میں سے افضل ہے۔

تجدید سے پہلے عالم شباب میں ایک بار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور ہو گئے چنانچہ ضعف اس قدر طاری ہوا کہ زیت کی امید باقی  
 نہ رہی۔ زہرے عصر نے شیخ سلطان کی بیٹی (جو آنجناب کے حرم محترم تھیں۔ از سر نو  
 وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہِ الہی میں آنجناب  
 کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہہ رہا  
 ہے کہ خاطر جمع رکھو ابھی اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے ہزار ہا کام لینے ہیں جن میں سے  
 ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفا یاب ہوئے۔ اور  
 آنجناب کو قرب الہی کا وہ درجہ عنایت ہوا۔ اس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آسکتا۔

## حضرت مجدد الف ثانی کو خرقہ خلافت ملا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آنے اور  
 شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد اپنے والد نیر گوار کی خدمت میں سرسندی  
 ہی رہے۔ اور باطنی کمالات کا فیضان حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم اپنی حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آگیا۔ تو

آپ نے تمام بیٹوں کو بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ گنگوہی، سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا۔ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین و توارک دیا۔

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

**نسبتِ فردیت کا سرمایہ** | عنہ اپنے رسالہ "مبدأ و معاد" میں فرماتے ہیں کہ مجھے نسبتِ فردیت کا سرمایہ اپنے والدِ نیکو گوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مردِ خدا سے جو نہایت صاحبِ جذبہ، کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ یہاں مردِ خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں۔

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس درویشی کو عبادتِ نافذ کی توفیق حاصل تھی۔ نافذ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی۔ یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

## شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مجددوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے۔ انہیں شیخ محمد عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحق



رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں  
 شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجمیری معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ سے، انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ  
 معین الدین سجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں  
 شیخ علی دیواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے  
 انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 سے۔ انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں عبدالاحد زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 سے۔ انہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ انصاری  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔  
 یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ قادریہ چشتیہ بہروردیہ  
 نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے آنجناب کے خلفاء  
 آج تک مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کی سنت کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف  
 سنت مثلاً رقص و سماع اور توحید و جود سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ حضرت مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی شرعی امور کی مخالفت  
 کی وجہ سے مسدود ہو گئی تھی۔

اولیاء اللہ کے یہ سلسلے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود شریف کے توسط سے از سر نو

متبع شریعت ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پر کیا جائے گا۔

## حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ قدس متوکے حالات

حضرت باقی باللہ بیزنگ قدس سرہ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور ولی اللہ تھے۔ دن رات خوف خدا سے گریہ و زاری میں مشغول رہتے خواجہ باقی باللہ کابل میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے ہی بزرگی کے آثار جناب کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ آپ نے طاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ ماورالنہر کے مختلف علاقوں کی بہت سی سیاحت کی۔ اور وہاں کے علماء و مشائخ سے طاہری اور باطنی فیض کا حصہ حاصل کیا اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے۔

آپ راہِ خدا میں حد سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں اور ویرانوں اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پتھر مار کر ہٹاتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پروا نہ کرتے اور کچھڑ۔ مٹی۔ برف اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر اپنے خوانِ نعمت سے آپ کو معمور کرتے۔

خواجہ ہاشم کشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برکات الاحمدیہ میں بکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کام خواجہ بہار الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفاء کی وجہ سے سرانجام ہوا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیزنگ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اولیو،

تھے آپ کے متصل حالات آپ کا ماورالنہر، بدخشاں اور ہندوستان میں سیاحت کرنا۔  
 متاخر زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہندوستان میں اقامت پذیر ہونا۔  
 اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں تفصیلی طور پر درج ہیں۔  
 اس واسطے یہاں پر آپ کے متصل حالات نہیں لکھے گئے۔

ایک روز حضرت خواجہ بیرنگ، حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ  
 اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پھانوارہ پہنچے ہوئے تھے کہ موخر الذکر نے خواجہ بیرنگ کو  
 فرمایا کہ عزیز من عنقریب ملک ہندوستان میں حضرت سنجیدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کا نائب اتم مبعوث ہوگا۔ صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس حسیا  
 پیدا نہیں ہوا۔ اور تم ہی بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیاء کی توجہ اس کی طرف ہے  
 ہر ایک اسے اپنے سلسلہ میں لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیلے سے ان کا سلسلہ تمام  
 جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت و ارشاد کے نور  
 کی شعاعیں عرش سے فرشتوں تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی  
 یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید غالب  
 ہے کہ ہماری یہ امید برآئگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ  
 ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابقا فرمائی تھی وہ حضرت  
 ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم تک بطور امانت پہنچی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفاء کے  
 سپرد کر دی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ ممکنگی رحمۃ  
 اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہے۔ اقلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہوگا۔ پہلے  
 خواجہ ممکنگی کے پاس جاؤ اور ان سے یہ نسبت حاصل کر کے ہند کا رخ کرو۔ پھر یہ نسبت

اس عزیز کو سنبھاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصل جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پسے گئے چکا ہے)

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
**نسبت نقشبندیہ** | حسب المحکم خواجہ نقشبند خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کو بھی اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں فرمایا کہ پٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں  
 حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے  
 گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سن کر ہر دو خواجہ صاحبان چند روز خلوت  
 میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت  
 کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو  
 تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت لو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک نسل پہلو  
 ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب المحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 ہند کی تیاری میں مشغول ہوئے۔

## خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں تشریف آوری

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت القدس میں اور خواجہ ہاشم کشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں بکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب محذوم خواجگی امکانگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کی بندی کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ جب میں نے استخارہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود آکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہوگا۔ یہ خیال کرتے ہی وہ طوطا اُڑ کر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ میں نے اپنا دہن اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکانگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے۔ کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائیں گے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مدت سے تمام اولیا اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں جلدی جا کر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دامن تربیت میں آئے گا۔ اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ زمانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے۔

## حضرت باقی باللہ کی حضرت مجدد کی خواب میں ملاقات

خواجہ ہاشم کشمی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور ملا بدر الدین اپنی قوارنجوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ تم اب قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہو اور پھر اس کا علیہ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی کسی کو بھی اس صورت و شمائل کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کیئے۔ میں نے کہا شاید اس شہر کے کسی باشندے میں قطبیت کی قابلیت ہو جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام علیہ مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دنوں حضرت خواجہ بزرگ سرہند میں ولود ہوئے ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے۔

## سرزمین سرہند چراغاں ہو گئی

خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدر الدین اپنی تاریخوں

میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا کہ زمین سے لے کر عرش تک ایک مشعل روشن ہے جس سے تمام جہان منور ہو رہا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور اس ایک مشعل سے ہزار ہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کئے ہیں جس کی تمام جگہ چراغوں سے پر ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد ہی عزیز ہے جس کی خاطر تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے۔ یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے۔

خواجہ ہاشم کشمی

## حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھی رشک کے لئے

برکات الاعدیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجگی کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ جب حضرت امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم الخدمت یاروں نے دیکھا کہ حضرت خواجگی نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہم نشینی میں خلعت خلافت دے کر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے بغیرت کے بہت جھنجھلائے کہ ہم نے اتنی مدت خدمت کی اور اس جوان نے جلدی خلافت کاملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ خواجگی امکنگی نے یاروں کی شورش کی خبر سنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام سمرانجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح کر کے خلافت حاصل کی اسے ہندوستان میں ایک کارِ عظیم درپیش ہے۔ اسے اس کام کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیز کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوشان پر دال ہیں چنانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے۔

جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس عزیز کی ہر جگہ جستجو کی جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور حوالوں میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ ملا۔ آخر

جب دارالارشاد سرہند میں پہنچے جو اس عزیز کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا کہ واقعی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے اور حد سے زیادہ جستجو کی۔ لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال کیا کہ شہر دہلی جو ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ وہیں چلیں شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا۔

## حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر حج پر

حضرت خواجہ باقی باللہ سے پہلی ملاقات | حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشاق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید برہنیں آتی تھی جب اس جناب کے والد ماجد اس دنیا سے فانی سے رحلت فرما گئے تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ کر لیا۔ کسی دوسرے کو اس کی اطلاع نہ کی۔ اور تنہا اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے تو مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شروع سے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ باقی باللہ بیزننگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات اور مناقب بیان کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت شوق ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس



سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سنی تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی عزیز ہیں جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دی تھی۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وطن مالوف سے یہاں کیوں آئے ہیں۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی فرمایا۔ آپ حمہ میں الشریفین کی زیارت کو جا رہے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اچھا تین روز ٹھہریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مان لیا بعد ازاں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں لے جا کر خواجگان نقشبند کے طریقہ کے مطابق ایک نشان دیا جس سے دن بدن بلکہ آنا فانا آنجناب کو ایقان و اطمینان حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بہ ساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آسکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت، فردیت، قومیت، خلعت، طینت، اصالت، ساقی بقیۃ اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کر لیا۔

پہلے پہل حضرت مجدد الف

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ابتدائی دور میں | تانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو توجید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود انجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک روز بعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیا معتبر سمجھتے تھے۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں، مجھ پر بھی طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تمام دنیا سے اس طرح نمایاں ہوں جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی۔ بعض اوقات ساری ساری رات بخود رہنے لگا۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا: یہ ایک قسم کی فنا ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے دوسروں کے سامنے ایسی کیفیت کے ذکر سے منع فرمایا اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اس کی کیفیت خواجہ باقی باللہ سے عرض کی تو فرمایا اپنے کام میں لگے رہیں۔ بعد ازاں فنا حاصل ہوئی۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ نے پوچھا کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہیں اور متصل اور واحد کی پہچان کرتے ہو۔ میں نے عرض کی جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی رات اس قدر ہی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی کہ پہلے مجھے حق تعالیٰ کا علم حاضر حاصل ہوا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو لپیٹ لیا۔ میں نے اس نور کو حق تعالیٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے میں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیاء سے ہے۔ جو اوپر سمجھے واقع ہیں۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نقطہ کی نفی کر دینی چاہیے۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ

فقط بھی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی کہ اس مقام پر مشہود حق خود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے۔ اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج ہدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد و اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل

ہوئی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی

## مقامات سلوک میں ترقی

جسے فنا حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھی جیسے پہاڑ کے مقابلے میں رانی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار عوالم کو فردا فردا پختہ خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین یہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرے میں حق تعالیٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرے سے بھی کم تر دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیل گیا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کے باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے۔ اور اسی مقام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں تمام جہان کی مختلف صورتوں کو جیسا کہ پہلے دیکھا کرتا تھا۔ اب وہ وہی اور جیالی دکھائی دینے لگیں اور ہر ایک ذرے کو جسے میں پہلے حق تعالیٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی تغیر و تبدل کے وہی دیکھنے لگا۔ اس دید

سے بڑی حیرت ہوئی۔

فصوص الحکم کے معارف سے قلبی کیفیت درہم گئی

اسی اثناء میں فصوص

کی یہ عبارت

”وان شئت قلت الذی عالم حق شئت انه خلق وان شئت

قلت انه خلق من وجه وان شئت بالحیرت بعد التمییز

بینہما۔ جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی یاد آگئی۔ اس عبارت سے وہ

حیرت و گھبراہٹ دور ہوگئی۔ بعد ازاں یہ کیفیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت

میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے آپ میں لگے رہو۔ حتیٰ کہ موجود

اور مہیوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی۔

آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض اہم نسبتوں کی عدم تمیز

ثابت ہے۔ میں حسب اللہ شاد اپنے کام میں مشغول رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دو روز بعد

محض اپنے فضل و کرم سے مہیوم اور حقیقت کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود

حقیقی اور مہیومی میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو مہیوم دکھائی دیتے ہیں۔

وہ حق سبحانہ سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض مہیوم پایا۔ اور

خارج میں سوائے ایک ذات کی کسی اور وجود کو نہ دیکھا۔ جب یہ کیفیت حضرت

خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ ”فرق بعد از جمع“ کا مقام ہے۔ تمام اولیائے

گذشتہ و آئندہ کی کوشش اور رسائی صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام پر تمام

مشائخ نے مقام تکمیل وارثاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا۔

جو کمالات اوروں کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ

حضرت مجدد العہد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقوڑے دنوں میں حاصل ہو گئے

گلے بردند زین دہلیز نسبت بآں درگاہ والا دست بردست

حضرت قیوم اول مجدد الف

توحید و جودی کے نظریات سے رجوع

ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید و جودی کے مذکور بالا کمالات و مقالات سے تہ تیغ کر کے اور اصل اصول سے جو کمالات نبوت کا انحصار خصائص ہے اور سوائے صحابہ کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ مشرف ہوئے اور یہ کمالات سنت نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ توحید و جود انجناب نے اس سے پیشتر توحید و جودی کے بارے میں لکھا یا فرمایا تھا۔ اس سے نام ہوئے اور رجوع فرمایا۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۴ میں جو اپنے سلسلہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید و جودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے۔ جب مجھے کام کی اس حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں تشریح اور مستغفر ہوا۔ استغفر اللہ والتوب الیہ من جمیع کفر اللہ سبحانہ و تعالیٰ -

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کلام میں نے توحید و جودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے اس سے اب میں توبہ کرتا ہوں تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے مقابلہ میں توبہ بھی مشہور شدہ چاہیے۔ مقام وحدت الوجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس قدر غالب آئے کہ جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو قلم کو قط لگانا۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کٹ جاتی۔

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین

حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفا کے سرتاج تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج الدین کو حکم دے رکھا تھا کہ دوستوں کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتایا کریں لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنیٰ کر رکھا تھا وہ بذاتِ خود سنا کرتے تھے۔ ایک روز ابتداءً حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا کہ اے جوان! کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ میں نے از روئے انکار کہا کہ میرے احوال آپ کے سننے کے لائق نہیں۔ شیخ تاج نے جب مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں نے خواب دیکھا تھا۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اس پر تصرف کیا ہے۔ تو بے خود ہو کر گر پڑے ہیں۔ جب انہوں نے بہت کچھ مننت و سماجت کی تو میں نے از روئے جذبہ واقعہ مذکورہ بیان کیا۔ وہ واقعہ سن کر شیخ تاج کی حالت بدل گئی۔ اور جو حالت میں نے خواب میں دیکھی تھی اس کا اثر ظاہری طور پر شیخ تاج پر ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گزرا تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسب ذیل مضمون پر ایک خط لکھا۔

۴ ایک شخص شیخ احمد نام سرسند کا رہنے والا کثرتِ علم اور قوتِ عمل سے مالا مال چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دن آفتاب روحانیت بن کر چمکے گا۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین قائم ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکورہ کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں۔ جو سب کے سب مشائخ اور عالم ہیں۔ ان میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسرارِ الہی اور جوہرِ عالیہ

ہیں۔ عجب استعداد کے مالک ہیں۔ امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک چراغ ہوگا۔ جس سے  
 جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائیں گے۔“  
 مختصر یہ ہے کہ وہ شجرہ طیبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے نیک اور عمدہ پھول عطا کرے گا  
 اللہ تعالیٰ کے دروازے کے فقروں کے دل بھی عجب ہیں۔ قیامت تک ان کے ارشاد و  
 ہدایت کا نور منقطع نہیں ہوگا۔

## حضرت خواجہ بزرگ باقی باللہ کی نسبت معہود کا حصول

حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 امانت و لائیت کی سپردگی | اس بات کے شکر تہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کا کام  
 آسان کر دیا کہ ایسی فضیلت اور قابلیت والے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 کو آپ کی جناب میں پہنچایا۔ جو انسانیت کے انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو کامل  
 درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔  
 ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں بلایا کہ فرد امانت عطا  
 کی جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت خواجہ امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کو پہنچی۔ اور خواجہ امکنگی نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے بموجب  
 کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچا دینا (جب تک کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آنے سے پہلے حضرت مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھے تھے۔ آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس  
 ملک میں اپنے آنے کا مقصد بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

صرف تمہاری خاطر اس ملک میں بھیجا ہے کہ میں ایسا نہ ہو کوئی سبقت سے جائے اور اس گوہر کو جو امت کے بسلوں کے گوہروں کا شاہ گوہر ہے اپنا سر حلقہ بنا لے۔ اور یہ نسبت کہ میری رحلت کے دو ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا۔ اسے پہنچائے سو وہ نسبت کئی دسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلیفہ کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث ملے اسے یہ پہنچا دینا۔ وہ نسبت چند واسطوں سے مجھ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پر پا کر یہ نسبت آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو القا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے مرکز پہ آٹھرا ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پر آپ پر ہوگا۔ حضرت خواجہ نے نسبت القا کر کے فرمایا کہ میں نے سچے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک طوطا ہے جس کی چوٹی میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور خواجہ امکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل ایک ایسا عزیز رو بکار ہوگا جس سے تمہیں نعمت عظمیٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں باقی دوسرے واقعات بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دیکھے تھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بیان فرمائے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ

خلافت کے بعد پہلی بار مسزند میں تشریف آویں | بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے نسبت خاصہ نصف رجب سنہ ہجری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



کو القافر مائی پھر حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامل اجازت  
و خلافت دے کر آپ کے ہمراہ چند اپنے مقبرہ اصحاب کئے۔ اور سرسند شریف کی  
طرف رخصت فرمایا۔

ملا بدر الدین سرسندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی  
برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ  
قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں پیری نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔  
کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آہی گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ بیچ بچا ہا اور  
سمرقند سے لاکر ہندوستان کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی  
وقت تک ہوتی ہے جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہو لیں۔ چونکہ اب ہم ان کے  
کام سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہم مشیخت سے کنارہ کش ہو کر طالبوں کو ان کے سپرد  
کرتے رہیں گے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

سرسند میں روحانی تربیت کا آغاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالارشاد سرسند میں ایس

تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے تو تھوڑے

ہی عرصہ میں ہزار ہا لوگ آپ کے باطنی چشمہ سے سیراب ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ عین ارشاد

کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے لئے گوشہ تنہائی

بھی اختیار کیا۔ اس اثنا میں اور طریقے پر خواجہ صاحب سے اپنا منشاء عرض کرتے

تھے۔ جب آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوارہ کی خدمت میں ایک عرضی

لکھی جس میں ظاہر کیا کہ تجدید الف ثانی کے مقدمات و پیش قدمی تھے۔ اس واسطے چند روز قدمے تنہائی اختیار کی گئی ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ  
اولیائے امت کا تعاون | تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خواہہ باقی باللہ بزرگ  
 قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا۔ تو امت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیا میرے محدود معاون رہے۔ اور ہر ایک  
 نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ اور تربیت دی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ  
 کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور  
 قابلیت اولی کے مقامات میں جسے حقیقت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر  
 کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک  
 عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ  
 تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب  
 محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک  
 ہے اور دائرہ طہینت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے بلا ہوا  
 ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں بعض قطب افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام  
 ممتاز (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ لیکن اس مقام پر پہنچ کر  
 جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قطبیت  
 ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی  
 شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا بلا۔ اور  
 وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات  
 (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچایا۔ اور منصب فردیت سے اس فقیر کو مشرف فرمایا۔ درحقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو سائے سے ملا ہوا ہے۔ اپنے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرحوم سے ”جو خوارق عظیم میں مشہور تھے“ حاصل ہوا تھا۔ لیکن مجھے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا۔ لیکن صرف ایک وقت تک جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گزرا

۱۰ اصطلاحات صوفیہ میں فنا و بقا خصوصی مقامات ہیں۔ فنا عدم شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں درجہ استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ ایک مکمل بے خودی طاری رہتی ہے۔ یہ ہستی من رفت و خیال نہ ماند + اس کو تو بینی نہ منم بلکہ اوست۔ اس ہوش میں نہ رہنے کا بھی ہوش نہ رہے تو اسے فنا، الفناء کہتے ہیں۔ فنا سے افعالی، فنا سے صفاتی، فنا سے ذاتی۔ تمام علیحدہ علیحدہ مقامات ہیں۔ بقا جو بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہی مقام صوفیہ ہے۔ (استفادہ از سر دلبران - ذوقی)

۱۱۔ ذبیحے تصوف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ قطب عالم ترقی کر کے منصب فردیت پر پہنچتا ہے۔ فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک مشرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ تصرف اور تحقیق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار علی الدوام تجلی ذات صفات الہی میں ہوتا ہے۔ فرد تجلی ذات میں قطب مدار خاص ہے اور فرد انحصار اسی طرح فردانیت مقام مرتبہ اور انبساط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی۔ اولیاء اللہ تجلی افعالی، تجلی او احد اور تجلی آتالی ہوتی ہے۔ بعض مقام صحو میں اور بعض مقام سکریں ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حروف ب سے ماورا ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت ان تمام مقامات سے برتر ہوتے ہیں۔

تھا۔ لیکن اس مقام سے گذرنے پر اہم مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہوتے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں۔ اور آپ میں خود بخود پائے جلتے ہیں عزیز من! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے

مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "عن  
سیرین اللہ باللہ" کے مقام

اللہ باللہ ہے۔ دوسرے سلسلوں کا شاخ  
کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقررہ حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ  
نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعد  
ازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔

اس سے بھی نیچے لائے۔ اس کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے جسے مقام جامع بھی کہتے ہیں  
اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔

اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی۔ عروج واقع ہوا۔ اس موقع پر اصل کو بھی  
سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب پر جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے  
مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک  
کا حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء  
و اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔  
اس کا عشر عشر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہو گا۔ چنانچہ آنجناب ایک  
مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ  
ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد "جو نسبت فرودیت کا جامع ہوتا ہے"  
عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اسی کے نور

عروج دراصل سیر الی اللہ ہے۔

ظہور سے عالم ظلماتی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور سارے جہان پر  
 یسماں ہوتا ہے۔ محیط سے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے  
 ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا  
 ہے وہ حق تعالیٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص قطب ارشاد  
 سے واقف نہیں۔ اور ذکر الہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔  
 اور اس کی قطبیت کا قائل و مقرر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے  
 قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچے گا۔ قطب ارشاد کا نور تمام  
 جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت

۱۔ مفارقت تصوف میں قطب ارشاد کی اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لئے بڑی اہم چیز ہے۔  
 صوفیاء اسلام نے اگرچہ اس کی تشریح میں بڑا مواد بہم پہنچایا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے  
 مکتوبات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔

ہر زمانہ میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ساری دنیا میں بیک وقت بڑا قطب ایک  
 ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں یا قطب ارشاد  
 کہا جاتا ہے۔ عالم سفلی اور علوی اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور سارا عالم اس کے فیض و برکت سے قائم  
 رہتا ہے۔ اگر قطب ارشاد کا وجود ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد حق تعالیٰ  
 سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ کسی بڑے  
 شہر میں سکونت اختیار کرتا ہے۔ بڑی عمر پاتا ہے۔ نور خاصہ مصطفویٰ کے طفیل اس کی نگاہیں ہر چیز پر ہوتی  
 وہ سوتے جاگتے کارخانہ کائنات کی نگرانی کرتا ہے۔ اقطاب کی ترقی، تنزلی اور تقرری اس کے ہاتھ میں  
 ہوتی ہے۔ ولی کی تقرری و محزولی اسی کے اختیار میں ہے۔ خود ولایت شمس رکھتا ہے مگر دوسروں کو  
 ولایت قمری میں رکھتا ہے۔ قطب ارشاد منظر تجلی اسم رحمان ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے اور قطب ارشاد بھی اسی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک دریاچہ کھل جاتا ہے جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے۔ خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے منصب فرودیت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرود کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دونوں منصب ارشاد اور فرود ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص نور علی نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کو خلعت مجددیت سے نلایا گیا

حضرت سلطان الاولیاء قیوم رابع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تسبیح الف ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات، تجلیات، ظہورات، احوال و معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے۔ اور وحدت الوجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر

رہتے تھے، وہ فرادیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام محبوبیت پر پہنچ جاتا ہے۔ اہل اللہ میں اس کا نام عبد اللہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ تمام قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں قطب عباد، قطب زیاد، قطب عرفا، قطب متوکلان تمام کے تمام قطب ارشاد کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

(استفادہ از سر دلیراں)

آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے۔ مفقود ہوتے گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت الوجود کے متعلق ہیں وہ ولایت صغریٰ میں ہیں جو عام اولیاء کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت علیا۔ جو علی الترتیب ولایت انبیاء اور ولایت ملائکہ ہیں۔ اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ۔ جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ نیزینہ شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح و قایہ۔ ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں۔ منکشف ہو جاتے ہیں۔ حضرات انبیاء اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف اور خاص المناص کمالات دراصل وہی علوم و معارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوئی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے۔

جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء نے کیا ہے جیسے

**ولایت اور نبوت کا مقام** | وحدت الوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سنا۔ یہ

انبیاء کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں سے ہیں۔ جو ولایت انبیاء کا ناطق ظلال ہے۔ جن کی رائے ہے۔ ”الولایۃ افضل من النبوة“ کہ ولایت نبوت سے افضل ہے، اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے تفضیل ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ کر حق تعالیٰ کا رخ کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالیٰ سے منہ موڑ کر خلقت کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وہ اس سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ وہی کا رد الی الحق ہوتا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامن گیر ہے۔ اس واسطے نزول ہی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی کما حقہ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس

کے نبوت کا عروج ذات تک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے اور ہدایت اور ارشاد بھی بوجہ احسن کر سکتا ہے۔ یہ مخلوق ولایت اور نبوت اس قسم کی نبو اکرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی تو حق تعالیٰ کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا۔ ادنیٰ مقام کو اصلی مقام پر کیونکہ ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مقام پر انبیاء کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا جہاں کسی نبی کی تعریف کی ہے نبوت سے کی ہے نہ کہ ولایت سے۔ جابجا پروردگار نے انبیاء کی تعریف میں "وَكَانَ مَرْسُوكًا نَبِيًّا" فرمایا ہے۔

صوفیائے متقدمین نے جو

وحدت الوجود علوم معارف انبیاء نہیں فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف

ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت الوجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الخاص علوم معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزار ہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے غار آتی ہے۔ اگر یہ علوم و معارف انبیاء کے ہوتے تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت الوجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سنتے۔ کیونکہ انبیاء کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ خواہ اس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں۔ پھر ان کے سوا اور کون ہے جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کئے اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں انبیاء کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کا کلام غیر غیرتیت، عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید۔ اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر وال ہے۔ نہ حلت پر۔ وحدت الوجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہہ دینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید و عبودیت اور سماع و



نغمہ کے متعلق ہیں۔ وہ انبیاء کے علوم سے نہیں بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہی

۱۔ فلسفہ وحدت الوجود امت محمدیہ کے اکثر علماء و مشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی خانوادے اسی نظریہ کے مؤید رہے ہیں خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی گراں قدر کتابیں لکھی گئیں ہیں سلسلہ نقشبندیہ جس کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی ہیں، کے بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ مگر جس دور میں حضرت مجدد نے برصغیر میں اچائے دین اور تجدید امت کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت بہت سے صوفیائے خام نے وحدت الوجود کی آڑ میں اتحاد و علول، بھگتی تکریک، حق و باطل کی یکجہتی، کفر و اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اہم مسئلہ قرار دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (سمہ اوست) کو اصلی انداز میں پیش کیا تھا مگر اکبری دور کے گمراہ صوفیوں نے "حلول و اتحاد" کی ہزاروں گمراہیوں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیان بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے۔ زمین بھی خدا، آسمان بھی خدا، شجر و حجر۔ نباتات و جمادات، نور و ظلمت، خیر و شر، کفر و اسلام، فحش و عیب، ہر چیز خدا ہی خدا ہے۔ حضرت مجدد نے ان گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور سمہ اوست کے نظریہ کی غلط تفسیر کر رہے ہیں۔ آپ نے ان گمراہیوں کی رد کو روکنے کے لئے وحدت الشہود کی دیوار کھڑی کی جسے اہل علم نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص و سرود، سماع و نغمہ، کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی اصل دین قرار دیا۔

(مرتب)

تھیں۔ ہاں یہ ولایت اولیا میں داخل ہے۔ جو ولایت انبیاء کی ظل ظلال ہے۔ کمالات نبوت ولایت سے ہزار ہا درجہ اوپر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم و معارف کی کمالات از سر نو تازہ ہوں۔ جو ذات کے متعلق ہیں۔ انسانی تاریخ میں ہر ہزار سال کے بعد ایک پیغمبر الودیع صاحب شریعت جدید پیدا ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں تسخیر و تبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں اس واسطے ضروری تھا کہ اس امت میں کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو اس دین کو از سر نو تازہ کرے۔ زمینت بخشے اور ذات حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے۔ اور اس کے بندوں تک پہنچائے۔

## ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ تک

جب حضرت قیوم اول  
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے ولایت صغریٰ سے متقی کر کے ولایت کبریٰ و ولایت علیا اور کمالات نبوت  
حاصل کئے جو صحابہ اور تابعین کے بعد اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے تھے  
حتیٰ کہ ولایت کبریٰ تک کوئی نہ پہنچا۔ چہ جائیکہ ولایت علیا اور کمالات نبوت حاصل کرتے  
انجناب پر علوم معارف شرعیہ جو معارف انبیاء ہیں ظاہر ہونے لگے۔ جب کمالات  
نبوت بدرجہ اتم حاصل ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الف ثانی  
کی خلعت حضرت مجدد کو عنایت فرمائی۔

حدیث میں آیا ہے کہ ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوا کرے گا اور جو حدیث حضور صلی

لے سنن ابوداؤد میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ان الفاظ میں  
موجود ہے۔ ان ائمتنا بیعت لہنہ الامت علی راس کل مائتہ سنۃ من یجدد لہا دینا  
اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے لئے ہر سو سال کے اختتام پر ایک ایسا شخص مبعوث فرمائے گا جو دین اسلام

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ وہ بھی اسی مقصد پر صادق آتی ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام یکے بعد دیگرے ایک ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہونا تھا۔ جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کا قائم مقام ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲ سے آگے کی تجدید کرے گا۔ اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ حاکم نے مستدرک میں، طبرانی نے اوسط میں اور ملا علی قاری نے مجمع الباری نے شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو حدیث صحیح کہہ کر درج کیا ہے۔ کثیرالعمال میں بیہقی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ ابو نعیم نے بھی حدیث الاولیاء میں ابن عدی نے کامل میں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ترقات الصعود میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے رسالہ میں، اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ محدثین حدیث اور شارحین احادیث نے اس حدیث کے ضمن میں ان مجددین کے اسماء گرامی بھی لکھے ہیں جو ہر صدی میں اختتام پر آتے رہے اور تجدید دینی امت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان حضرات نے ایسے مجدد کے اوصاف علمی مقام، عادات و شمائل اور فرائض کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ بخاری صاحب مجموعہ قادی نے حافظ سیوطی و سات۔ افادۃ الافہام کے حوالے سے سابقہ صدیوں کے مجددین کے یہ نام لکھے ہیں۔

۱۔ عمر بن عبدالعزیز (۲) امام شافعی (۳) قاضی ابن شریح (۴) ابو بکر یاققلانی (۵) امام غزالی (۶) امام فخر الدین رازی (۷) تقی الدین ابن دقیق ماکھی (۸) زین الدین عراقی (۹) جلال الدین سیوطی۔  
(۱۰) شہاب الدین رملی رحمہم اللہ علیہم۔

گیارہویں صدی کے آخر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی روز روشن کی طرح نظر آتا ہے اور اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ متاخرین نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی اور اور علماء اہل سنت نے حضرت مجددانہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا ہے۔ (مرتب)

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام ملائکہ مقررہ اور تمام اولیائے امت سمیت تشریف فرما ہوئے۔ خود دست مبارک سے ایک نہایت شاندار خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ اور گویا وہ محض نور تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب ام مقرر کیا ہے۔ چنانچہ امت کا دینی دنیاوی تمام کارخانہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ آئندہ دینی اور دنیاوی مثلاً فیض، رشد، ہدایت، ایمان، رزق، روزی، عمر، شفا، مرض وغیرہ جو ہوں گے تمہاری وساطت سے ہوں گے۔ جو قرب و منزلت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت سے پہنچائی وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی اور نہ آئندہ کرے گا۔

گوئے عارفان رازمیدان ربودہ

تجدید الف راتوا سزا وار بودہ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امدہ ہمارے سپرد تھے وہ سب تمہارے سپرد کر دیئے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں ہماری امت کے خیر گیر رہنا۔ علاوہ انہیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے اوراق میں آنجناب کا اسم شریف خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ کو وہیہ کو حکم دیا۔ کہ زمین و آسمان میں منادی کر دو کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے۔ اور ان کا نام دیوان قدس میں "مجدد الف ثانی" لکھا ہے۔ تمام مخلوق کو مطلع کر دو۔ کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے اور جو تجدید وغیرہ کے کمالات کو جن

سے وہ دوسرے اولیاء سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کرے گا تو اس پر غضب الہی نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**اتباع شریعت محمدیہ کا اعلان** کے کمالات کو ماضی، حال اور آئندہ کے تمام

اولیاء نے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیروں پر حضرت باقی باللہ نیزنگ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آنجناب کے کمال کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور آکر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔ تمام مخلوقات انبیاء و رسل معصیہ ملامتہ در تمام اولیاء سے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دی اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء سے امت سے آپ کو افضل تسلیم کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے پیرو ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا مظاہرہ کرنا۔ کیونکہ معدودے چند ان کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزار ہا اشخاص ان کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے۔ صرف ان کے اقوال و افعال پسند کر کے ان پر عمل کرتے ہیں اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیاء کے لئے وحدت وجودی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعویٰ کرے گا۔ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ سالکوں کو بھی سماع و غنیمت سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا ترکب ہوگا گمراہ ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آداب نبوت بجا لاکر اپنے جیہ مبارک کو آستان رسالت کی خاک پر ملا۔

مجدد صد سالہ وہ شخص ہے کہ تو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو اسی کے طفیل سے ہو۔ اس تو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث، قطب، ولی وغیرہ ہوں گے ان کے تمام منصب سب اسی مجدد کے فیض کے محتاج ہوں گے۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں وہی فرق ہے جو تو اور تہذیبوں میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزاروں زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی شمع کے کیا گیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی کے بعد بیعت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا مالک و رجمان موجودہ مجدد الف ہے۔ چنانچہ معنی نہیں ہے کہ جو علماء ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات، صفات، افعال، احوال، مواجید، تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ یہی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے بلند درجہ ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ان علوم سے وہ نسبت ہے جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقالات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ مکتوب

۱۷ حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی کارنامے کی تفصیل بڑھنیر کی اسلامی تاریخ پر لکھی جانے والی کتابلا میں جا بجا ملتی ہے۔ خصوصاً حضرت مجدد کے خلفاء سلسلہ مجددیہ کے علماء و مشائخ نے اور پاک ہند کی تہذیبی اور دینی حقیقت پر لکھنے والے حضرات نے بھرپور مدد شنی ڈالی ہے۔ آپ نے جس وہ میں احیائے دین کا ذمہ داری سنبھالی تھی وہ جلال الدین اکبر کے ملحدانہ نظریات کا گہوارہ تھا۔ اس وقت عالم اسلام ہزاروں

میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے۔ تھریر فرماتے ہیں بیٹا اب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۷ سے آگے قسم کی مگر ایسوں اور بدعتوں کے طوفانوں کی زد میں تھا۔ اکبری ملاؤں نے ملا  
 مبارک کی تحریک پر دربار میں ایک محضر نامہ پیش کیا جس میں اسلام کی حاکمیت کی بجائے اکبر بادشاہ کو عقل  
 کل، عادل مطلق، اور مجتہد اعظم قرار دے دیا گیا۔ وہ طاقت اور مذہب کا سرچشمہ بن گیا۔ اس محضر نامہ کی  
 تیاری اور تسوید پر تو ملا مبارک کے بیٹے ابوالفضل اور فیضی تھے۔ مگر اس کے مؤیدین میں ان علماء کرام (جنہیں  
 حضرت مجدد الف ثانی علماء سور کا نام دیتے ہیں) کے نام بھی سامنے آتے ہیں جو اللہ کے خوف سے بے  
 نیات ہو کر جلال الدین اکبری کی بدعات کے سامنے سرسجود ہو گئے۔ یہ محضر نامہ ملکی قوانین بن گیا۔ اور برصغیر  
 کا بچہ بچہ بلا امتیاز مذہب و ملت اس "آئین اکبری" کے سامنے تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اسلام  
 کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ کفر والی حرکات قوت بننے لگیں۔ ہندو انہ دعوات دربار اور رعایا میں مقبول  
 ہونے لگیں۔ علماء کا تمسخر اڑایا جانے لگا۔ اسلامی عقائد پر پابندی لگ گئی۔ اور الحاد و بے دینی ننگی  
 ہو کر ناچنے لگی۔ ملا عبدالقادر بدایونی ایک ایسا حق گو مورخ ہے جس نے اکبری دربار کی ان غیر اسلامی  
 حرکات کو سب سے پہلے طشت از بام کیا۔ اور اپنی کتاب منتخب التواریخ کے صفحات کو ان ملحدانہ  
 خیانتوں کا ترجمان بنایا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر دربار میں مجتہدین اسلام جن میں امام غزالی، شمس اللامہ حلوانی،  
 امام ابوحنیفہ اور دوسرے حضرات کے اقوال پیش کئے جاتے تو ابوالفضل جھٹ بول اٹھتا کہ فلاں حلوانی  
 فلاں کفش دوز، فلاں چڑے والے کا قول دربار میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اکبر تائید کرتا "درست ہے"  
 دربار کی یہ حالت ایڑانی اور عراقی شیعوں نے سنی جو جوق در جوق ہندوستان پہنچنا شروع ہو گئے صحابہ کے  
 کارناموں کو مسخ کیا جانے لگا۔ خلفائے ثلاثہ، فدک، صفین وغیرہ کا ذکر اکبری زبان سے ایسے غلیظ انداز  
 میں ہوتا کہ اہل ایمان کی رچھیں کانپ جائیں۔ اسلامی عقائد، شر و نشر، قیامت، دیدار الہی، جنت و دوزخ  
 وغیرہ اسلام کے عقائد دربار کے ان مسخرے علماء و امراء کے سامنے بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے۔ اکبر  
 دربار میں بیٹھے بیٹھے حضور نبی کریم کے واقف معراج پر گفتگو کرتا تو کہتا کہ دیکھو میں بادشاہ ہو کر ایک

وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان پر بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ پیغمبر الوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے۔ اور نئی شریعت دلایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ خاتم الانبیاء جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علماء، کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ اینبار کے وجود سے صرف اولیاء کے وجود پر انکفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے جو شریعت کو زندہ رکھتا ہے خصوصاً تو سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی الوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن اس زمانے میں ایک عالم، عارف، مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے۔ گذشتہ امتوں کے

دبقیہ حاشیہ صفحہ باقی سے آگے) ٹانگ لٹھاؤں۔ پھر دوسری اٹھاؤں تو زمین پر گر جاتا ہوں۔ بعد عرب کا ایک پیغمبر کس طرح آسمان پر جاسکتا ہے اور عقل کیسے مان سکتی ہے۔ معاملہ یہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تو اسلامی فتوحات، غزوات اور بہادرانہ کارناموں کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اکبر کی بے دینی کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد مصطفیٰ، احمد یا مجتبیٰ آتا۔ انہیں خالی نام رکھنے پر مجبور کیا گیا۔ علیہ سو اپنی کتابوں میں حضور کی تعریف اور صحابہ کے مناقب لکھنے سے دست کش ہو گئے۔ ہندو مصنفین اور ہندو نواز مسلمان مؤلفین حضور کی ذات اقدس پر لٹرا من لکھنے لگے۔ دیباہ میں نماز پڑھنا جرم قرار دیا گیا۔ مسجد کی اذانوں کی آوازوں پر پابندی لگا دی گئی۔ نماز روزہ، حج ساقط قرار دیئے گئے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدم آگے بڑھائے۔ اور نعرہ حق بلند کیا۔ یہ تھا وہ ماحول جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجدیدی کارنامے موثر ثابت ہوئے اور یہ تھے وہ طوفان جن کے مقابلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوہ گراں بن کر کھڑے ہوئے۔ (مرتبے)



کسی اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالات جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”اولہم خیرا ثم آخرہم خیر“

پہلے اچھے ہیں اور آخری۔ لیکن ”اولہم اوسطہم“ پہلے یا پیچ کے نہیں فرمائے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دونوں اچھے ہیں۔ درمیان میدا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ لغزش ہے لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبتاً قلیل ہے لیکن ہے بلحاظ کمیت و کیفیت بہت اعلیٰ درجہ کی لیکن سابقین سے مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”السلام بدع غریباً وسیعود کما بدافطوباً للغریباً“

اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور غمگین ایسا ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے بعد مختلف معاملات میں پتہ تبدیلی ہو جاتی ہے چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں رہی اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں ظاہر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمدی علیہ الصلوٰۃ

ہیں سے فیض روح القدس اربا زمد و فرماید

دیگر اہم ہکنند آنچه مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھا نہیں جاسکا۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو جانچیں اور احوال کی صحت و سقم کو دیکھیں تو وہ شرعی امور کے مطابق ہیں یا مخالف اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے ایسا کرنے سے شاید اصل حقیقت سے واقف ہو کر ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔ شاید آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے سامنے ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔ اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں خصوصاً مکتوبات میں سلسلہ مجددیہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اصلی غرض نعمت حق کی اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے نہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دینا۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا۔ چہ جائیکہ اکابر کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے۔ ۵

دلے چوں شہ مرا برداشت از خاک      سزو گر بگذرانم سر بر افلاک

من آن خاکم کہ ابرو نو بہاری      کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بر وید از تن صد زبانی      چو سوسن شکر لطفش کے تو انم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا

نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول سن ۱۰۱۰ ہجری کو ہوا۔ شمسی جمادی الثانی کے

مطابق سورج حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق

تشریح کی دسویں تاریخ تھی۔

## اللہ تعالیٰ

### حضرت مجدد الف ثانیؑ کو خلعتِ قیومیت عطا فرماتا ہے

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ مراقبہ میں آنجناب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی۔ اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پیغمبر الوالعزم کو عنایت کرتا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضرت سید

**سید الانبیاء اپنے ہاتھ سے دستارِ قیومیت پہناتے ہیں** | المرسلین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی اور منصبِ قیومیت کی مبارکبادی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اول ہیں۔



قیوم بمنزلہ جوہر اور  
قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہے | ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی

جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے۔ اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات مہربوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے۔ اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ المحل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبضہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء سے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا۔ جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعدد بھی مرتد ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔

جواہر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے  
لعل نایاب | تیار ہو کر نکلتا ہے اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر و نایاب  
 ہوتا ہے۔ گوہروں کا بادشاہ ہوتا ہے جو جہان بھر کے لعل و جوہر لے لیتا ہوتا ہے۔ اور

ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت  
قیوم اول الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت  
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ  
حضرت مجدد الف ثانی کا حسب اور نسب  
تعالیٰ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

جب آفتاب رسالت پناہ نے ان دو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال تک  
کمالت نبوت اور انوار رسالت، فیضان قیومیت کی تربیت اولیوں کی طرح پہاڑوں  
کے کانوں پر چمکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی۔ اور کھیتی اپنے اختتام  
کو پہنچی تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اول خاتم المرسلین صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل ظاہر ہوئے۔

چو خورشید رسالت شد ہویدا	بہ زیر سایہ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں نورشن رجبین	اشارت می کنم از ہر دو شیخین
بہا اور انباشد در بدخشاں	بود روشن بہ رنگ لعل رخشاں
انلں چوں الف ثانی شد مجدو	بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست	دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمین می گشت معدوم	بعالم گر نبودے بمجوقیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است	چنین دائم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض جاودانہ	بود تا ایں زمین و تا زمانہ !

قیومیت کی ضروری  
قیومیت کی طینت اصالت بیدالرسل سے ہے | شرط طینت اور اصالت  
 ہے یعنی جو شخص قیوم ہے۔ اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب  
 قیومیت ستر سالہ میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر کئے  
 سات ہزار تہہ سال گذر چکے تھے۔ اور زمین و آسمان کو پیدا ہونے سے دو ارب بتیس کروڑ  
 نانوے لاکھ تہہ سال ہو چکے تھے۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب  
 کہ حساب شمسی پندرہں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیامع تھی۔ آنحضرت  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے۔

## طینتِ اصالتِ محبوبیت ذاتی حق تعالیٰ نے اپنے کمالِ فضلِ قیومِ اولِ مجدد الف ثانی کو عنایت کیے تھے

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے  
 رسالت کا درجہ طینت سے اعلیٰ ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ اور  
 ارفع ہے۔ محبوبیت بھی کسی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی، صفاتی، ذاتی، افعالی محبوبیت امت  
 محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر اولیاء کو حاصل ہے جو مستثنیٰ ہیں۔ صفاتی  
 محبوبیت انبیاء کو حاصل ہے اور ذاتی محبوبیت حضرت ختم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا گیا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

**حضرت مجدد کا بدن حضور نبی کریم کے بقعہ خمیر سے بنایا گیا تھا** | ایک رات

اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے بعد دعائیں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جن کی تاب آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ بدن حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت طینتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات حصہ اول کے مکتوب بانوے میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جناب سرور دین و دنیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک سعادت مند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث۔ پھر قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت ہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسیٰ



علیہ السلام کی طینت سے ہے۔“

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ”جب محفل عالی یعنی محفل انبیاء  
مقام اصالت کرام میں پہنچے تو وہاں اتنی بھیر تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی  
وہاں پر صرف انبیاء ہی تھے جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔  
انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کر دیں جب جگہ ملی تو میں معہ اپنے فرزند محمد معصوم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ گیا۔ یہ مقام اصالت ہے جو حق تعالیٰ نے انبیاء کو عنایت  
کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں  
کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا ہے۔ ان فرزندوں سے  
مراد قیوم ثلاثہ ہیں۔“

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی

اہل طینت محمدی کا مقام [دی جیے کوچی اونچا سا چوترہا ہو۔ جو سوائے انبیاء

کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چوترے کے چارہ زینے تھے۔ اور ہر ایک زینے میں  
ایک اکابر دین میں سے جلوہ فرما تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت  
قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس  
چوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چوترہ کے دائیں طرف وہ انبیاء تھے جن کا ذکر قرآن  
شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیاء میں جگہ دی گئی۔ جو سر زمین ہند میں مبعوث ہوئے۔  
نیز فرمایا کہ انبیاء کا لباس ہماری نسبت اعلیٰ درجے کا تھا۔ جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام  
حاضرین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں  
پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند  
بیٹھیں گے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعت ہیں۔“

اس جو پترے کے نیچے مقام ضمینت ہے اس میں بھی چاہا

## مقام ضمینت

ازینے ہیں۔ اور یہ شکل میں مربع ہے۔ انبیاء کے چوتھے بھی چاہا  
ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرسہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع  
حقیقت صلوٰۃ کا انتہائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت قیوم اول اور قیوم ثانی  
کو حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے  
علاوہ ہے۔ بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شرف فرمایا  
یہ وہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا  
نبی مرسل۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک  
مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہوتا ہے۔

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور اتباع کے طور  
پر ہے۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے یا نبی کے مساوی ہو گیا ہے۔ منصب  
نبوت کو حاصل کر لیا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لیا اور بات ہے۔ حضرت  
سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی اور تابعدار خواہ مقامات الہی کے انتہائی  
مقام تک پہنچ جائے پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیاء طفیل سے بری ہیں۔ تبعیت کا ان  
میں نشان تک نہیں۔ محض متبوع ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکر موارعتکم النخلہ فانہا خلقت من  
طینت اذہ علیہ السلاہ یعنی چھوپی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی طینت  
سے بنائی گئی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے اور قالب  
مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ ٹی پینچ رہی۔ تو حکم الہی سے اس کو کھجور  
کا درخت بنایا گیا۔ یہی وہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر تروتازہ نہیں ہوتا

جس طرح انسان کا سرکٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔

جب کہ کچھور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ پھر ایک درخت کو طینت آدم پر تسلیم کرنے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے تخلیق کرنے پر معترض کیوں ہیں۔

جن دنوں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مقامات و کمالات مثلاً تجدید الفطینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو جس طرح میرے بیٹے قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کئے ہیں اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دیئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد ہوئی کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیے تھا۔ جو تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اللہ العزیز کے قلم مقام ہو۔ تم سے میرے بچے کو از سر نو تروتا نہ گی ہوگی۔ زینت نصیب ہوگی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہوں گے اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومتیت طینت اصالت بطریق ورثہ پدری نصیب ہوں گے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پر ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے لئے سے منور ہو اور دین اسلام کو از سر نو رونق ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسم اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھائی ہے۔ جو حق تعالیٰ  
 نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت قیوم اولیٰ کو  
 بغل میں لیا۔ اور اندازہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزند ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام  
 کہہ رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بیٹا یہ کام تم بھی کرو۔ اور جو حدیث شریف ہمارے سردار  
 ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا  
 ”اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔“ ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو جو انبیاء الوالعمزم سے ہوتا آیا ہے چنانچہ  
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور پذیر ہوا۔ یعنی  
 جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تروتازگی نصیب ہوئی۔ اور  
 بدعت اور گمراہی زائل ہو گئی۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

# حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کو تاج قیومیت

## اور خطاب "خزینۃ الرحمت" ملے

ہم ناظرین کی خدمت میں اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض مواعظ کی وجہ سے زیارت بے سرنہ ہو سکی۔ اس سال آپ کے دل میں وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک دن اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ انسان فرشتے جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجناب نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں منعکس کر دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنجناب کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ امین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام علائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتہ غیب نے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے جو ثواب ان تمام مسجدوں

میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس اچھ ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا تھا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آجکل وہ صُفہ عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجناب کا روضہ مبارک اسی صُفہ کے شمال کی طرف ہے۔ اس صُفہ اور روضہ مبارک کے درمیان قریباً چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

## خزینۃ الرحمت کا خطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمة" کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور آپ کو رحمت کاملہ کا خزانہ عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں آسمان سے لا انتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور اس قدر خوب صورت ہیں کہ آنکھیں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کی فرمانبرداری کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سو خزانہ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجناب نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا آپ کی مہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خازن الرحمت فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ

سے بچانا۔ پطراط پر سے آسانی سے گزارنا۔ بڑے اعمال کا حساب۔ میسزان  
 :غیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق نہیں۔ سب قیوم ثانی بمعصوم زمانی حضرت  
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف  
 کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۳۱۱ میں جو حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

ہائے دو چشمی است مربی ما      بچو الف ربّ حبیب خدا  
 میم ز کلیم کلیم آگہ است      لام مربی خلیل اللہ است

س میں ہائے دو چشمی کا اشارہ رحمت الہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم  
 ذیل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے  
 ہیں۔ لیکن اس دو چشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم  
 بلند مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے  
 رے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چشمی کے کمالات کی تفصیل کا  
 نوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے اجتہادی کارنامے

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اوائل حال میں جناب سفینہ صبر اعلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس روز سے علم ظاہری میں میری رائے زوالی ہے لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حقیقہ ماترید یہ کی ہے۔

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
**حضرت امام ابوحنیفہ کی تقلید** | اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دو حصے ہی معلوم ہوتا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک حصہ۔ اگرچہ آپ کے نزدیک دونوں مذاہب قابل عمل لائق تقلید تھے مگر آپ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
**حضرت مجدد کا اجتہاد** |

اسی جلد میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے استادوں



اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے ذہن نے مجھ پر اثر کیا اور اس نور کی فضا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں کو لے کر تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ پر اثر کیا اگر آنجناب کے اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونوں کے موافق نہ ہو تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

انحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر

**حضرت مجدد کے اجتہادی کارنامے** | مسائل بہت ہیں جن کو آپ سے بیشتر کسی

مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

اول متکلمین کی رائے "شاہق الجبل" یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ خدا شناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کافر مطلق ہیں۔ اور خود ابو المنصور کی بھی یہی رائے ہے اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفِيْ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَخْفِيْ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمْنَّ يَسْتَاْعْمُرُج "بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بچھتے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا" چنانچہ ماتریدی کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہو گا۔

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابو الحسن الشعمری کی رائے ہے کہ "شاہق الجبل" جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

کہ ”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا“ یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔“

اب یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشیں گے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے عذاب نہیں دیں گے۔ دونوں مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے۔

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں تو داخل کر لیا جائے لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر عذاب دے دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چو پاؤں کی طرح خاک کر دیا جائیگا۔

آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیاء کی خدمت میں پیش کی تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ اسی طرح آنجناب دلہلہ کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ محصوم محض ہیں اور معذور ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد یہ بکثرت ہیں۔ یہاں پر لفظ ”مشتے نمونہ از خروارے“ صرف انہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہاد یہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک ”بہر سہ جلدہ مکتوبات و ہفت رسائل“ کا مطالعہ کرے۔

ملا عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سُننے تھے

اسی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں ان یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ دیا۔

خواجہ ہاشم کشمی

## حضرت مجدد الف ثانی کا حضرت باقی باللہ کی نگاہ میں مقام

”برکات الاحمدیہ“ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الہی کا احسری درجہ غایت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرحد میں تشریف لائیں گے تو ان سے تمہارے واسطے التماس کی جائے گی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھیڑے ہر صدمہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دیں گے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائے گا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گزشتہ اور آئندہ اولیاء کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرا یا کرتے تھے۔ جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب سے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا درج کرتے ہیں۔

”ارشاد کی سند زیادہ وسیع اور

## حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب

منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اسے خواجہ برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے اہل نظر و محبت کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ

یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پایے کا ہے۔ میری دلی منتاً یہ ہے کہ آپ خواجہ احرار کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ادواح ان کے متعلق تھے۔ لیکن جب حافظہ مت ہوا تو قوت حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے مترود ہوا۔ کہ اس سے کون شخص مراد تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیے تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے ان کی باتوں میں پاکیزگی جھلکتی ہے۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بحسب خلقت نہایت دربدایت "مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے۔ کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ اندر راہ ہر یانی وہاں بھی دیکھیں۔

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے اوپر کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ اندر راہ عنایت بہت ہی تفتیش کہیں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے۔

اور التماس یہ ہے کہ فنا کے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں۔ کہ آیا اس میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے بالا بالا پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنا کے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں۔

نیز خانہ جبروت "جو مقام انبیاء علیہم السلام ہے" میں بھی ایک نظر ڈالیں اس میں کوئی ایسا مقام ہوگا جو عود مذکور سے بے کشک کر دیتا ہوگا۔

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکہ لکھوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حسب مرضی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیاز مندی قبول فرمائیں۔  
حضرت خواجہ باقی باللہ

حضرت باقی باللہ اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ | عدا سب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حالات کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر مکتے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح پوچھتے ہیں جس طرح مرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں 'موقوف' جس کا ترجمہ کا (مترجم) نے لفظ میرے سے کیا ہے۔ سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں۔ جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرسند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر تمام مریدوں اور خلعنا، سمیت استقبال کے لئے آئے اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا گیا اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں سند پر بٹھایا۔ اور خود ان کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے تمام خلعنا اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر کے تاکید فرمایا کہ جو کچھ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم کریں اس پر عمل کرو۔ یہی میری خواہش ہے اور یہی میرا طہتر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قیومیت کے دوسرے سال میں

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ کا ایک اہم اقدام

حضرت باقی باللہ مرید مجدد الف ثانی کی خدمت میں | اس سال حضرت خواجہ

باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ مگر بعض احباب نے اہل بارے میں پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں ستارے بے نور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ ان میں ایک شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستشار پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں کی طرح آنجناب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اٹھتے تو ادباً اٹے پاؤں واپس آتے۔ کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے۔

شاہ سکندر کستھلی جناب غوث الاعظم کا خرقہ پیش کرتے ہیں | مجد و الف  
 جب حضرت  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے تو اسی اثنا میں شاہ سکندر کستھلی  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں  
 پیش کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا  
 ذکر اس سے پہلے آچکا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کا خرقہ بطور امانت تھا اور حکم تھا کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا  
 اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے  
 حوالے کیا اور وصیت کی کہ جب اس خرقہ کا وارث مبعوث ہو اُسے دے دینا۔ شاہ سکندر  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر رکھ دیا تھا۔ جب  
 حضرت مجد و الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تہجد اور قیومیت کی خلعت پہنی اور  
 آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 نے خواب میں شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومیت مآب کو  
 پہنچا دو۔ شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ کو دینے میں قدرے تاثر کیا۔ کہ گھر  
 کی نعمت غیر کو کیونکر دوں۔ شاہ کمال کستھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ  
 پر اے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ سکندر  
 نے دیدہ دانستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ناراض ہو کر  
 فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب  
 ہو جائے گی۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت مجد و الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ حضور صبح کی نماز کے بعد حلقہ احباب میں مراقبہ  
 کئے بیٹھے تھے کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ

عنت نے مراقبہ سے فاسخ ہو کر وہ خستہ پہنا۔ اور تادویہ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا کہ نقش بند یہ نسبت دب گئی پھر نسبت نقش بند یہ ابھری اور تادریہ نسبت منسوخ ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور نہیں یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے لڑائی کے تمام خلیفوں، مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رکاب میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقش بند بھی تمام پیروں اور اپنی طرفیہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منیت میں تشریف لائے اس مجلس میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیگز رتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ ان تمام ارواح قدسیہ نے اسی شاندار تقریب میں گفتگو فرمائی۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روکین میں ہمارے نسبت ملی۔ یعنی روکین میں شاہ کمال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان چوس کر تمام قادریہ نسبت سے بی درجیا کہہ چکے ہیں (اس لئے سب سے ہمارا حق وفاق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو علاج دے اور اس کی خدمت کرے۔ خواجہ بہاؤ الدین نقش بند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مندر نشین ہے۔ اور جو نسبت معبود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے۔ وہ اسے ہمارے وسیلے پہنچی ہے۔ اس پر ہمارا حق ہے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دیں۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ چشتیہ سے تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ و شہرنا کے مشائخ بھی تشریف لائے اور اصرار کرنے لگے کہ انہیں ہمارے سلسلہ تصوف کی ترجمانی پر لگایا جائے۔ غرضیکہ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے



تاکہ ان کے سلسلے کو رواج دیں۔

خواجہ ہاشم اور ملا بدر الدین علیہما الرحمۃ اپنی مستند ناسیخوں میں لکھتے ہیں کہ اس قدر اولیائے امت کی روحیں سرسند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر، کوچے بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پھیلے ہوئے۔ اور چاروں طرف انوار کی بارشیں ہوتی دکھائی دیتی تھیں۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مقالمات و مذاکرات ہوتے رہے۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رجوع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ لطف و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہوگا۔ اس کا اجر تمہیں بھی مل جائے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہوگا۔ کیونکہ اسے نسبت محبوب میری سنت کی اتباع کی استقامت اسی سلسلہ سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اسی سلسلہ کے سرور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ پائی جاتی ہے اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو رواج بھی ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیسے اثر میں گزاری۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ممتاز فرما دیا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منور ہو گئیں۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ

نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور مشائخ سلاسل میں چاہیں اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں اور اس سلسلہ کا فیض عام کریں لیکن ان کے بعد ان کے خلفا کو سختی سے ممانعت کر دی کہ سوائے نقشبند اور قادریہ سلسلہ کے کسی کو مرید نہ کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا حق باقی سلسلوں کی نسبت فائق ہے اگرچہ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو سلسلوں کے سوا باقی سلسلوں میں شاذ و نادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ اعمداء میں تمام سلسلے پاٹے جلتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں میں بعض بدعات بھی درآئی ہیں مثلاً وحدت اوجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سنا، لوگ عام طور پر اپنی سہولت کے لئے اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع باتیں مباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد کرنے کی اجازت پاسگیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سرسند مجددیہ سختی سے منع فرماتے ہیں کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں۔ لیکن بعض امور مثل وحدت اوجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد العرف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسبت معہود طریقہ نقشبندیہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے سلسلہ نقشبندیہ کو کثرت سے شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق اعلان کیا اور فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق ۱۰ تو کی پندرہویں

## صدر جہان اور خانِ اعظم حلقہ مشیرین میں

اسی سال سید صدر جہان اور خانِ اعظم جن کے خوابوں اور واقعات کا ذکر اس

سے یہ خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی کے عقیدت مند امراء دربار اکبری میں سے ایک تھے۔ ان کا نام خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش خان تھا۔ آپ میر شمس الدین محمد خان جو اکبر کے قریبی امراء میں سے تھے کے بیٹے تھے۔ اکبر کی پیدائش سے پہلے ہی اکبر کی والدہ نے خانِ اعظم کی والدہ کو کہہ دیا تھا کہ اگر مجھے اللہ بیادے تو تم اسے دودھ پلانا۔ چنانچہ اکبر کی پیدائش پر خانِ اعظم کی والدہ جی جی سلیم نے اکبر کو دودھ پلایا۔ اس طرح خانِ اعظم اکبر بادشاہ کے رضائی بھائی تھے۔ خانِ اعظم کی والدہ شمس الدین آنکہ شہید ہوئے تو اکبر نے ان کے اس بچے کو بڑی شفقت ہی ۹۴۹ء میں مرزا عزیز کو مرزا کوکلتاش اور خانِ اعظم کہہ کر پکارا جانے لگا۔ دربار میں پرورش پانے کی وجہ سے اکبر سے بے تکلفی بھی تھی۔ اور بعض اوقات گفتا فاتا انداز گفتگو بھی اختیار کر لیا جاتا۔ جسے اکبر خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ اگر کبھی حد سے زیادہ گفتا فاتی ہوتی تو اکبر کہتا کہ میرے اور کوکلتاش کے درمیان دودھ کی نہر جاہل ہے۔ مجھے لانا مارا ہے۔ ۹۴۸ء میں عبداللہ خان اور بیک (جو حضرت مجدد الف ثانی کا مرید تھا) کی طرف سے سفارت آئی۔ تو ان کے لئے علیحدہ تحائف ساتھ آئے۔ اکبر نے آپ کو دیپال پور کا علاقہ جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ جب اکبر حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے پاکپن شریف آیا تو کئی ہفتے خانِ اعظم کا مہمان رہا۔ خانِ اعظم نے اکبر کے تمام امراء شکر یوں اور رشتہ داروں کو گراں قدر تحائف دے کر اپنی فیاضی اور دریا دلی کا سکہ بھاڑ دیا۔ ۹۴۹ء میں اکبر نے صوبہ گجرات بھی خانِ اعظم کی جاگیر میں دے دیا۔ ۹۸۲ء

سے پیشتر موچکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رقیہ حاشیہ صفحہ سابع سے آگے) میں اکبر نے جب دین الہی کی بدعتوں اور کفریات کو ملک میں رائج کرنا شروع کیا تو امرائے دربار میں سے خانِ اعظم پہلا شخص تھا جس نے بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ اور بادشاہ کی جاری کردہ قباحتوں پر بر ملا تنقید شروع کر دی چنانچہ جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ اور خانِ اعظم کو آگرہ کے باغ جہاں آہ میں نظر بند کر دیا۔ مگر خانِ اعظم کی گردن نہ جھکی۔ ۹۸۳ھ کے آخر میں اکبر نے بہا کر کے دوبارہ جاگیر بحال کی۔ تو خانِ اعظم نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے خانِ اعظم کے بوجھ چچا قطب الدین کو منانے کے لئے کہا۔ ماں سے سفارش کرائی۔ خانِ خاناں نے زور لگایا مگر خانِ اعظم سرنگوں نہ ہوئے۔

۹۸۸ھ میں اکبر نے بڑی منت سماجت کے ساتھ خانِ اعظم کو سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ ۹۹۰ھ میں بنگال میں بغاوت ہوئی تو خانِ اعظم نے جس تدریس سے اُسے دبا دیا۔ ملک کے مختلف علاقوں میں شورشیں برپا ہوئیں تو خانِ اعظم کی تدریس اور شمشیر دونوں آگے بڑھ کر کام آئیں۔

۱۰۰۰ھ تک اکبر بادشاہ کا دربار دین اسلام اور مذہب کے خلاف ایک مرکز بن گیا تھا اسلام کی ہر چیز کا تسخر اُرایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ اکبر نے حکم دیا کہ تمام اہلِ اہل اور علماء دارِ حیاں صاف کر دیں۔ مولانا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے۔ "بگتاریش با برباد دارہ منصف چندے" خانِ اعظم اکبر بادشاہ کو عزیز بھی تھا۔ اہل بیٹوں کا ہم پایہ بھی تھا۔ مگر وہ اسلام کی محبت کی بنا پر اکبر کی کسی روت یا انعام کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ وہ سپاہی زادہ تھا۔ اور سپہ سالار تھا۔ اس نے مذہب کے خلاف اقدام کرنے والوں کو بر ملا ٹوکا۔ دربار میں بادشاہ کے چہیتے ابو الفضل اور بیربر کو لٹکلا۔ درباری فوجوں بڑے ہوشیار تھے۔ سامنے چپ رہتے۔ علیحدگی میں بادشاہ کے کان بھرتے رہتے۔ بادشاہ نے خانِ اعظم کو دربار میں طلب کیا۔ خانِ اعظم نے بڑھاپا کہا۔ میں ایسے مردود دربار میں

نے بھی ان کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے اور دونوں حضرات آپ کی خصوصی توجہ کے مرکز رہے۔

دبقیہ حاشیہ صفحہ سابق سے آگے) نہیں آتا چاہتا جہاں اسلام کی توہین ہوتی ہو۔ ابو الفضل نے اپنی لکھی دار تحریر میں فرمان شاہی بھیجے مگر خانِ اعظم نے کسی فرمان کی پرواہ نہ کی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں حج پر جانوالا ہوں اور بادشاہ کے تمام فرامین کے جواب میں ایک خط لکھا کہ دین و ملک کے بدخواہوں نے آپ کو راہِ راست سے ہٹا کر بے دین اور گمراہ کر دیا ہے۔ انہوں نے آپ کو ایسی پیٹی پڑھائی ہے کہ آپ نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ کیا آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ یا شوقِ القم کا معجزہ رونما ہوا ہے۔ چار اصحاتِ راشد آپ نے بنائے ہیں یہ لوگ حقیقت میں آپ کے بدخواہ ہیں اور خوشامد کر کے آپ کی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ حج بیت اللہ کو جا رہا ہوں آپ کے لئے خانہ کعبہ میں جا کر دعا کروں گا۔“

خانِ اعظم اپنے تمام اہل و عیال، نوکروں اور خدمت گزاروں کو لے کر جہاز میں سوار ہوئے اور دیارِ حیب میں جا پہنچے۔ مسلمان رعایا نے آپ کو بڑی شان و شوکت سے الوداع کیا۔ حمین التشریفین میں خانِ اعظم نے اپنی سخاوت سے اہل مکہ اور اہالیانِ مدینہ کی مھولیاں بھر دیں۔ ۱۱۲۰ھ میں واپس آئے تو اکبر نے دیار میں بلا کر بڑی عزت کی۔ جاگیریں سجال کیں۔ اب خانِ اعظم بہار میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بیٹوں کو بھی اکبری دربار سے جاگیریں ملیں۔

۱۱۲۰ھ میں اکبر مر گیا تو خانِ اعظم اور دوسرے مذہب پسند امراء جہانگیر کی تخت نشینی کے لئے کوشاں تھے۔ جہانگیر نے خانِ حکومت سنبھالتے ہی خانِ اعظم کے تمام اغزازات میں اضافہ کر دیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ جہانگیر نے خانِ اعظم کو دربار کے خلاف سازش کرنے اور اپنے داماد خرد کو تخت پر بٹھانے کی کوشش پر قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رہائی ملی۔ تو خانِ اعظم ۱۱۲۳ھ میں احمد آباد گجرات میں چلے گئے جہاں فوت ہو گئے۔ خانِ اعظم ایک بہادر سپاہی،

نیز اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علوشان معلوم ہوتی ہے۔

## حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی مکتوب

مکتوب : حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حق سبحانہ تعالیٰ کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچانے یا در ہے۔ یہ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سر موت نکلتی نہیں جو حقیقت ہے۔ لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گو ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہاں سے خوشبو میسر آئے۔ کیوں اس طرف نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقے آگے) ایک دین پسند امیر، اور باتدیر سپہ سالار کی حیثیت سے نام آور ہوئے۔ جہانگیری اپنی تمام بدگمانیوں کے باوجود تزلزل جہانگیری میں خان اعظم کو ہدیہ تحسین پیش کرتا ہے۔ آپ اکبری دربار کی بدعت اور جہانگیری عہد کی بے اعتدالیوں کے خلاف ہمیشہ کلمہ حق بلند کرتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی عقیدت مندوں اور تحریک اہل اسلام کے زبردست حامی تھے۔ نور اللہ مرقدہ۔ ملا بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ خان اعظم نے حج سے واپسی پر اکبر کے دین الہی کو تسلیم کر لیا تھا۔ دارمھی صاف کرادی۔ اور گمراہ لوگوں کے ساتھ مل کر اکبری دین پر گامزن ہو گئے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) (مرتب)

گر طمع خواہد ز من سلطانِ دیں خاک بر فرق قناعت بعد ازین  
ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کو منظور  
ہے اس کی ہدایت کرے اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے۔  
دوسرے ہمارا مقصد یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب فیض کیا تھا۔ اُسے  
آنجناب کی خدمت میں بھیج رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور  
ہوں گے۔ اور کامل توجہ و عنایت حاصل کریں گے۔ والسلام۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا۔  
تواضع اور انکسار کی علامت ہے چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مہینے  
بعد پھر خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پھر  
حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور وہ یہ ہے۔  
” اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود  
پر پہنچائے۔ مدت سے میں نے درگاہِ دلالت میں اپنی نیاز مندی عرض نہیں کی۔ اس کیفیت  
کو مرا نامہ بر ضرورتِ خدمتِ والا میں عرض کر دے گا۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں  
اور کیا عرض کروں کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں بکھنا بڑی جرأت کی  
بات ہے۔ اور دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بے جا معلوم ہوتی ہیں ہمیں اپنے  
حد کو مد نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا  
اشتیاق و آرزو بیان تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں۔“  
بس تشنہ و بس خرابم اے دوست در حسرت یک دم آیم اے دوست  
ہر جب کہ تر شے تو بسینم در اعطش آیم و نبشینم“  
یہ مکتوب پڑھ کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار لٹھے اور  
حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیابت کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔

## حضرت مجدد الف ثانی قیومیت کے تیسرے سال

### میں حضرت باقی اللہ بیرنگ کی خدمت میں

حضرت مجدد اپنے پیرو مشد کی نظر میں | مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنی تو پاپیادہ شہر سے باہر آئے اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔

جب حلقہ یا مجلس سے ”جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے“ اٹھتے تو اٹے پاؤں واپس آتے تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ عائبانہ سلوک کیا کرتے تھے کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور اپنے مریدوں کو بھی تلقین کرتے کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ حضرت مجدد کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر بجالایا کرتے تھے۔ یہ واقعات وہ ہیں جو خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ



اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدر الدین سرسندی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ مزید برآں ہم نے حضرت  
 قیوم اربع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سنے ہیں۔  
 خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے مرشد میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں  
 تخت پر اُوٹھ گئے۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ تن تنہا آنجناب کی زیارت  
 کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے  
 اسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیانہ کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے  
 باہر کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار  
 ہوئے اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی  
 ہے۔ یہ سن کر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچلے اور بڑے اُفتقار و  
 انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لائے اور ادباً دوزانو ہو کر سامنے  
 بیٹھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔  
 کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ تم حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور وہیں یادِ الہی میں مشغول رہو۔  
 اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی میں لگے رہو۔ بلکہ ان کے روبرو ہماری طرف بھی  
 توجہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا کہ  
 شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزاروں  
 ستارے ماند ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وآلہ وسلم میں کوئی ولی نہ آیا پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی  
 معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص بیاض سے نقل کیا ہے کہ حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں باہر ار  
عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں، لیکن خواجہ صاحب  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
**ولایت اور ولایت** نے اپنی ایک کتاب میں چارہ دائرے کھینچے اور ہر ایک

دائرہ میں انتہائی کمالات الہی درج فرمائے جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ ایک  
دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت لکھا۔ دواؤ کی زیر اور زیر سے تیسرے میں  
کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار  
مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیاء امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اول مجدد الف  
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے۔ (سب کا  
سر دار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیاء امت کے سر دار ہیں۔

ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

**اپنے مرشد پر توجہ نسبت**  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں جسمانی کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے  
ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خواہ اور خور و سال بچوں خواجہ عبد اللہ  
اور خواجہ عبید اللہ کو گود میں اٹھا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا  
کی کہ ان دونوں نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
حسب اللہ شادان مخدوم زاویں پر ایسی توجہ کی کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ السلام  
پر بھی ظاہر ہوا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ آنجناب  
کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ جلد اول کے مکتوب ۳۶۳ میں جو حضرت خواجہ صاحب  
کے فرزند کے نام لکھا ہے۔ بیان فرمایا ہے۔ آنجناب کے احوال لکھنے والوں نے بھی

بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اول مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب و انکسار سے معافی مانگی کہ کہیں ترک ادب نہ  
 ہو جائے لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہماری باطنی ترقی  
 اس وقت تک صرف وحدت الوجودی کے مقام تک آکر رک گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں جو اولیائے امت  
 میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں  
 وہ صرف انبیاء کا حصہ ہیں۔ بڑی ہی بد قسمتی ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے محروم رکھیں  
 جب حضرت خواجہ صاحب بہت دوپٹے ہوئے اور خطرہ تھا کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد  
 کے ترکب نہ ہو جائیں۔ مجبوراً حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا اور توجیہ  
 باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولیائے  
 امت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پر۔ ان کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت  
 الہی سے ان کا مقصود حاصل ہوا۔ خواجہ صاحب نے اس موقع پر اپنے مریدوں کے  
 لئے اشارتاً فرمایا ہے۔

خواجہ ملا شہرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے  
 ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی  
 "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے" زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے  
 حضرت خواجہ صاحب سے سنا جو فرماتے تھے کہ ہم حضرت شیعہ احمد رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی بھی نہ دیکھے تھے ان  
 کی توجہ نے ہمیں توحید و جود کی مقام سے اسٹھا کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر عام مجلسوں  
**عزیز متوقف** میں آشنا و بیگانہ و یار و اغیار کے رو برو فرمایا کرتے تھے

کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا  
 کہ توحید تو ایک تنگ کوچہ ہے شاہراہ سلوک تو اس سے بہت وسیع ہے۔

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں  
 ان میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے ”عزیز متوقف“ کو فلاں مقام تک پہنچا دیا  
 اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں ”عزیز متوقف“ سے مراد آنجناب  
 کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں۔

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے  
 کہ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب عرض داشت کی صورت  
 میں آیا۔ اس میں بھی عزیز ”متوقف“ کے احوال درج تھے۔ جب پڑھا گیا تو بعض  
 یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ ”عزیز متوقف“ سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت  
 خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں ہی ”عزیز متوقف“ ہوں۔  
 مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے۔ اور پھر اشارتاً عزیز متوقف  
 کہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیس عرض داشتیں حضرت خواجہ باقی باللہ  
 صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو  
 آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے۔ اس کتاب میں  
 ان کی گنجائش نہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے نصرت ہو کر دارالارشاد سرہند کی طرف لوٹ آئے۔

اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

”مرآت عالم“ اور ”مرآت جہاں نما“ میں  
**مرآة العالم اور مرآة جہاں نما** جو سلطان اورنگ زیب کے حکم سے تالیف  
 کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لے کر اورنگ زیب کی پہلی دہ سالہ حکومت  
 تک کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہاں نما میں ہوئے  
 لکھے گئے ہیں۔ علاوہ انہیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعرا، اہل حرفہ وغیرہ سبھی  
 کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے بجا لایا کرتے  
 تھے بطور عجائب روزگار درج کئے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور میں حضرت خواجہ باقی باللہ

### کی رحلت کی جانگاہ خیر سنی

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو  
 قوڑا عرصہ دارالارشاد سرمنہد میں رہ کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام ممتاز شرفا آنجناب  
 کی تشریف آوری کی خبر سن کر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت  
 تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علماء مثلاً  
 مولانا طاہر مولانا حاجی محمد، مولانا جمال تلوی رحمہم اللہ علیہم وغیرہ صبح و شام آنجناب

کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی آپ سے واقف تھے۔  
 کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے  
 رکھی تھی۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیر و مرشد سونے کے باوجود  
 مریدوں کی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بجالاتے ہیں اور  
 باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں تو ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا  
 بڑھ گیا۔ ان لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں  
 سو اللہ تعالیٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجناب کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجناب کی  
 تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت  
 خیال کر کے جمعہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین اور شاگردوں وغیرہ کے ہزارہ در ہزار مرید  
 ہو گئے۔ لاہور اور اس کے مضافات کے ہزارہا آدمی بھی آنجناب مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے۔

خواجہ ہاشم برکات اللہ علیہ "میں لکھتے ہیں کہ مولانا  
**مولانا جمال تلوی** | جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بڑا شاگرد ہے

کہنے لگا کہ ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اعتقاد سے حضرت مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اٹھ کر آپ کی نعین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے  
 لگا لیں۔ جب حضور اٹھے تو پتیا میں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار  
 گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ دونوں حضرات علم میں یکساں ہیں۔ اور وسع اور صفائی بہن  
 میں بھی مولانا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔  
 تو آگے بڑھ کر مولانا سے پوچھا کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا  
 اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا جمال تلوی علیہ الرحمۃ نے  
 فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باللہ اور "اسرارِ ملی مع اللہ سے واقف

و محرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم ان کی تواضع کرنے سے اجہر  
عظیم حاصل کر لیں۔

ایک روز مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد  
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری **وحدت وجود کا راز**  
و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیاء مسئلہ وحدت الوجود  
”جو نظامہ شرع کے بالکل خلاف ہے“ کے قائل ہیں۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے مولانا جمال تلوی کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے جن کو سن کر  
مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جس طرح  
ایک مدہوش انسان ہوتا ہے۔ زانوئے مبارک پر ہاتھ رکھ کر پوسہ دے کر نصرت ہوئے  
کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنجناب کو مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان گوہرِ فشاں سے  
کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پرو دیا۔

ندام چہ گفتی چہ انگیختی کہ گفتی و از دیدہ خوئی رنجیستی

۱۰ حضرت ملا جمال تلوی قدس سرہ اکبری دور کے ایک بلند پایہ عالم دین، ماہر تعلیم اور سالک تھے۔ لاہور  
میں میوہ ہسپتال کی توسیع عمارت کی جگہ ایک محلہ تھا۔ اسی جگہ ملا جمال تلوی کا دینی دارالعلوم تھا۔ اس میں  
علم تفسیر احادیث اور فقر و سلوک کے اساتذہ مصروف تدریس تھے۔ آپ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے ملاقات سے پہلے فلسفہ وحدت الوجود کے سخت مؤید تھے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے  
عقیدت کا یہ عالم تھا کہ زندگی کے پورے بارہ سال بلا نامہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر انوار پر حاضری  
دی اور فاتحہ خوانی کے بعد روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔ ایک بار کئی روز کھانا میسر نہ آیا تو خان خانان  
کے بلوغ کی طرف جانکلے۔ ایک توت کی شاخ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ اس موسم میں توت پر پھل کا موسم  
نہ تھا۔ درخت کے پتوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ تو ایک نورانی شکل کا بزرگ توت کھانا دکھائی دیا۔ کہنے

مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور ایک عرصہ تک اپنی خدمت میں رکھا۔ حتیٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالیٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائے گا۔

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدخشاں اور ماور النہر کے بڑے مشائخ تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی بنا تھیں

اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ملک تولان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عام تعارف ہوا اور یہ بات عام ہوئی تو وہ بڑے متعجب ہوئے۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد ہوتے ہوئے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

(بقیہ ماشیہ منورہ تھے آگے) لگا۔ جمال توت کھاؤ گے۔ کہا۔ ہاں میں بزرگ نے ایک شاخ کو بھاڑا۔ تو زمین پر توت گرنے لگے۔ جمال توتی نے خوب کھائے۔ اور بھوک جاتی رہی۔ جمال توتی کہتے ہیں۔ میں نے غم سے دیکھا تو وہ حضرت مائتغنج بخش علی جوہری تھے۔ ازاں بعد مردم از لہراء و شاگرداں بم ہدایا بی فرستند۔ حساب می کنم ہر روز پنج روپیہ شود (مرآت عالم صفحہ ۴۹)۔ مآب بدایونی لکھتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے علم علماء میں تھے۔ آپ کے درس کی دور دور تک شہرت تھی۔ آپ نے آٹھ سال سے پڑھانا شروع کیا اور ۱۰۰۴/۱۵۹۵ء تک پڑھاتے رہے۔ معقولات و منقولات کے باریک نکاتے شاگردوں کو سمجھا دیتے تھے۔ فیضی کو اپنی بے نقاط تفسیر سواطع الالہام میں مشکلات پیش آتی تو آپ حل فرما دیتے۔ مآب بدایونی نے آپ کی شان میں یہ شعر لکھا

چیت بحث علم اگر تافرق فرقد ہارود

ذکر مولانا جمال الدین مستد می رود



رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ باطنی ملی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ ان میں سے بعض اپنے وطن واپس گئے۔ انہوں نے ازراہ تعجب تجدد الف، طینت، اصالت، قیومیت اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ لینا۔ وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ امکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سُننے ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سُن کر انہیں کابل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجناب کے دیدار سے مشرف ہونے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین اٹھے اور کمرہت باندھ کر ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو اُن دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سرہند سے چلی کر لاہور میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں کسی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین قدس سرہ کے نام ہیں۔

میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روم کے  
**میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ** صحیح النیب سید اور بڑے ممتاز شیخ تھے۔ آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ سر زمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اسے اپنے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ حضرت مذکور حسب الارشاد جناب رسول خدا صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں پہنچے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ  
حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سر ہند پہنچے تو دو تین دن رہ کر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خان عبدالرحیم خان خاناں اور مرتضیٰ خاں جو حکومت کے اعلیٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو ان دنوں یہ دونوں شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد خان خاناں اور مرتضیٰ خاں دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

۱۰۔ حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیاء اسلام نے مغل دربار کے بہت سے نیک دل

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو ہوا۔ اور شہر دہلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا احساہ الدین نے تعمیر کرایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی تھی کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی گئی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا لیکن نہایت عظیمی اور نفاست کی شان جھلکتی تھی۔

عجیب تصرف یہ ہے کہ موسم

**حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار کا امتیاز** | گرمیوں میں عین دوپہر کے وقت

اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لاسکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انوار الہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحب کا مزار مبارک شہر شاہان کے عین مرکز میں ہے اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا وسیع قبرستان ہے۔ امراء اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سارے پیسے صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قیمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق سے آگے) اور اہل ایمان امراء کو متاثر کیا تھا۔ چنانچہ خوف اور لالچ کے باوجود چند امراء نے دربار نے آپ کے نظریات کی بڑھ چڑھ کر تائید کی۔ ان امراء میں شیخ فریدنجاسی، قلیچ خاں صدر جہاں، مرزا کوکہ خان عالم، خواجہ حسام الدین، عبدالرحیم خان خاناں اور مہابت خان وغیرہ تو حضرت مجدد الف ثانی کے عقیدت مند اور جان نثار مرید تھے۔ شیخ فرید نے فتنہ ارتداد دین اور بدعت دین

اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر ان کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ الہداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ تینوں حضرات خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے۔

الہی کو روکنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نے جہانگیر کی تخت نشینی میں اہم کردار ادا کیا۔ اور جہت جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا تو ان امرار نے اپنی قوت سے جہانگیر کو خلاف اسلام قوانین کے نفاذ سے روک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ (مرتب)

## حضرت مجدد الف ثانی خواجہ باقی باللہ کی تعزیت کے لئے

### دہلی تشریف لائے

حضرت خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین برکات الاحمدیہ اور حضرات القدس میں تحسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہارِ غم کے لئے دہلی تشریف لائے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے اور از سر نو آنجناب سے بیعت کی۔ اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ کیا اور قومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منقض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن بے پروا نہ صرف اتنے پر اکتفا کی بلکہ بعض تو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیومہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کی دعائیں کرنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بے جا تجاوز کرنے والوں کی نسبت سلب کر لی۔ جب پھر بھی وہ باز نہ آئے پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر سرسبز چلے گئے۔

شیخ تاج جو ایسے لوگوں کے پیش پیش تھے۔ ان

شیخ تاج کی کیفیت | کے دل میں بھی ان کی باتیں سن سن کر کچھ شک سا

آگیا تھا۔ وہ بھی اپنے وطن چلے گئے۔ اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچے تو اپنے باطن کی طرف بڑی توجہ دی لیکن باطنی احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوئے۔ جب متوجہ ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے متکبر ہو گئے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا معکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اور اس حالت میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے۔ اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیائے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھے کہ یا الہی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اور میں کب اس کا معکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔ ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر نشین حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رخ حضور کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سرور خود آپ ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ شیخ تلج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے دل میں شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا تھا۔ اب میں معافی کا خواستگار

ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کا کان پکڑ کر یہی فرمایا۔ جب شیخ تاج نے حد سے زیادہ عجز و زاری کی تو آنجناب نے شیخ تاج کی تقصیرات معاف فرمائیں۔

شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ تاج حضرت مجدد کے غلاموں میں | یہ واقعہ دیکھ کر سخت شرمساہئے

اس شبہ سے جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ان کے دل میں تھا سخت نام ہوئے۔ اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے پیر بھائیوں خصوصاً مولانا محمد قلیج کی طرف جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالائے تھے۔ اور مرزا حسام الدین کی طرف اس مضمون کا لکھا کہ تم سب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض لکھو۔ اور اس عرض میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرماویں گے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو بھی واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور ابھی تک آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے وہ مرتد ہے اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان ہے لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائے گا۔ آخری وقت میں اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائے گا۔ تم سب اپنے پیر بھائیوں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھہرے۔ اور ملا حسن جعفریگ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے

تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یار  
لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا۔ معاملہ کی  
حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو انجناب  
کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ  
ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ میں نے توجہ کی لیکن مقصد طرہ  
نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دیکھا  
تھا۔ بیان کیا۔

خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا

## خواجہ حسام الدین کا خواب

تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
والہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثنا و ستائش  
کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح کلمات  
سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح مترشح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از روئے فخر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ  
میری امت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ زندہ  
تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ یہ سن کر تمام یاروں نے توبہ کی اور اپنے اپنے عقیدہ  
سے سخت نادام ہوئے۔

شیخ تاج نے حضرت

## شیخ تاج کا حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں عریضہ

اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے  
میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ واقعہ بھی لکھا کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ  
اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی مکر پر پانسو دینار کی



ہمیاں تھی۔ وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید اسی بزرگ نے اٹھائی ہے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو کہا تو انہوں نے اس بزرگ کو بہت مارا پیٹا۔ آخر اس بزرگ نے چاروناچا مان لیا۔ اور کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سو داگر کو وہ ہمیاں کسی اور جگہ سے ملی۔ تو تکلیف اس نے بزرگ کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا: پیارے! تم اس قدر عاجزی کیوں کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلوں گا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگزر فرمائیں گے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

دہلی کے مشکوک لوگوں کو معافی | تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے

عرس کے موقع پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام بایروں نے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر سو کر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کدائی سے آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ لطف و کرم سب کو معاف فرما دیا۔ اور ان کے قصور بخش دیئے۔ انہیں دنوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلی

۱۷ خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ایک خاص رقیبہ

آئندہ صومہ پورا

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو یار دست حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکرہ ہیں۔ ان پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستعملہ پانی پئے گا وہ اس بلا سے بچ جائے گا۔ جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستعملہ پانی پینا مکروہ ہے فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) عرصہ آپ کی خدمت میں اکتاب فیض کیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک کے موید بنے اور مریدین کے ملا سرج سلوک طے کئے۔ آپ غازی خان عرف قاضی خان کے بیٹے تھے۔ آئین اکبری کے انگریز مترجم ایچ پلوشمین نے آئین اکبری کے صفحہ ۴۸۷ پر غازی خان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ غازی خان نے فقہ اسلامی اور احادیث نبوی کی تعلیم ملا اسماء الدین ابراہیم سے حاصل کی تھی۔ اور اپنے وقت کا معروف عالم دین بن کر ابھرا۔ وہ شیخ حسن خوارزمی قدس سرہ کا مرید تھا۔ شاہ بدخشاں سلیمان کے دربار میں بڑا منصب ملا تھا۔ اسی نے قاضی صاحب کا لقب دے کر قاضی القضاة کا عہدہ دے دیا تھا۔ سماجیوں کی موت کے بعد سلیمان نے کابل پر حملہ کر دیا۔ کابل ایک عرصہ تک محاصرے میں رہا۔ آخر شاہ سلیمان نے قاضی خان (غازی خان) کو کابل کے گورنر منعم خان کے پاس بھیجا تاکہ وہ کابل خالی کر دے۔ منعم خان نے غازی خان کو کئی دن اپنے پاس قلعہ میں ہی رکھا۔ اور اتنی خاطر تو اضع کی کہ کسی بدخشاں نے ایسا سلوک نہ دیکھا تھا۔ ان دعوتوں نے غازی خان پر ایسا اثر ڈالا کہ اس نے واپس جا کر سلیمان کو کہا کہ کابل میں وافر خوراک موجود ہے۔ آپ محاصرہ اٹھائیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ سلیمان کابل کا محاصرہ اٹھا کر واپس بدخشاں چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد غازی خان نے شاہ بدخشاں کی ملازمت چھوڑ دی اور ہندوستان آگیا۔ خانپور کے مقام پر غازی خان کا تعارف اکبر بادشاہ سے کرایا گیا۔ اکبر نے غازی خان کی تحریری قابلیت دیکھ کر اسے پروانہ نویس بنا دیا۔ اور غازی خان کا لقب عنایت کیا اور ملکی اور غیر ملکی مہمات میں غازی خان نے اپنا نام پیدا

مرتبہ بغیر نیت قرب اعضا دھوئے جائیں تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب اور کیا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یار سبھوں نے بڑے پکے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی۔ خواب کا منشاء بھی پورا ہو گیا اور فقر کے مسئلہ سے بھی روگردانی نہ ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے)۔ کیا۔

غازی خان راجپوتوں کی ایک مہم پرمان سنگھ کی افواج کا کمانڈر تھا۔ بڑی جرأت سے لڑا۔ کچھ عرصہ بعد اسے بہادر کی بغاوت دبانے کے لئے پورے اختیارات سے کمانڈر بنا دیا گیا۔ غازی خان ۱۹۹۲ء میں شہر سال کی عمر یا کہ اودھ میں مر گیا۔ غازی خان بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ اکبری دربار میں سجدہ / سجدہ تعظیم یا کورنش کا رواج اسی غازی خان کی بدعتی ترغیب سے جاری ہوا تھا۔ حضرت باقی باللہ کے مرید اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مویذ مولانا خواجہ حسام الدین اسی غازی خان کے بیٹے تھے۔ حسام الدین اکبری افواج میں ایک ہزاری کمانڈر تھے اور خان خانان کے زیر کمانڈر مختلف معرکوں میں داد شجاعت دیتے رہے۔ دکن میں کافی عرصہ گزارا۔ مگر اچانک ان کے دل میں طلب حق کی آگ بھڑک اٹھی اس نے خان خانان کو اپنی قلبی کیفیت بیان کی۔ اور فوج سے استعفیٰ دے دیا۔ اور فقیرانہ لباس زیب تن کر کے دہلی میں خولجہ نظام الدین اولیاء اللہ کے مزار پر آ بیٹھے۔ خان خانان نے انہیں بہت سمجھایا مگر حسام الدین پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حسام الدین نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ تنگے بدن پر مٹی اور گوبر مل لیا اور دہلی کی گلیوں میں گھومنے لگے۔ اب اکبر نے آپ کا استعفیٰ قبول کر لیا۔ اور آپ شاہی فوجوں سے آباد ہو گئے۔ ان دنوں خواجہ باقی باللہ نے آپ پر خصوصی نگاہ ڈالی۔ اور آپ کو راہِ طریقت کا سالک بنا دیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا جلس تباہ حسام الدین ۱۰۳۲ھ اور بقول صاحب زبیدہ المقامات ۱۰۲۰ھ میں فوت ہوئے آپ کی بیوی ابو الفضل احمد فیضی کی سگی بیٹی تھی۔ اس نیک دل عورت نے اپنے خاوند کے حکم پر اپنے تمام زلیلات غریبوں میں بانٹ دیئے اور دو لاکھ روپیہ مسکین میں تقسیم کیا۔

## جلال الدین اکبر بادشاہ کے اعلانیہ دعویٰ الوہیت

### پر حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے مسلمانوں میں اضطراب

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ہندوستان کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔ اب اس نے خدائی کا دعویٰ بھی شروع کر دیا۔ اس کے امر لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کرتے تھے۔ کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ یہ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تختِ نخوت پر بیٹھ کر خلعت سے سجدہ کرتا۔ اور **اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی** "میں تمہارا سب سے اعلیٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور فرود فرود کی طرح رعوت کے تخت پر بیٹھ کر **اَلْمَلٰٓئِکَۃُ** "کس کا ہے ملک" کا نثار بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونوں کے لئے ایہ جہان بہت تنگ ہو گیا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ بہت سے جانباز مسلمان اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا اور بادشاہ کے آگے نہ جھکے۔ اسی طرح ہزار ہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلعت بہت گھبراگنی تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا کہ ہم آپ کی قیومت کی امر اکبر کے منتظر تھے۔ اور ہمارا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اس خیر اویار کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح مصائب میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے غیرت میں آکر بادشاہ کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجیہ کی۔

خانِ خاناں۔ خانِ اعظم۔ سید صدر جہاں

اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ جو آنجناب

مجدد الف ثانی کا پہلا اقدام

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے، حضرت

عبدالرحیم خان خاناں جہانگیری دربارہ کا ایک رکن اور مغلیہ حکومت کا ستون مانا جاتا تھا۔ اکبر بادشاہ کے مشیر، استاد اور مختار سلطنت بسیم خان کا بیٹا تھا۔ ۹۶۴ھ میں لاہور میں پیدا ہوا۔ ابھی تین سال کا تھا کہ والد کا اقدار ختم ہو گیا۔ بلندیوں سے پستیوں پر آگئے۔ بیرم خان پر سختیاں ہونے لگیں۔ امرار اور وزیر کا آنا جانا بند ہو گیا۔ گھر قبرستان کا نمونہ بن گیا بلکہ زندان خانہ نظر آنے لگا۔ عبدالرحیم نے ہوش نہ سمجھا لاکھا کہ مصائب کی آذھیاں چپنے لگیں۔ گھر اچھڑ گیا۔ خاندان برباد ہو گیا۔ نولہور سے دہلی اور دہلی سے احمد آباد آٹھبرے۔ بیرم خان کو موت نے آدھو چا۔ مگر اکبر نے حکم بھیجا کہ عبدالرحیم کو دربارہ میں لایا جائے۔ ۹۶۹ھ میں یہ پانچ سال کا بچہ جب دربارہ اکبری میں پہنچا تو دربارہ میں باپ کے دشمنوں کا تسلط تھا۔ عبدالرحیم کے باپ کے خلاف گفتگو ہوتی۔ الزامات دھرائے جاتے۔ برائیاں سنائی جاتیں۔ خداریوں کے تذکرے ہوتے تو بچہ حسرت سے کہہ جاتا۔ مگر اکبر کی شفقت نے اسے سہارا دیا۔ اسے مرزا خاں کہہ کر پکارا جانے لگا۔ اکبر کے سایہ میں پرورش پانچویں لایا یہ بچہ سن شعور کو پہنچا تو ایک باکمال سپاہی، علم و فضل کا منبع تیز فکرو دانش میں اپنی مثال آپ بن کر ابھرا۔ وہ خود عالم تھا۔ علماء کا قدردان تھا۔ شاعر اور صاحب قلم تھا۔ شاعروں اور ادیبوں کا مربی بن کر کھڑا ہوا۔ عربی بلا تکلف بولتا۔ فارسی اور ترکی میں باکمال تھا۔ وہ حسن و جمال کا پیکر بن کر جواں ہوا۔ جہم جاتا مصوّر تصویر بناتا۔ مگر دل والے اس کے حسن کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اس کا اپنا گھر اہل علم، اہل بصیرت، شعراء اور اہل کمال سے بھرا رہتا۔ اور وہ انعام و اکرام کی بارشیں برساتا جاتا۔ وہ اکبر کا منظور نظر تھا۔ اپنے اعلیٰ کردار اور حسن خلاق سے ہر دل عزیز تھا۔ اکبر خان خاناں عبدالرحیم کی خانہ اعظم مرزا عزیز کو کلتاش کی بیٹی ماہ بانو بیگم سے شادی کر دی۔ ۹۷۳ھ میں پہلی بار عبدالرحیم نے اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے اور پنجاب پر حملہ آور قوتوں کو

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو نصیحت آمیز مکتوبات اور کلمات کہلا بھیجے کہ اگر وہ اس دعوے سے باز آجائے اور توبہ کرے اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دے تو بہتر روز غضب الہی کا منتظر رہے۔ ان حضرات نے بادشاہ کو بذات خود بھی سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا کہ منت سے کام نہیں نکلتا تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور تصرف کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ پہلے ہی دشت کا خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے بادشاہ کو سنائے اور بتائے۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۱۸۷) اور بغاوتوں کو تہس نہس کر دیا۔ ۱۸۳۲ء میں احمد آباد کی حکومت سے کر سرحول کا نگران مقرر کر دیا۔ ۱۸۶۱ء میں شہباز خان ملیر پر حملہ کیا تو عبدالرحیم نے بڑھ کر اس کے پاؤں کاٹ دیئے۔ ۱۸۹۰ء میں شاہزادہ سلیم حسن کی عمر ۱۳ سال تھی کا اتالیق مقرر ہوا۔ جبکہ عبدالرحیم کی عمر ۳۸ سال تھی۔ جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو عبدالرحیم کو خان خانان کا خطاب ملا۔ وہ جہانگیر کے قریبی اور باہتمام لہرار میں سے تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ دیباری قباحتوں اور غیر اسلامی رسموں کے سخت خلاف تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو سازشیں ہوتیں یا شاہی عقاب نازل ہوتا۔ خان خاناں سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے فیصلہ کے خلاف عبدالرحیم خان خاناں نے جہانگیر کو بڑے اعتماد سے سمجھلایا۔ جب آپ گوالیار میں پس و لویا زندان میں تھے۔ تو عبدالرحیم خان خاناں کے مشورے سے ہی ہابست خاں نے جہانگیر کو قید کر لیا تھا۔ یہ ان اہل ایمان امراء سے تھا جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مغل دربار کی بدعت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

(استفادہ از دربار اکبری)

آخر بحث و تمحیص کے بعد صرف اتنی بات قرار  
**پہلی کامیابی** | پائی اور اعلان کیا گیا کہ آج سے لوگوں کو اختیار ہے۔ خواہ وہ  
 دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رہیں خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ دین الہی  
 میں آجائیں جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے۔

۱۔ اکبر کے مرتد ہونے کا صدمہ ہر مسلمان کو ہوا۔ اہل ایمان کے دل بیٹھ گئے۔ ملا عبدالقادر بدایونی  
 نے اپنی مشہور کتاب منتخب المتواریخ میں بڑی تفصیل کیا کہ اکبر کے کفریہ اقوال و اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔  
 ملا بدایونی نے لکھا کہ اگر نے مگر اسی میں مبتلا ہوتے ہی لوگوں کو ایک حکم دیا  
 لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ۔ ابوالفضل نے مہابھارت کے ترجمہ میں اکبر کو خلیفۃ اللہ لکھا۔ اکبر کی حضور  
 سے عداوت کا یہ عالم ہو گیا کہ جن لوگوں کے نام کے ساتھ محمد احمد محمود مصطفیٰ تھا۔ اسے خان سے بدل دیا  
 گیا۔ سکوں پر کلمہ طیبہ کی جگہ رام اور سیتا کی تصویریں چھپنے لگیں۔ شہری عملات اور دربار میں نماز ادا  
 کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجد میں اذان دینا بند کر دی گئی۔ اگر ہندو کسی مسجد پر قبضہ کر لیتے تو اسے  
 منہدم کر دیا جاتا تھا۔ ماہ رمضان کے روزے کو "ماہ گرسنگی و تشنگی" کہا جانے لگا۔ اکبر نے اپنے عمال  
 کو زکوٰۃ جمع کرنے سے روک دیا۔ حج پر جانے والوں پر پابندی لگا دی گئی۔ صرف اسے ہی حج پر جانے یا  
 جاتا جسے ملک بدر کرنا ہوتا تھا۔ مسند کلام، دیدار الہی، حشر و نشر کے تفسیر اڑکے جلتے۔ اکبر نے دربار  
 میں اعلان کر دیا کہ عقل و دانائی کی بات مجھ سے دریافت کی جائے۔ علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔  
 اکبر کو حضور کی سنت اور اعمال سے تھا۔ وہ حضور کے معراج کا مذاق اڑاتا تھا۔ وہ صحابہ کرام کے  
 کارناموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور دربار کے شیعہ اہل و صحابہ پر سب و شتم کرتے تو خوش ہوتا۔  
 اسلام کے مسند اجماع اور قیاس کو اکبر اور اس کے حواری ایک مذاق قرار دیتے۔ جنگ صفین، قصیدہ فدک  
 نچل حاکم کلثوم بنت علی، تعمیر کوفہ، خلافت صحاب ثلاثہ اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے تھے۔

انہیں تاکیداً منع کیا گیا کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لایا جائے۔

دقیقہ ماشیہ منورے لگے اور ہاتھ کرام کی رائے کو کفش دوزوں، درزیوں، حلوائیوں اور بازوں کی رائے قرار دی جایا کرتی تھی۔ اگر کسی کو گالی دینا ہوتی تو اسے فقیر کہہ دیا جاتا۔

اکبر نے اسلام سے منفر ہونے کے بعد ایک چہل تن مجلس قائم کی۔ یہ مجلس ہر سہ ماہ کو اپنی قہص عقلوں کی سان پر چرچا کرتے۔ اگر کوئی مسئلہ ان کی عقل میں آتا تو اسے دین الہی کا حصہ بنا لیا جاتا اور بازیچہ اطفال قرار دیا جاتا۔ غسل جنابت ساقط کر دیا گیا۔ انسانی منی کو خلاصہ انسانیت قرار دیا گیا۔ تمبھیر و کھنکھن کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا گیا۔

یہ تھے وہ موٹے موٹے اعلانات جس سے اکبر نے اسلام کی بیخ

کنی کر دی۔ ادھر لوگ مضطرب ہو کر مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے، آپ نے اکبری دہ کی اس اضطرابی حالت کو اپنے ایک مکتوب نمبر ۳۰ میں لکھا۔ مسلمان اظہار اسلام سے عاجز تھے۔ اگر وہ اسلام کا اظہار کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اکبر کی ان بے ہودگیوں کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی تو کجا تازی نے بھی اسے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ ساری مملکت میں شراب نوشی کی عام اجازت مل گئی۔ بڑیونی نے ایسے علماء و مدقاضیوں کے نام رکھے ہیں جو کثرت شراب نوشی سے مرگئے تھے۔ نکاح کے معاملہ میں یہ نعرہ عام تھا "خدا ایکے وزن یکے" شیطان پورہ کی تعمیر کی گئی۔ جس میں زنا کی عام اجازت تھی۔ جہازیں کی سہولت کے لئے شیطان پورے میں ایک جو خانہ قائم کیا گیا۔ سود حلال قرار دیا گیا۔ تھی عبد التیمیغ دہباری عالم نے رشوت لینا و فتن قرار دے دیا۔ دارھی منڈوانے کا عام رواج ہو گیا۔ حاجی ابراہیم سرسندی نے ایک حدیث نکال لی کہ ایک صحابی کے ریش تراسیدہ جیسے کہ حضور نے دیکھا تو فرمایا۔ یہ جنتیوں کی شکل ہے۔ چنانچہ دارھیاں منڈوانی جانے لگیں۔ اس قسم کی خرافات کا چرچا ہوا۔ تو مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل ایمان امرار کو مکتوبات لکھے۔ اور انہیں تحریر کیا کہ اسلام پر آمادہ کب۔

( مرتب )



اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر

دین الہی اور دین مصطفیٰ کا مقابلہ ہو گیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین الہی

میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر غضب الہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے بالاحزانہ میں بیٹھ کر محل کے نیچے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک کو زر و دیا سے آراستہ اور جواہر اور یا قوت سے جڑاؤ کرایا گیا اور اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں پرانا ہونے کے وجہ سے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اسے جگہ جگہ سے کیرے نے کھا کر پھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پر تکلف کھانے اور میوے سجائے گئے اور بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بالکل نامرغوب طبع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ اب لوگوں کو عام اجازت دی گئی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہو اور جو چاہے بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر سلطنت کے تنخواہ دار تو بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام مریدوں مثلاً خان خانان، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہان، اور خان اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگوں کے ساتھ جو اسلام کے شیدائی تھے جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھا تھا۔ اسے کہا۔ ارے سید! آج تو تو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا۔ یہ سن کر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا۔ دونوں فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ بارگاہِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ آئے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور پھر مٹھی بھر خاک جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دی تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے ایک آندھی اُٹھی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اکھڑ گئیں اور سارے خیمے اور سائبان اہل بارگاہ کے سروں پر پڑے۔ حتیٰ کہ وہاں ایک ہلاکت خیز منظر تھا جس بالاخانہ میں بادشاہ بیٹھا تھا اس کے کوار بادشاہ کے سر پر لگے چنانچہ اس کے سر پر سات زخم لگے۔ اکبری بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ چور ہو گئیں۔ ایک بگولا بارگاہِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرداگرد پھرتا رہا۔ لیکن اندر کے آدمیوں کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دل جمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے۔ سات روز بعد اکبری بادشاہ ان زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا اور داخل فی التار ہو گیا۔

۱۵ اکبر بروز جمعرات ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۳ھ ۱۵ اکتوبر ۱۵۷۴ء کو مر گیا تھا۔ وہ اپنی زندگی کا تریسٹواں جشن مناچکا تھا۔ اکبری موت کے ساتھ ہی دین الہی ختم ہو گیا۔ اس کے ماننے والوں میں سے اکثر امرار اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی وادی میں چلے گئے تھے۔ دین الہی پر ایمان عارضی تھا۔ اکبر نے اپنے دین کا کوئی جانشین نہ بنایا۔ چنانچہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک رائج رہیں جو حضرت مجدد کی مسلسل کوششوں سے جہاںگیر کے آخری دور میں ختم ہوئی تھیں۔

اس روز ہزار ہا آدمی

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے

عمائدین سلطنت حضرت مجدد الف ثانی  
کے مرید بن گئے

خان جہاں لودھی اور سکندر خاں لودھی اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ حضرت  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات میں خان جہاں لودھی کے نام بہت  
سے مکتوب لکھے ہیں اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا باپ  
دریا خاں اور شاہجہان پور اور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہان پور دہلی سے  
مشرق کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنجناب  
کے خلیفہ حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی  
معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیت کا

### مشائخ وقت نے اعتراف کر لیا

عالم اسلام کے علماء و مشائخ حضرت مجدد کے مرید بن گئے | جب حضرت قیوم اول مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت خراسان اور ماوراء النہر اور بدخشان وغیرہ میں پورے طور پر پہنچی۔ تو ان ملکوں کے تمام پھوٹے بڑے علماء انجناب کے شیفتمہ و دلدادہ بن گئے ہر ایک کے دل میں یہی تمنائھی کہ کسی طرح انجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار نصرت آثار سے مشرف ہو۔

علمائے کرام کا ایک نوری قافلہ | شیخ طاہر بخشی بدخشان کے بادشاہ کا مقرب

خاص تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع خلفائے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ تیرے لئے یہ زیبا نہیں کہ تو بادشاہ کی خدمت میں پڑا رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہندوستان کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح گولامی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بارے میں خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادے میں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونوں بزرگ شہر طائفان پہنچے۔ اور مدرسہ میں کسی رفیق راہ کی جستجو کی۔ ان دونوں طائفان کے بڑے جید عالم مولانا یار محمد مدرسہ کے معلم تھے۔ جب آپ سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونوں نے اپنے

اپنے ارادے سے اگا ہی دی۔ مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت و ثنا سنی ہوئی تھی۔ بے اختیار ان دونوں کے ہمراہ ہو گئے۔ اب تین ہو گئے۔ شیخ عبدالحق شادمانی نے خولنب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشخبری سنی ہوئی تھی وہ بھی حضور کی زیارت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ بھی ان تینوں سے آٹے شیخ صاحب بھی تنہائی سے تنگ آ گئے تھے۔ جب انہوں نے شیخ صاحب سے ملاقات کی۔ ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے تو چاروں متفق ہو گئے اور روانہ ہوئے۔ جب شہر برک میں آئے جو کہ کابل اور قندھار کے درمیان واقع ہے۔ تو شیخ احمد برکی جس نے حضور کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا۔ بہت سے اوصاف بھی سن چکا تھا۔ اور دیدار فرحت آثار کا از حد مشتاق تھا۔ اور اپنے دارالعلوم کا صدر مدرس تھا۔ ان کے ساتھ ہو گیا۔ وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کی بھی ساتھ لیا۔ شیخ یوسف نے پہلے اپنے احوال باطنی سے حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیج کر پوچھ لیا تھا۔ کہ آیا یہی انتہا ہے یا کچھ اور بھی۔ اور حضور نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ ابھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ وہ عزیز حضور کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہوئے آخر تمام منزلیں طے کر کے دارالارشاد سرمنہد میں پہنچے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال و کمال سے متاثر ہوئے حضور نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ شیخ احمد برکی کو ایک ہفتہ اسپتاس رکھا اور خلافت دے کر وطن کو

۱۵ شیخ احمد برکی حضرت مجدد کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ بلا بدالدین سرمنہدی نے حضرات القدس میں آپ کے تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق آپ کابل اور قندھار کے درمیان ایک قصبہ واد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید تھے۔ وطن سے چلے اور قصبہ کانکریت میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ کیا تو سرمنہد پہنچے۔ اور حضرت مجدد کے مرید ہوئے۔ وہ اپنے

رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

خراسان اور بدخشاں کے ہزاروں لوگ حلقہ ارادت میں | خراسان بدخشاں اور توران کے ہزاروں

آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے شیخ حسن کو بھی خلافت دے کر خراسان بھیجا اور شیخ احمد برہ کی کو لکھ دیا کہ اگر تم ماور النہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو۔ کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کے ایک رکن ہیں۔

شیخ یوسف برہ کی کو بھی اسی سال خلافت دے کر خراسان بھیجا گیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کئی مرتبہ خراسان گئے۔ اور کچھ عرصہ شہر جالندھر میں بھی قیام کیا۔

مولانا صالح گولامی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشاں کی خلافت عنایت کی اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشاں میں قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ کے معتقد ہو گئے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) علاقہ کے قطب تھے۔ آپ نہ صرف حضرت مجدد کے زیر تربیت رہے بلکہ منظرہ نظر بھی تھے حضرت مجدد نے آپ کی وفات پر آپ کے بیٹوں کو تعزیتی پیغام میں لکھا کہ شیخ احمد برہ کی عالم اسلام میں اللہ کی آیات سے ایک آیت تھے۔ وہ مقبول بارگاہ رسالت تھے حضرت مجدد نے آپ کو آخری مکتوب لکھا تو اس میں حکم دیا۔ اگر خدا نخواستہ رخصت کا وقت آجائے تو شیخ حسن کو اپنا نائب مقرر کرنا۔ مکتوب لکھنے سے چند روز بعد ۱۵۲۶ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (مرتب)

مولانا یار محمد طائفانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طائفان میں جو بدخشاں کی سرحد پر واقع ہے بھیج دیا۔ اس کے گرد و نواح کے ہزار ہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے اور فوائد حاصل کئے۔

مولانا قاسم علی کو جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدیمی مرید تھا۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماوراء النہر بھیج دیا۔ وہاں کے بیچارہ لوگوں نے مولانا سے فوائد کثیر حاصل کئے۔

## سلسلہ مجددیہ کی ایران میں اشاعت و مقبولیت

حضرت قیوم اول  
مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج خراسان، بدخشاں، اور توران میں اس قدر ہوا کہ وہاں کا کوئی شہر، گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفانہ ہوں۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں۔ حتیٰ کہ عبداللہ خاں اوزبیک جو تمام ولایت توران، خراسان اور بدخشاں کا بادشاہ تھا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا کہ جو کام کرتا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی اجازت سے کرتا۔ اگر کسی کام کے لئے خلفاء اجازت نہ دیتے تو اس سے باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء کی خانقاہوں کا ختم جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیا۔

اسی سال میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو سنہ زندوں کے بعد پہلا خلیفہ اول تھے خلافت دے کر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میر نذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی کہ مراقبہ کے وقت خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر نذکور کو دکن سے واپس بلوا کر اپنے پاس رکھا۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ طاہر بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔

## حضرت مجدد الف ثانیؑ کی خدمت میں شاہ توران

### عبدالشہاوزیک کا ایک مراسلہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہبِ رضی شیعہ خراسان کے رافضیوں کا حشر کا پورے طور پر رواج اور زور ہو گیا تھا اور ہر ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پُر ہو گئے تھے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ سرزمین اس قوم شومِ قدومِ شامتِ لزوم سے پُر ہو گئی۔ مسجدوں اور مدرسوں میں اعلانیہ تین خلفائے راشد اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی گلوچ بکتے تھے اس خیر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزرہ خاطر تھے۔ خاص کر ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علماء جن میں مذہبی جوش اور جذبہ ایمانی بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے جل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر روز اپنے بادشاہ عبدالشہاوزیک کو ایران سے جہاد کرنے



کے لئے کہتے۔ چونکہ عبداللہ ایک مسلمان پُر امن، دیندار اور متقی پھیزگار آدمی تھا۔ اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ شرعی حجت کے بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہل قبلہ سے جہاد کروں۔ لوگ کہتے کہ ردِّ رفض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ آیا وہ فی الواقع تین خلفا کے دشمن ہیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیے۔ عبداللہ خاں نے علماء کی خواہش کے مطابق حضور کی خدمت میں عرضی لکھی کہ اگر اجازت ہو تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں، عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا اور حکم دیا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیج دو اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور فتح نصیب ہوگی۔ عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو قبول کیا۔ لیکن باقی تین خلفا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام اصحاب کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ دشت ناک خبر سُن کر عبداللہ خاں آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں نہ تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کروں گا۔

چنانچہ عبداللہ خاں اوزبک ایک لشکر بٹارے کر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خیر شاہ عباس والے ایران نے سنی تو ایک بہت بڑے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت

کی جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہل سنت و جماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اس نے انکار کیا۔ اس واسطے مجبوراً عبداللہ خاں نے تلوار اٹھائی ایرانی بھی برسرِ پیکار رہے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہوا۔ آخر میں فتح تو ایرانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اس کی ساری فوج قتل ہو گئی۔

ایک اور روایت کے مطابق لڑائی سے پہلے شیعہ

لڑائی سے پہلے ایک پیغام | شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تمہیں

ایکے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے خیال تھا کہ میں قوی ہیکل اور پتہ زور ہوں اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ بہر حال دونوں اس بات پر متفق ہو گئے اور لشکر سے ایک طرف الگ آپس میں کشتی رٹنے لگے۔ آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پھچھاڑ لیا۔ شاہ عباس نے کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیے۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اس لڑائی میں بھی خان تو ران ہی غالب آیا۔ عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں کہیں کوئی ایرانی ملے اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں قبضوں اور گاؤں کے آدمی قتل کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے لگے۔ لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے بالکل امن چین میں رہا۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہوئے۔

عبداللہ خاں نے حضرت امام رضا رضی اللہ

عبداللہ خاں امام رضا کے مزار پر | تعالیٰ عنہ کی خاطر انہیں امان دی۔ لیکن جب

مزار مقدس کی زیارت کے لئے گیا تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا جس کے جوتوں کے تلواروں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے۔ خان نے نیزہ لے کر اس ملعون رافضی کے تلواروں پر وار کیا۔ جب وہ زمین پر گرا۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے

پار ہو گیا۔ اور فی الفور داخل فی النار ہوا۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزنیوں کو کچھ نہ کہا۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پر تیر پھینکا۔ جو خان عبداللہ سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔ عبداللہ خان نے کہا میں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی لیکن ان بد سجنوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس نے غصے میں آ کر حکم دیا کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ چنانچہ مشہد شریف میں بھی خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ عبداللہ خان نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا۔ کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالیٰ

۱۔ تاریخ ایران میں عبداللہ خان اوزبک اور شاہ عباس کے درمیان جنگ کے واقعات کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ہم سہری آف پرشیا کے ایک انگریز مصنف برگیڈیئر جنرل سر رپنس سائیک کا ایک مختصر تبصرہ لکھتے ہیں۔ شاہ عباس کی شیعہ پیروی نے تمام خراسان کے سنیوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔ عبداللہ خان اوزبک نے شاعریوں کو ۱۵۹۵ء/۱۵۸۶ء میں چلنج کیا اور بغداد کے نزدیک ایک جنگ لڑی گئی جس میں ۱۵۰۰۰ ہزار شیعہ سپاہی قتل ہوئے۔ تبریز کو فتح کر لیا گیا اور عبداللہ خان کے ملک توران کی سرحدیں عراق، عجم، اورستان اور خزرستان تک جا پہنچیں ایک اور حملہ میں شیروان، قراباگج اور گنجز کو قبضہ میں لے لیا گیا۔ ان فتوحات نے شاہ عباس کی شیعہ سلطنت کو نہایت کمزور کر دیا تھا۔ عبداللہ خان نے اپنی سلطنت کو مشرق میں فرغانہ، کاشغر، بلخ اور بدخشاں تک پھیلا لیا۔ اور پھر شاہ عباس پر دوسرا حملہ کر کے ہرات کو نو ماہ تک محاصرہ کر لینے کے بعد فتح کر لیا۔ ہرات کے بعد مشہد فتح کر لیا جس میں شیعوں نے سلطان کو مارنے اور صحابہ کرام کی بر ملا توہین کرنے کے پروگرام بنائے۔ عباس شاہ آگے بڑھا مگر تورانی فوجوں کے سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ بیشاپور، سبزوار، الفریان، سن اور خراسان کے کئی شہر قبضہ میں آگئے۔ ان فتوحات کے سچے جو روحانی قوت کام کر رہی تھی وہ سرسند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

کی خاطر کی ہے۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی اس واسطے تھا ما ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا صرف منافقانہ طور پر توبہ کی۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا گیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت و جماعت عبداللہ خاں، جب علی بخت میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکے تو السیفِ اِخْر اللیلِ تلوار آخری حید ہوتا ہے۔ کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔

شیعوں نے اپنے مذہب کی تقویت  
ردِ روافض پر حضرت مجدد کارسالہ  
 کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر تھان میں

عبداللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبداللہ خاں نے فتح کا شکر ادا اور ہنسے مع اس رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ ان شہادت کارڈ تحریر فرمائیں۔ ماوراء النہر کے علماء نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست پر رسالہ ردِ شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پر لکھ کر ماوراء النہر میں بھیج دیا۔ عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیج دیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علماء شیعہ نے کہا کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واقعی جواب ایسے لکھتے ہیں جس پر مخالف کے لئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کر کے ہزار ہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی۔

”چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ جو علمائے ایران نے محاصرہ شہد کے وقت لکھ کر علمائے ماوراء النہر کو دیا۔ میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ اباحت قتل اور ان کے مال

واموال کوتاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو۔

جو رسالہ میرے پاس پہنچایا گیا اس میں خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ان دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بے وقوفوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت پر بڑا زور دیا گیا تھا۔

ترجمہ میں قوم کہ برورد کشاں مے خندند

بر سر کار خرد ابات کنند ایساں را

اسی لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا کہ ان شبہات کا حل اور فقرہ ماجید اہل سنت کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیے تاکہ کوئی سادہ لوح و واقف کی تحریر کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑ کر یہی راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔ "واللہ ا لمستعان و علیہ التکلان"

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسالہ ردِ واقف کی شہرت | کے اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا۔ ان دنوں ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ تھے جتنی کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھے۔ اس لئے جب یہ

اگری دربار میں ہر طرف شیعہ چلے ہوئے تھے۔ مبارک ابو الفضل فیضی نے علماء اہل سنت کو دربار سے بھگا دیا تھا۔ پھر اکبر کے جل و دماغ کو اللہ کے دین سے بیگانہ کر دیا تھا۔ پھر امر اور وزیر اعظم اپنی پوری قوتوں سے شیعہ کو پھیلانے میں کوشاں تھے جن دنوں اکبر دین سے دور ہوا تو شیخ مبارک اور ان کے بیٹوں نے اسے مختلف مذاہب کی وہ خوبیاں ذہن نشین کرائیں کہ نہ وہ مسلمان رہا نہ ہندو بن سکا۔ علماء دین کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے شیخ مبارک نے ایک محضر تیار کرایا جسے ابو الفضل اور دوسرے درباری علماء نے پیش کر کے سارے اختیارات دینی اجتہادی بادشاہ کو دے دیئے اور

لوگ رسالہ مذکورہ کو دیکھتے تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن دلائل کی روشنی کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر اعظم نے موقع پا کر بادشاہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کو امیر المؤمنین اور ظل اللہ بنا کر طاقت کا سرچشمہ بنا دیا۔ مبارک ایک چالاک شیعہ تھا۔ اس کے آباؤ اجداد میں سے اٹھ کر سندھ میں سیون شریف کے قریب ریل نامی قصبہ میں آتے یہ قصبہ شیعوں کا مرکز رہا ہے شیخ مبارک کے والد شیخ خضر ناگور میں آنکھیں اور مبارک یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ رانا سنگا کی فوجوں کی بربریت سے تنگ آ کر یہ خاندان احمد آباد آ گیا۔ احمد آباد ایک عرصہ تک اسمعیلیوں کا تبلیغی مرکز رہا ہے۔ اگرچہ مبارک کو مختلف مکاتب فکر کے علماء سے علوم دینیہ حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔ مگر اس کی ذہنی افتاد شیعیت کی طرف رہی۔ یہی تعلیم اس نے اپنے بیٹوں ابو الفضل اور فیضی کو دی۔ شیخ مبارک فقہ جعفریہ کا مجتہد بنا۔

اکبر کے دربار میں جب کنبہ مومنان عراق آنے لگے تو شیخ مبارک کا سارا خاندان مکمل شیعہ بن کر سامنے آیا۔ جب شیخ مبارک نے محضر نامہ تیار کیا تو اکبر کو امام عادل اور مجتہد اعظم قرار دیا گیا۔ اس خاندان کے علاوہ اکبری دربار میں شاہ فتح اللہ شیرازی، ملا محمد نیرودی، حکیم ابوالفتح حبیبی بڑے بڑے مجتہد شیعہ چھانے ہوئے تھے۔ ملا احمد شمشیری جیسا عالی شیعہ اکبری دربار کا تبرائی تھا۔ وہ بقول بدایونی "طن مریح ونا سزائے قبیح بر خلفائے ثلاثہ گفتہ و تکفیر و تفسیق عامہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کردہ"۔ قاضی نور اللہ شوتری صاحب مجالس مومنین دربار کا پڑھان بنا ہوا تھا۔ اور وہ ابو الفضل حبیبی فلسفی شیعہ و دہری۔ کا دست راست تھا۔ عرفی شیرازی اگرچہ بڑا بلند پایہ شاعر تھا۔ مگر وہ ابو الفضل کی مجالس میں بیٹھ کر صحابہ اور سلف کے متعلق سست گفتگو کرتا تھا۔ فتح اللہ شیرازی تو اکبر کے سامنے امامیہ طریقہ سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ ان شیعوں کی صحبت نے اکبر کو صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور سپہ سالارین اسلام کے بارے میں خفیف کلمات کہنے کی جرأت دے دی تھی۔ تاریخ الضعی میں ملا بدایونی نے صحابہ کے کارنامے لکھے تو اکبر

تعالیٰ اعنہ کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اس کا سبب یہی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع مذکور ہوگا۔

اسی سال حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ "نصیب اعدا" زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا اٹھا لیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی فرزند بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے پورے طور پر صحت یاب فرما دیا اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نے یہ کام ملا احمد شمشوی جیسے غالی شیعہ کے سپرد کر دیا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اکبر کو سلطان عامل، برہان کامل، قافلہ سالار حقیقی و مجازی، پیشوا اے خدا شناساں، قبلہ خدا آگاہاں، ہادی علی الاطلاق اور مہدی بالاستحقاق بنا دیا تھا۔

یہ تھے وہ اساطین دربار جنہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلی دشمنی تھی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر بات کی مخالفت کرتے تھے۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیت پر

### شیخ فضل اللہ ریپوری اور شیخ حسن غوثی کی تصدیق

شیخ فضل اللہ ریپوری کی تحقیق و جستجو | جب شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے سنا کہ ایک شخص نے سرسبد میں تجدید الف و قیومیت کا دعویٰ کیا ہے تو حضور مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے حضور مجدد کے خلاف چند بناوٹی باتیں بیان کیں مثلاً یہ کہ معاذ اللہ آنجناب مجدد اپنے آپ کو انبیاء سے افضل مانتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو حضور مجدد کی خدمت میں بھیجا۔ اور اسے وصیت کی کہ تم جا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال اور اوضاع و اطوار کی جستجو

۱۔ شیخ فضل اللہ ریپوری اپنے وقت کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ نائب رسول کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جون پور میں پیدا ہوئے۔ مگر برطان پور میں قیام فرمایا۔ آپ نے ایک بہت بڑے دینی دارالعلوم کی بنیاد ڈالی جب برصغیر میں اسلام کا نام لینا اہل اقتدار کو کھٹکتا تھا۔ آپ نے فقہ تفسیر اہل احادیث کی تدریس میں بڑا حصہ لیا۔ ۱۵۹۷ء کو فوت ہوئے۔

مدفن برہان پور میں ہے۔ (تذکرہ علماء ہند)



کر و اور چند مہینے تک وہیں رہو اور رخصت ہوتے وقت یہ یہ شبہات جو مجھے آنجناب  
 مجدد کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے دریافت کرو۔ وہ شخص آنجناب رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہتے لگا۔ آنجناب نے اس کے  
 حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنجناب کے اوضاع و  
 اطوار کا مطالعہ کرتا رہا۔ دو تین مہینے خانقاہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا  
 رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں  
 سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے  
 ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے فرمایا۔ کہ ہم تو انبیاء کی بارگاہ میں ایک ادب  
 کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں، تو جو چیز قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر  
 خلاف ہو۔ اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا کہ یہ بات بعید از  
 عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات  
 عرض کئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا۔ جب یہ شخص  
 حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے  
 شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔

اسی اثنا میں ایک عالم دین سرہند سے

**ایک عالم دین کی شہادت** | شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ

کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ  
 نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے  
 کی تو طاقت نہیں۔ البتہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں تو بھی اس کا عشرِ عشر ادا نہیں کر سکتے۔ شیخ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ آپ نے قطبِ لاقطاب حقیقت کے جو اسرار بیان کئے ہیں مثلاً "تجدید الف و قومیت وغیرہ وہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں۔" وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے۔ جو آنجناب کی خدمت سے شرفِ اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا اور دعا اور توجہ کے لئے التماس کی۔

ان دنوں حضرت قیومِ اقل مجدد الف  
سجدہ کرنے سے انکار بیکہ فتاویٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض دشمنانِ دین کے بہکانے سے جہانگیر بادشاہ نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گو ایار میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کے لئے پانچوں وقت نماز میں دعا مانگتے جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سا شخص موجود ہو اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پائے  
شیخ حسن غوثی کی عقیدت کے شیخ تھے۔ بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا۔ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہوگا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور تجدید قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ اپنے تذکرہ میں جو اولیا کے احوال میں لکھا تھا حضرت مجدد کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالانشین من مذہبیت صدر آرائے محفل و عدانیت، حدیو مقام فردیت و قطبیت، صاحب مرتبہ، قیومیت و تجدید الف۔"

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تریپٹیاں

**حضرت مجدد الف ثانی کو دیکھ کر سابقہ اولیائے کرام کی عظمت کا تامل ہو گیا**

کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاک تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے تو یقین ہو گیا کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔

ایک اور عالم باخمل اور پرہیزگار

**حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیفات کا مقام** اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب

رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور

علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفاً ہیں۔ نہ کہ تالیفات ہیں۔ نے بہت غور کیا ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اور شریعت عزرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس مجلس کی قیل و قال سنی۔ اس وقت حضور مجدد کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو حضور کے کلام پر وہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ اس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب کے ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہو۔ کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر کا فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے سے قاصر ہے۔ اگر یہ عسزیر زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی جو تصانیف اہل علم کی نظروں میں آج تک سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے مکتوبات مجدد الف ثانی کے علاوہ آپ کی ابتدائی عمر کی تصانیف یہ ہیں۔ رسالہ تہلیلہ، رسالہ اثبات نبوت، رسالہ رد روافض (یہ رسالہ عبدالرشخاں اوزبیک والی توران کی گزارش پر لکھا گیا تھا) اور یہ جواب تھا محمد بن فخر الدین علی رستمی مدرس اہل مشہد کی کتاب مجالس المؤمنین کا) رسالہ مبداء المعاد، مکاشفات عینیہ، آداب المریدین، معارف لدنیہ، تعلیمات العوارف، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ۔ (مرتب)

کرتے اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آج کل کے لوگوں کی ذہانت کا اس کی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے جیسا ایک کوئٹہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے کہ ایک دفعہ کسی دانانے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ میں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نہ ان کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اسے جاہل اور بے وقوف بنایا۔ مگر جب جانور بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ اور اس نے انکار سے کھائے تو سب کو یقین ہو گیا۔“

بعد ازاں وہ امیر معتمد تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے۔

## حضرت خیریتہ الرحمۃ مجدد الف ثانی کی خدمت

### میں میرک شیخ کی حاضری

مکون اور مزور کون ہوتا ہے | ”مکون“ اور ”مزور“ اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید کی شکل و صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مرید سر یہ سر شیخ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت نظر آتی ہے۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا

مکون و مزدور بتایا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم کے درود و سلام میں سے حضرت مجدد الف ثانی کو حصہ ملتا ہے

پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا اجر مجھے عطا فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری مکتوبہ چین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چارہ درجوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تابع وہ ہے جو تبعیت کے سات درجے طے کرے۔

تبعیت کے سات درجے | تبعیت کے سات درجے کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق

تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہو جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے وہ مخدوم۔ حق تعالیٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک فنا فی الرسول حاصل ہوتا ہے۔ جو ابتداء میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکون و مزدور" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے علاوہ اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون و مزدور ہو چکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تاکیداً حکم فرمایا کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے

چنانچہ حضرت مجدد نے حکم الہی کے مطابق اس کا اعلان فرمایا تھا۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

**ایک مشاہدہ** کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے دوسوہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کیے بیٹھے تھے اور تمام اہل شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہ کمال شفقت جلوہ فرما ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغل گیر ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ دونوں حضرات کی شکل مبارک ایک ہو گئی ہے، ایک لمحہ کے لئے حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی سی ہو گئی۔ پھر دونوں حضرات کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان لوگوں نے توبہ کی جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی۔

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

**خواجہ محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ** | حضرات القدس میں تحریر فرماتے

ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکون و مزور ہونے کی خبر سنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہو گیا۔

خواجہ صاحب مذکور فرماتے

**جناب سرور کائنات کی زیارت کا ذریعہ** | ہیں کہ ایک رات میں حضرت

قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں واپس آنے کے لئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک بزرگ کی زیارت کے لئے دوڑے جا رہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو ان سے پوچھا کہ تم کس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا۔ ادبے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ خوش کن خبر سُن کر میرا شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ایک حلقہ بنائے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا تو دوسرا شروع ہوا۔ میں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم بکثرت بڑھتا گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کسی نیک مرد سے تحقیق کر لینا چاہیے تاکہ اطمینان ہو جائے۔ پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کے لئے آئے ہو۔ اور یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں بہ سبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پر کمال پر پہنچی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ نہیں یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعادت و اوارت سے مشرف ہوا۔



اس سال میرک شیخ جو اپنے وقت کے جید علماء اور  
**میرک شیخ کا مرید ہونا** بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے  
 عند امرو و فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین  
 خیال آئے۔ اور ٹھان لی کہ اگر تینوں کا جواب ثانی ازہ خود دیں گے تو مرید ہو جاؤں گا۔  
 اول یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آپکے کلام میں جو ایک مقام پر  
 مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے  
 حالات بتائیں۔

الغرض جب میں حضور مجدد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ میرک  
 شیخ ابن فلاں بن فلاں جب میں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا۔ جب میں اٹھا تو خیال  
 آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی حضرت مجدد نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ  
 زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہیں۔ پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے  
 حضرت مجدد کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔

۱۔ میرک شیخ ہروی ایران کے ان علماء کے فائدہ کے ساتھ آئے جو مغلیہ دربار کی علم نوازی پر شہرت پا کر برصغیر میں آئے  
 تھے۔ وہ قاضی محمد سلم کے بھتیجے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ملا عبد السلام کا وہ شباب پر تھا۔ ابھی شہرت دور غفلت دنائے اسلام  
 کے گوشے گوشے تک پہنچی ہوئی تھی۔ میرک شیخ اپنے علم و فضل کے باوجود ملا عبد السلام کے مدرسہ میں داخل ہوئے تو جہانگیر نے اپنے  
 بیٹوں کا تالیق مقرر کیا۔ اسی دوران حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس میں حاضر ہو کر چند سوالات پیش کرنے سے پہلے جواب  
 کی خواہش کی جو حسب نشار پوری ہو گئی۔ شاہجہان کے دور حکومت میں آپ کو دو ہزاری منصب ملا۔ اور بنگ زیب  
 نے آپ کو تمام مملکت کا صدر الصدور مقرر کر دیا۔ آپ ۱۰۶۶ھ میں لاہور میں فوت ہوئے۔

(ماخوذ از علماء کرام دینی مدرسے از علم الدین سالک مطبوعہ ماہنامہ نقوش۔ لاہور نمبر ۱)

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پر خیمہ بنا ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ کے نیچے بیٹھی ہے اور کارکنانِ کارخانہ قدرت بھی وہیں موجود ہیں اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ تھے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنانِ کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کے لئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سر انجام دے رہے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں شیخ خلیل اللہؒ

### کا ایک خاص مکتوب

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
 ہدایت و ارشاد کی شہرت و ولایت بدخشاں  
 تک پہنچی۔ اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء پھیل گئے۔ تو  
 ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن نے "جن کعباں شیخ خلیل اللہ  
 کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا  
 تھا۔" خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ  
 مکتوب لکھا ہے وہ ہندوستان میں بیعت ہوا ہے۔ (اشارہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کی طرف کیا) آپ یہ مکتوب اسے پہنچا دیں۔

آپ بیدار ہوئے تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند تشریف لائے تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اتارے جو حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدترین مخالف تھا۔ خواجہ عبدالرحمن نے نیت کی کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہن کر حاضر خدمت ہوں گا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خولہ صاحب آپ کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اس بد بخت نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہانت آمیز گفتگو شروع کر دی۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سر پہ آنے پر سخت نام ہوئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے اور اپنے عصا سے اس بد نہاد شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر بارہ سے ڈر کے کانپ اٹھے اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیاء امت آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائے گا۔ اس لئے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اسے عصا مار کر فرمایا۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وہ فضل الہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اس نے آنجناب کی توہین شروع کر دی۔ میں نے کہا۔ اسے بد بخت! اسی خاطر تو آنجناب نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور جب میں نے بہت منت و سماجیت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں رات بسر کی اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ختمی که در آن است ...

برای هر کس که ...

عنوان اول ...

**طریق کرامت** ...

فایده این ...

به هر که ...

برای هر که ...

از آنکه ...

بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس وقت اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے پہلی حاضری میں ہی قبول فرمایا۔

شیخ بلخی کے واقعہ سے متا جلتا یہ واقعہ بھی سامنے رہے کہتے

پس کہ جناب سفید صدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے

رضی اللہ عنہ  
تبع کا واقعہ

پہلے تبع نام کا ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا۔ بنی اسرائیل کے چار سو

علماء ہمیشہ اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔

جو علماء اس کے ساتھ تھے انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھہرتے ہیں

اس نے ٹھہرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ جناب

پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ

نہایت خوش و خرم ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پُر از

نیاز مندی ایک خط لکھ کر ان علماء کے سردار شامل کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو میرا

یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامل نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ یہ خط

حفاظت سے رکھو۔ جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اسے پہنچا دینا۔ چنانچہ

وہ خط حضرت ابوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس امانتاً پہنچا۔ انہوں نے جناب

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھ کر اس تبع کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔

اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیاء میں سے سب سے بلند مرتبہ

تھا۔

# حضرت مجدد الف ثانی مختلف سلاسل کے مشائخ

## کا ایک مبادلہ

منکرین قومیت سے اعلان مبادلہ | جب لوگوں نے حضرت قیوم اول  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو  
جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی۔ انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا  
اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔ لیکن  
جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت  
اور خفت کے درپے ہو گئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں تو

حضرت مجدد الف ثانی کو صرف اکبری دور کے امرار اور اراکین کی بالادستیوں کا مقابلہ ہی نہیں  
کرنا پڑا تھا بلکہ سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے جاہل صوفیاء اور دیوانی علماء جنہیں آپ نے علماء سو  
قرار دیا تھا نے بھی آپ کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پہلے مسلم معاشرے  
میں اپنی بے سوہ حکمت اور تاویلات سے بگاڑ پیدا کیا۔ پھر اکبر کی جمالت سے فائدہ اٹھا کر دوبارہ تک  
رسانی حاصل کر کے حضرت مجدد کی عظمت عزیمت کے خلاف شور مینے لگے۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب سربراہ  
شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے اپنی کتاب "دین الہی اور اس کا پس منظر" میں ایسے نودوں پہ ایک مفصلہ تبصرہ  
کیا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایسے علماء سو کا ایک خاصہ طبقہ حضرت مجدد کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا ان میں

ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں

رہیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) ایک شخص حاجی ابراہیم سرہندی تھے۔ جو ایک منہ زور مناظر تھے۔ وہ اکبری عبادت خانہ میں علماء دین کو بے عزت کرتا۔ ابو الفضل اور فیضی کی شہرہ پہ ایک کی ٹانگ کھینچتا۔ اس نے پہلے تو ملا عبد النبی اور مخدوم الملک جیسے علماء کو دربار سے رسوا کر کے نکلوا دیا۔ پھر مساجد اور درسگاہوں میں پہنچ کر علماء حق کو لٹکانے لگا تھا۔ سلمان خواجہ جو اکبر کا میر حجاج تھا۔ علماء سو میں بڑا اہم کردار ادا کرتا تھا۔ میران صدر جہاں اکبر کے دین الہی کا ترجمان بن کر سامنے آیا۔ یہ لوگ اکبر کے آخری دوز تک دندناتے رہے۔ مگر جب مبارک فیضی، ابو الفضل حکیم ابوالفتح جسے اساطین دین الہی کہتے تھے۔ اور حضرت مجدد کے عقیدہ مند قلیچ خان، شیخ فریدیخانی خان، خانان جیسے راسخ العقیدہ امراء برسر اقتدار آئے۔ میران صدر جہاں کی آنکھیں کھلیں اور تائب ہو کر حضرت مجدد کے حلقہ میں چلے آئے۔ ملا شیرانی لاہوری ان علماء سو میں کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ قاضی زادہ عبدالحی نے اپنی تاویلات سے اسلام کو بازیچہ اطفال بنا دیا تھا۔ ملا عبد القادر بدایونی نے ایسے علماء دربار اور علماء سو کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ یہ بد بخت شراب پیتے، نندے نہ رکھتے تھے کہ سارے معاشرے کو شرابی اور زانی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے۔ خواجہ اسماعیل جو شیخ الاسلام کا پوتا تھا شراب میں دھت مر گیا۔ قاضی عبد السمیع گزبھری ڈارچی رکھے شطرنج کا استاد تھا۔ بدایونی نے شیخ تاج دہلوی جو تاج العارفین کے نام سے شہرت رکھتے تھے کے مکر وہ کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ شخص اکبر کی خلوت گاہ میں جا کر اسے گمراہ کیا کرتا تھا۔ حاجی ابراہیم سرہندی نے اکبر کو شرعی حیلے سے ڈارچی منڈوانے کا فتویٰ لاکر دیا اور حدیث پیش کی کہ جنت میں کسی کی ڈارچی نہ ہوگی۔ ان مقامی علماء سو کے علاوہ ایران کے شیعہ علماء ابو الفضل اور فیضی کی انگلیخت پر ہندوستان پہنچنے شروع ہو گئے۔ ملا یزدی دربار میں پہنچا تو شیعہ قباحتیں ساتھ لایا۔ علماء حق کو دربار سے نکلنے دیکھ کر کئی بد کردار لوگ صوفیاء کے لباس میں قرب سلطانی سے مال مال ہونے لگے۔ ان میں ہر مذہب اور فرقہ کا باوہ گو چلا آتا تھا۔ شیخ قطب جلیسری نامی ایک مجذوب پادریوں کے سامنے آڈٹے۔ ایسے علماء اور بد خود غلط صوفیاء کو حضرت مجدد

کی و اہیات باتیں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کرو۔ اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل و عیال سمیت آکر طہارت کر کے بارگاہ الہی میں ایک دوسرے کے لئے دعائے غضب کرتا چونکہ نبی اپنے دعوائے میں سچا ہوتا تھا۔ ان لوگوں پر عذاب الہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہو کر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جب ان معاندین نے حضرت مجدد کی طرف سے سنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ فریاد پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرتا چاہیے۔ کیونکہ مگان غالب ہے کہ اس مرد خدا اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالیٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے آئیں۔ اور آپ کی تجدید الف اور قومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قومیت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ آسان کر دے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامہ سواہر صوفی الدین "قرار دیا تھا آپ نے اعلان کیا۔" ہر فساد کے پیدا شدہ از شومی علامہ سودیہ ظہور آمدہ۔ مطلب ایساں حب جاہ و ریاست۔ و منزلت نزد خلق است۔" یہ لوگ حضرت مجدد کے منکر بھی تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔



اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمتہ

## جان محمد جالندھری کا مشاہدہ

اللہ تعالیٰ علیہ جالندھری سے آکر حضرت مجدد

کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضور محل کے اندر تشریف فرما ہوتے تو وہ باہر دروازے پر دست بستہ کھڑا رہتا۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات القدس میں جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور

کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں شام سے پہلے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتانا ہوں۔ کیا کر سکو گے

میں نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکوں گا۔ حضرت مجدد

نے مجھے ایک اخروٹ دے کر فرمایا۔ کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹہرے

ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چھپک کے داغ

ہیں اسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دے کر بلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو

دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب

اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے

پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور حضرت مجدد

کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا۔ مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔

حضور اس وقت محراب میں بیٹھے تھے۔ وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضور

نے مجھے اشارہ کیا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا۔ جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ

لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ان کے پاس لے جاؤ۔

جب میں ادھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صورت کا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ

اے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب ادھر نگاہ کی

تو دیکھا کہ ادھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔

## قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی جلوہ فرمائی | اس درویش نے پہلے حضرت قیوم اقل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا۔ اس کا باپ میرا آشنا تھا۔ اسے اپنے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے آنجناب نے فرمایا۔ سلسلہ قادریہ میں۔ اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات کرو۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لئے دلیل ہو جائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے)۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلا جا کر وہاں سے فارغ ہو کر تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف کیا) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہو کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے درمیان میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی القور ایک لمحہ کے اندر ہمد سے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ابن کی خدمت بجا لاؤ۔ اور سلام پیش کرو۔ یہی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب الارشاد حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں سر جھکا دیا۔ اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے۔ اور واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باوازہ بلند اعلان فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اسے قبول کرو۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے اور

یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے وہ حضور کے تمام کمالات کو تہِ دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

میں نے اس روایت  
**جناب غوث پاک کی تشریف آوری کی تصدیق** کہ بارہا حضرت خلیفۃ اللہ  
 قیوم رابعہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہرِ فشاں سے سنا۔ انہوں نے  
 حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم  
 زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاتِ خود اس مجلس میں  
 موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی اور آنجناب کی خدمت  
 میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء  
**سلاسل تصوف کے نگرانوں پر تصرف** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ  
 جس عزیز کو جان محمد علیہ الرحمۃ بانع سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا اس وقت کا نگران  
 اعلیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت  
 شمس الملک بلاکہ اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرادیا۔ باقی فقراء جو اس بانع میں  
 بیٹھے تھے سب کے سب مشائخ امت کے مختلف سلسلوں کے نگران تھے۔ بعد ازاں

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا۔ صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ ۱۲۱ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کو قطبیت کی خوشخبری | اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم

ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ ”کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے اور وہ نور تمام جہان کے ذرے ذرے میں دھنس گیا ہے اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے۔“

جب میں نے یہ خواب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا تو فرمایا کہ تم اپنے وقت کے قطب بنو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھتے۔

۵ چنیں گفت آن احمد نامدار کہ اے ثانیے من دیدیں روزگار  
تو آخر چوں قطب دوران شوی زمن این حکایت سیاد آوری  
دیں لوح بیک حرف نہ گذاشتی ہرآنچہ ہر آدم تو برداشتی

۱۔ ترجمہ: حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے فرمایا یہ تم اس زمانے میں میرے ثانی (جانشین) ہوں گے اور زمانے کے قطب قرار پاؤ گے۔ میری طرف سے یہ خوشخبری ہے۔ میں نے لوح محفوظ کے وہ تمام مقامات جو تمہاری قیمت میں تھے عطا کر دیئے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں مولانا الحکیم لکوٹی

### کی حاضری اور ارادت

اس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی  
سلسلہ مجددیہ کی مغفرت نامہ | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ کے  
سلسلے سے قیامت تک جتنے لوگ وابستہ ہوں گے سب بخشے جائیں گے اور پھر  
اس کے اظہار کئے لئے بھی آنجناب مامور ہوئے۔

حضرت مجدد اپنے رسالہ ”مبداء و معاد“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا بِنِعْمَتِ  
رَبِّكَ فَخَدِّتْ“ اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا ادروں سے بھی بیان کرو۔  
ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے یاروں کے ایک  
مجمع میں بیٹھا تھا۔ اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگران تھا۔ اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ  
اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثناء میں من تواضع  
بِاللَّهِ وَرَفَعَهُ اللَّهُ۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند  
کر دیا۔ کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک تلمت سے اٹھایا گیا اور یہ آواز آئی غفرت  
لَكَ وَلَمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ إِلَىٰ بَوْسَطٍ ۗ وَبِغَيْرِهَا إِلَىٰ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ ہم نے  
قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ  
کے بغیر بخش دیا۔ اور بار بار یہی فرمایا۔ حتیٰ کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ پھر حکم دیا کہ

انسن واقع کو لوگوں پر بھی ظاہر کر دو۔ ۵

اگر بادشاہ برسرِ پیرِ زنن بیارو تو اے خواجہ سلبت بکنے  
 اِنَّ رَبَّكَ قَاسِمٌ الْمَغْفِرَاتِ۔ "بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت  
 وسیع ہے۔"

اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی  
 جو علمائے وقت کے بادشاہ اور  
 تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ اور  
**حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی حاضر خدمت**  
**ہو کر مرید ہوتے ہیں**

جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب علم تحصیل علم کے  
 آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اکثر علمی اور تدریسی کتابیں لکھیں اور شرح کی۔  
 جس سے دینی طلباء فوائد کثیر حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی کے بغیر کوئی کتاب  
 حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔  
 ملا سیالکوٹی کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام  
 شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسالتھی۔ کہ مولوی صاحب کے  
 دوسرے شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔  
 اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ تو مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب  
 حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کی کہ چند ورق میرے  
 ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہو گیا تھا۔ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ  
 کو جی نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولوی صاحب کو دیئے۔ جب آپ نے  
 ان اوراق کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا۔ جس کے علوم و معارف بالکل نئے ترو تازہ زیبا  
 اور شریعتِ عزرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالحکیم حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس  
 بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک

سے مشرف ہو چکا تھا اور اس وقت مولانا کی اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مولانا عبدالحکیم ایک ہی نظر میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے کمالات علمیہ اور روحانیہ کے معقد ہو گئے۔

اسی اثناء میں ایک رات مولانا عبدالحکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مولانا کو فرمایا۔ قل اللہ شکرہم فی خوضہم بلعبون تم صرف اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجب حالت طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوئے تو اپنے دل کو ذکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی اور لوگوں کو کہنے لگے۔ آج سے میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ پھر چند روز بعد حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمیٰ بہ "کابل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کیے ہیں۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناقدین اور مصنفین نے آپ کے تجدیدی کارناموں اور دعویٰ مجددیت کو حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اسے دنیا سے اسلام کی ایک اہم فکری تحریک قرار دیا ہے۔ یہ تحریک محض ایک فلسفہ ہی نہ تھی۔ بلکہ اسلام کی روحانیت کے تمام کمالات کو لے کر ابھری تھی۔ اس (اگلے صفحہ پر)

(بقیہ عاشیہ صفحہ سابعہ سے آگے) کے اثرات نہ صرف مغل دربار کی غیر اسلامی رسومات پر پڑے بلکہ اس وقت کی ساری اسلامی دنیا نے اس کا اثر قبول کیا۔ اور کافی حد تک آج کی یہ اسلامی دنیا بھی اس تحریک سے اثر ہے۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ برصغیر میں اسلام صوفیہ اسلام کی بدولت آیا۔ پھر سے علماء کرام نے ایک علی اور منطقی قوت بخشی۔ مگر ایک وقت آیا کہ علماء دربار لالچ میں گرفتار ہو گئے۔ اور صوفیہ کی منڈی پر جہالت اور رسومات نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح عام مسلمانوں نے احکام شریعت کی اتباع کی بجائے دولت اور خوشامد کو اپنا قبضہ و کعبہ بنا لیا۔ جاہل صوفیہ شرعی مسائل کا مذاق اڑانے لگے اور شریعت کو ایک حوویانہ نقل قرار دے کر تصوف کو ایک اعلیٰ مقام مننے لگا۔ ان کے ہاں ابن عربی کا فلسفہ وحدت الوجود اس انداز سے اپنایا جانے لگا۔ کہ نصوص قرآنیہ کے مقابلہ میں فتوحات مکتبہ کی فصوص ہی مشعل راہ بننے لگیں نبوت کے کمالات کے لئے ظلی اور بروزی اصطلاحات گھڑی گئیں۔ بعض صوفیہ نے تو ولایت کو نبوت سے اعلیٰ قرار دے دیا۔ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریات کو ادیان و دینوں کے اتحاد کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ایسے صوفیہ کے پیچھے اہل علم کا ایک طبقہ موجود تھا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری (جو ہائیوں کے عہد حکومت میں مخدوم الملک تھے اور شیر شاہ سوری کے دور میں شیخ الاسلام تھے) جیسے علماء اپنے گھروں میں سونے کے انبار رکھ کر بھی کسی شرعی حیلوں سے زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے۔ اس طرح مولانا زکریا جوہری نے بادشاہ وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ بعض علماء نے اکبر کو یہاں تک باور کرا دیا تھا کہ ایک ہزار سال کے بعد دین اسلام میں نہ قوت رہتی ہے نہ وہ قابل عمل رہتا ہے۔ ایسے خیالات کو ایران سے درآمد شدہ ان شیعہ علماء اور مجتہدین نے عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جو اکبر کی دعوت عام پر برصغیر میں آہنچے تھے مسلمانوں کی اس حالت نے ہندو بھگتی تحریک کو پرورش پانے کا موقعہ دیا۔ جو ریم اور رام کو ایک ہی ذات خیال کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اسلام کے احیاء اور تجدید پر آمادہ کیا



(بتیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ آگے بڑھ گئے۔ اور اعلان کر دیا کہ اسلام میں تصوف اور شریعت  
 جدا جدا نہیں ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ طرفیت تو شریعت کے احکام کی اتباع کا ایک ذریعہ ہے  
 شریعت ایک تجربہ ہے۔ طرفیت ایک سکون قلب کا ذریعہ ہے۔ آپ نے مزید وضاحت کی کہ حقیقت اور نظر  
 شریعت محمدیہ علی الصلوٰۃ والتلیمات کی پہچان کے راستے ہیں۔ ان کے ہاں علم، عمل اور انحصار سے شریعت  
 مکمل ہوتی ہے۔ آپ کے اس اعلان پر صوفیاء اور علماء کا حقیقت پسند طبقہ آپ کا ہم نوا بن کر آگے بڑھا۔  
 یہ ایک حقیقت ہے کہ توحید اور رسالت ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہیں۔ مگر جاہل صوفیاء کی  
 تعبیروں اور دنیا دار علماء کی تاویلوں نے وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے فلسفہ میں ولایت اور  
 نبوت کو یکجا کر کے ولایت کے مقام کو نبوت سے بلند دیکھا جانے لگا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے  
 وحدت الوجود کی بجائے وحدت الشہود کو پیش کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ ہم ابن عربی کی فتوحات مکیہ کو حضور  
 سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث (فتوحات مدینہ) پر فوقیت نہیں دے سکتے۔  
 انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بلند رتبہ رکھتا ہو۔ کسی نبی کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے  
 نبوت اور ولایت کے مقامات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صحابہ کرام تصوف اور شریعت  
 کے علمبردار تھے۔ ولی اللہ خواہ کتنا بلند پرواز ہو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک  
 صحابی درخواست اس نے حضور کو ایک بار ہی دیکھا ہوں) کے ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے ایک ہزار سال کے بعد اسلام کے زوال کی شرارت آمیز افواہ کے جواب میں فرمایا کہ اگر  
 یہ بات درست ہے تو میں اسلام کے آغاز سے ایک ہزار سال کے بعد وہ مجدد ہوں جو اسلام کی قوت کے  
 لئے جان تک کو قربان کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام اور کفر کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے اسی  
 وجہ سے آپ کو اسلام کی برہنہ شمشیر قرار دیا ہے۔ آپ نے ابر کے دین الہی کے مقابلہ میں محمد عربی  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین اسلام کو سامنے رکھا۔ آپ نے ہزار کے اہل ایمان امر اور کوجح کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) اکبر کی کفریات کو جہانگیری دُود میں ختم کیا۔ سجدہ کی روایات کو منہ پر کرایا۔ دو سال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے قید کے خاتمہ پر جہانگیری کی لشکرگاہ میں رہ کر ایمان مملکت اور امرار کو اسلام کی عظمت سے روشناس کیا۔ جہانگیری کی اصلاح کی۔ اور دربار کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ سرہند آئے تو برصغیر کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی ایک مجددی شکل میں کفر کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پہاڑ بن کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے۔ اور جاہل صوفیاء اور بے عمل علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک احیائے دین کی کامیابی آپ کی حکمت عملی کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے ایک طرف ان ارباب سلطنت کو جو دین سے محبت رکھتے تھے۔ اپنے مکتوبات کے ذریعہ بیدار کیا۔ اور دربار کی ہند و نواز روش کے خلاف اسلام کی برتری کا جذبہ عطا کیا۔ دوسری طرف ہم عصر علماء کرام کو جو اُت و بہت پر آمادہ کیا اور ایک اجتماعی دینی قوت کو منظم کر لیا۔ آپ کے مکتوبات نے جہاں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی۔ وہاں مختلف صوفیا اور مشائخ کو روحانی تربیت کے لئے تیار کیا۔ اس حکمت عملی کا ثمرہ یہ نکلا کہ برصغیر میں ایک اجتماعی قیادت ابھری جو مغل افواج، درباری امرار، بااثر علماء اور روحانی مشائخ پر مشتمل تھی۔ اس اجتماعی قیادت نے اکبر اور جہانگیری کی بیعت کے تمام مغلّات کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں۔ درباری طاہرین امراء اور جاہل صوفیاء اس تحریک کے سامنے بے بس نظر آنے لگے اور ایک وقت لیا کہ جس مغل دربار سے اذان مدارس دینیہ، علماء حق کے خلاف احکام جاری ہوئے تھے اسی دربار کے حکمران حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر، خانقاہوں کی نگہداشت، دینی قوانین کے نفاذ اور غرباء و مسکین کے حقوق کے محافظ بن گئے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا اپنے علمی انداز میں  
حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت کا اعلان

کہ ایک روز حضرت قیوم اول کی

اجلاس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھپڑا کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم  
لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا امام ہو اور جن کا  
قول عوام و خواص کے لئے سند ہو تجدید الف اور قیومیت کا اعلان کرے تو مخالفوں کے  
لئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھنٹی گزری تھی کہ تمام اہل مجلس حضرت

مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور خواب استراحت سے اٹھ کر وضو کرنا چاہتے

تھے لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت

کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں یکتا زمانہ ہیں بعد ازاں آنجناب

نے فرمایا کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے۔ اسے دیکھو۔ آنجناب کے

فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی کہ یہ مولانا عبدالحکیم کا

خط ہے۔ جب کھول کر پڑھا تو اس میں حضرت مجدد کے بارے میں بہت سے مدحیہ

فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ ”امام ربانی محبوب سبحانی مجدد

الف ثانی“ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی حالت سب

کچھ عرض کی۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا ہے

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اکبری اور جہانگیری دور کے زبردست عالم دین تھے۔ آپ علمی اعتبار پر

علامہ زمان اور شہرت کے لحاظ سے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری سے اکتساب

علم کیا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہم مکتب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالات کے معترف

(بقیہ حاشیہ سلسلہ سے آگے) اور شاخاں تھے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد عقیدت تھی۔ آپ کی دعوت و عزیمت کے پیش نظر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے ہم سبق (دارالعلوم ملا کمال کاشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم عصر اور ہم خیال تھے۔ آپ کے علمی کارنامے حضرت مجدد کی تحریک کو نمایاں کرنے میں بڑے موثر ثابت ہوئے۔ آپ نے حضرت مجدد سے عقیدت اور تعاون کو زندگی کا حصہ بنا لیا تھا۔ آپ حضرت مجدد کے قابل قدر دوست بھی تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کو علی بنی کے پیش نظر آپ کو "آفتاب پنجاب" کا لقب دیا۔ لاہور اور سیالکوٹ میں علمی مصروفیات سے اٹھ کر وزیر مملکت سعد اللہ کو ساتھ لیا اور سرہند شریف ہوئے اور حضرت مجدد سے بیعت ہوئے۔ تحریک احیائے اسلام کے زبردست موید بنے۔ اور اپنی تمام علمی توانائیاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں وقف کر دیں۔ اور آپ کی مشہور کتاب "دلائل التجدید" اس نظریہ پر زبردست تحریر ہے۔ اور آپ کی یہ تائیدی کوششیں حضرت مجدد کی زندگی تک وقف رہیں۔ پھر آپ کی اولاد کے ساتھ بھی آپ ہمیشہ تعاون کرتے رہے۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جہانگیر کے عہد حکومت میں سیالکوٹ میں دینی و علمی خدمات کا عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا جس سے ایسے نادر علماء نکلے جو مستقبل میں آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ شاہجہان کے دور اقتدار میں آپ کو دہلی میں طلب کیا گیا۔ انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ شاہجہان آپ کے علم و کمال کا یہاں تک معترف تھا کہ حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو بار چاندی سے ٹلو کر چاندی آپ کو بخش دی۔ کئی دیہات سیالکوٹ میں ہی بطور جاگیر آپ کو عطا کر دیے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم نے ساری عمر تعلیم و تدریس میں گزار دی۔ بلند پایہ تصانیف لکھیں۔ اور اہل علم و فضل کی قدر افزائی کی۔ شاہجہان نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں ایک لاکھ روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۶ء میں سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور اسی شہر میں آپ کا مزار بنا۔

(ماخوذ از تذکرہ علماء ہند)

۱۱۱ سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نور  
 حضرت شیخ حمید قدس سرہ | قیومت سے معلوم کیا کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالا  
 الہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے۔ جن کے طفیل سے ہزار ہا  
 لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحل ہدایت پر لگیں گے۔ اس واسطے آنجناب عین مہم  
 گریا میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت اور ملاقات حضرت مجدد کے  
 مرید مخصوص ملا عبد الرحمن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے  
 حضرت مجدد کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں غبار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ غبار سخت  
 دشمنی سے تبدیل ہو گیا تھا۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملا عبد الرحمن سے  
 شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملا نے عرض کیا کہ وہ تو آنجناب کا سخت  
 مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گزر اس مکان کی گلی سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتے تھے  
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کی طرف ایک تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں  
 شیخ کو باہر بلایا۔ آواز سنتے ہی شیخ حمید کی صداوت خوش اعتقادی اور محبت سے بدل گئی۔  
 بڑے ادب سے اٹھ کر آداب قیومیت بجالایا۔ اور حضرت مجدد کے روبرو دست بستہ  
 کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہوتے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی  
 آپ کے پچھے پچھے روانہ ہوا۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید  
 کی کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دیا۔ شیخ حمید تین دن رات دروازے پر سڑنگوں کھڑا  
 رہا۔ انہیں اپنے آپ کی سُدھ بدھ نہ تھی۔ جب دوسرے اجاب نے آنجناب سے  
 اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد  
 حضرت مجدد نے شیخ حمید کو بلا کر ان کے خال پر مہربانی فرمائی۔ اور اسے مرید بنایا۔  
 تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگال کی طرف جانے کی  
 اجازت عنایت فرمائی۔ نصرت فرماتے وقت حضرت مجدد نے اپنی نعلین مبارک شیخ حمید

کو عنایت فرمائیں۔ شیخ حمید نے انہیں اپنے دانٹوں سے اٹھایا اور جب تک زندہ رہا اور طاقت رہی دانٹوں سے اٹھاتا رہا۔ بعد ازاں سر پر باندھ لیا۔ جب آنجناب سے رخصت ہوا۔ تو اسٹے پاؤں واپس گیا۔ بلکہ اس شہر سے بھی اسٹے پاؤں گیا۔ تاکہ پیچھنے سے بے ادبی نہ ہو۔

حضرت شیخ حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بنگال

بنگال میں حضرت شیخ حمید نے  
سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کی

میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور حضرت مجدد کے نعلین مبارک آج تک وہاں موجود ہیں۔ وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی ان کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا۔ فمشلہ الشیخین ہو احمد بین المحمدین۔ ”وہ دو محمدوں کے درمیان ایک احمد ہے“ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین ہے۔

۱۔ شیخ حمید بنگالی قدس سرہ کے مفصل حالات کے لئے ذبذہ المقامات اور حضرات القدس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی دعوت عزیمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ بنگال کو بنگال میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ اور سلوک کی تعلیم کے لئے سیاحت میں نکلے حضرت مجدد سے بیعت کی اور ایک سال میں سلوک مجددیہ کے مدارج طے کئے حضرت مجدد کے ارشاد پر بنگال آئے اور ظاہری باطنی علوم کی اشاعت کرنے لگے۔ حضرت مجدد کے خلیفہ اور مرید خاص تھے۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمہ فوت

**میر یوسف سمرقندی کا معاملہ** | ہوئے جب حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
حوالے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب  
نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرورہ سرانجام کرنا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ  
بھی حاصل نہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر بھی سلوک میں ترقی نہ کی  
کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے  
واپس آئے۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب نے  
انہیں ذکر قلبی سکھایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آنجناب کی  
خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اول رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی  
نسبت الفاکی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے باطنی حالت پر بھی۔ جب میر یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی۔ تو فرمایا  
ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو  
آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔  
اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی  
حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حضرت مجدد کا جو تا ساری عمر سر کے عامہ کے نیچے سجاوے رکھانے  
کے بعد قبر کے روشن دان پر سجاوے کیا۔ ۱۵۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول اُٹھے۔ آپ کے اٹھتے ہی میر یوسف جہاں بحق تسلیم ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ

## جنات کا اخراج

سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ ان کے نکلنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھپھت کے حجرے میں سوئے تھے کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کر دیا۔ ان کے شور و خوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے کیونکہ وہ جن دروازے کو بھی کھٹکھٹاتے تھے۔

اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور 'متنعینی' فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا یہ فرمانا تھا کہ جن آپس میں کہنے لگے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگ اُٹھے

ہیں۔ سب کو تباہ کر دیں گے۔ آو بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یک بارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت

مجدد الف ثانی قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضر خدمت

ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کے

لئے آئے تھے۔ اُن کو جان سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواح

میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے

گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں

رہتے تھے۔ اور جو نکلنے لگے۔ اپنا ساز و سامان ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے

## سرسبز شریف میں جنات کا قیام

عرض کیا کہ ہم مدت سے آنجناب کے

قدم مہینت لزوم کے منتظر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب کے دیدار



فائز الانوار سے مشرف ہوئے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں گے۔ اس بارے میں بہت منت سماجت کی تو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اس کے لشکر کے مرید کر لیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا۔ اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبد الرحمن کو آنجناب کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا سب کے سب آنجناب کے مرید ہو گئے۔ آنجناب نے انہیں خالقاہ اور گھر کے ارد گرد ٹھوڑی سی جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرسند کے محلہ جنات میں رہتے ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں۔ جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا۔ وہ سب کے سب اس محلہ کے پاسان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں۔

ایک روز میرے مصنف والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے **سرسند کے جنات** (مصنف کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر مکان کی پھپھت پر جو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گانا گا رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم کیوں گاتی ہو بعض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشیاں منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روضوں کے گرد و نواح میں بہت سے نیک جن اب تک رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت

حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سبوا وحده" کے اظہار میں لکھے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال دیکھا اور انہیں فرمایا معلوم ہوا کہ تم ہوتے زمین پر پشت ہر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ لگتا ہے متعین ہے۔ اگر خدا امر چاہے تو فنا اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے تو میں پہلے فرشتے کو بتاتا ہوں اور وہ جن خواہش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی قومیت کے سال الذم کے واقعات

مجدد الف ثانی کی بکرت سے | قومیت کے تیسویں سال ایک دفع حضرت  
قبرستان سے عذاب اٹھا گیا | قیوم نزل فرمایا اللہ تعالیٰ عنہ سر نہ کہانی اپنے  
بچنے والا حضرت امام رفیع الدین نعیمی مسو کی قبر کی نیابت کے لئے تشریف لے گئے خانہ  
کے بعد امام صاحب کے مزار پر سارے قبرستان کی تقویت کے لئے جناب نعیمی میں قاری  
والتواکی امام بخاری نے ایک جہت کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھایا۔ پھر  
امام صاحب کی کہ اسے پروردگار بخیر ہی رحمت کی کوئی آیت نہیں منسبت اور نیا ہو کہ پھر امام  
ہوا کہ ایک بیٹے کے لئے اس قبرستان واپس سے عذاب اٹھایا گیا ہے۔ ان جناب  
نے پھر انہاس کی تادم بنوا کر اسی ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم خطہ آ

اٹھالیا۔ پھر التجا کی تو جناب، بادی سے بفضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھالیا ہے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبد اللہ قدس سرہ کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں ایک حدیث تشریف کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کسی عالم کا گزر قبر پر سے ہوتا ہے تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھالیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دیں گے۔ شہر سرسید کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے جس کی بابت آنجناب کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنجناب کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے۔

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول مجدد  
**حضرت شیخ بلخی کا خواب** | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ ملا بدر الدین  
 حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے  
 کا سبب یہ ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ بڑی عظمت و جلالت سے  
 لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے۔ بلکہ تمام گذشتہ و آئندہ اولیا بھی نظر آ رہے ہیں۔  
 خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ غجدوانی سرعلقہ خواجگان خواجہ بہاء الدین  
 نقشبند خواجہ خمید اللہ احرار اور کئی بزرگ اس جنارے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں  
 میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔  
 اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر  
 ہیں جو اولیائے امت سے افضل ہیں جب وہ تشریف لادیں گے تب نماز جنازہ ادا

کی جائے گی۔ کیونکہ وہ امامت کراہیں گے۔ اور ہم سب مقتدی ہوں گے۔ اتنے میں ایک سرود گندم گوں ماہل سفیدی۔ کشادہ چشم۔ فرخ پشانی۔ بلند بینی۔ مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح صلح تشریف لائے۔ جن کی پشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و صورت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیائے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن سرہند شریف ہے۔

میں جاگا تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔ صبح بلخ کو چھوڑ کر قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہوا۔ جب سرہند پہنچا۔ اور حضرت مجدد کی زیارت سے متعرف ہوا۔ تو جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہ وہی تھا۔ میں نے اس درگاہ عرش شتباہ پر روئے نیاز اور خانقاہ ملائیک پتہ کے گرد چند مرتبہ طواف کیا۔ اور جو کچھ دیکھا۔ وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سید زادہ

حضرت بہاؤ الدین نقشبند کی  
نگاہ میں حضرت مجدد کا مقام

اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔ "مجھے یہ سن کر تعجب ہوا۔ میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز بیان نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اتر رہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ آمو جو ہوئے ہیں۔ اور

فرشتے کو فرماتے ہیں کہ سید زاوہ کو زندگی بخشی گئی ہے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مر جاتا تو تین آدمی کا فر ہو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ نہیں فرمائی۔ لیکن ان کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

اسی سال سلسلہ چشتیہ کے ایک

**خواجہ معین الدین اجمیری فرماتے ہیں** | سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اول مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے انہوں نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا کہ

ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ کسی لڑائی لڑنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور آپ کے آگے آگے فوج جا رہی ہے اور شاہانہ بھندے

اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آباؤ اجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہو۔ میں نے کہا

کتنے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ تو نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا فرق دیکھا کہ تو ان کے پاس گیا۔ میں

نے کہا کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرق مراتب کو جانتے ہو؟ وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے اس شخص کو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اولیائے امت سے افضل

ہیں۔ شریعت کو فروغ دینے والے اور استقامت بالسنہ بدرجہ غایت رکھتے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں اکابر اولیاء کی ملاقات

سمرہند میں طاعون سے تباہی اور اس کا ازالہ | سمرہند میں وبا سے طاعون کچھ اس  
 قیومیت کے چودھویں سال شہر  
 شدت سے پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزار ہا آدمی صفحہ حیات سے تختہ مات پر پڑنے لگے جب  
 خلقت تنگ آگئی تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ  
 میں آئے۔ اور آنجناب کے آستانہ مبارک پر جہیں نیاز بھکائے کھڑے رہے۔ حضرت قیوم  
 اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ کی  
 اور بارگاہِ الہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ اس بلا کا جزیرہ  
 ہم سے بھی مانگتا ہے۔ ہم نے عوام کے عوض اپنا بیٹا پیش کیا ہے۔ چنانچہ اسی روز آنجناب  
 کے فرزند رشید شیخ محمد عیسیٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ اجنا  
 نے غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے مزار  
 میں دفن کیا۔ لیکن دیار میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیگی کے تیسرے  
 دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے اور وبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے پھر بارگاہِ الہی میں خلاصی خلاق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو  
 کو خلقت کے واسطے فدا کر دو۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم  
 نے دوسرا فرزند بھی عوام الناس کے واسطے فدا کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد فروخ جن کی عمر اس  
 وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے اسی دن فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم

شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ لیکن وہاں کی آندھی بدستور چلتی رہی  
 پھر لوگوں نے آکر بڑی منت سماجت اور آہ دزاری کی۔ اس مرتبہ آپ نے اپنی دختر فرخندہ خاتون  
 اُمّ کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو خلقت کے لئے فدیہ دیا۔ حضرت  
 اُمّ کلثوم اسی وقت نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر حضرت مجدد کو مبارک باد  
 دی۔ آپ حیران رہ گئے کہ اس موقع پر مبارک باد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ  
 ہم نے تمہاری بیٹی اُمّ کلثوم کو اپنے رسول بھیجے اعلیٰ السلام سے جو حضور تھا وہی۔ حضور اسے  
 کہتے ہیں جس نے عورت کو چھوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت سحی اعلیٰ السلام کے بارے میں  
 فرمایا ہے "سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ" اور یہ انبیاء اور فرشتے  
 اس واسطے آئے ہیں کہ اُمّ کلثوم کا نکاح بھیجی اعلیٰ السلام سے کریں۔ حضرت خاتم النبیین صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا اور باقی تمام انبیاء اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح  
 سے فارغ ہوتے ہی اُمّ کلثوم اس دنیا سے سدھار گئیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا۔ اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ  
 اٹھایا۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت سحی اعلیٰ السلام تمام انبیاء اور فرشتوں  
 سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں جیسے بیاہ کے بعد دلہن کو لے جاتا ہے۔ اُمّ کلثوم  
 کو حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جب  
 جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت سحی اعلیٰ السلام کی رُوح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ اُمّ کلثوم کی  
 قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی ایک ولی کے بھی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس  
 قبر پر نور نبوت کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وہاں نہ تھی۔ لوگ  
 بکثرت رہتے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیا خولجہ

۱۲۴ پیٹ سے ترجمہ : سردار ہے اور بند ہے عورتوں سے اور نبی ہے صالحین سے۔ پیٹ ۱۲۴

محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہاں کوئی تر لقمہ لیا چاہتی ہے سو اس کا تر لقمہ  
 میں بنوں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے  
 سے مراد میں ہی ہوں لیکن حضرت نے بہ سبب شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ سے تھی۔ مجھے محفوظ  
 رکھ کر دوسرے فرزندوں کو نثار کرتے رہے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ فرزند میں ہوں  
 سو میں اپنے آپ کو عوام الناس کے واسطے فدا کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں  
 ہوئے اور لمحہ بہ لمحہ مرض غالب آتا گیا حتیٰ کہ تین روز میں آپ کا وصال ہو گیا۔ نزع کے  
 وقت آپ نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر سے مصیبت و بارِ دور  
 کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو تو میرا نام لکھ کر  
 اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہدام میرے نام راہِ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ اپنے  
 فضل و کرم سے شفا کے کلی عنایت فرمائے گا۔ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس  
 مرض سے نہ مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ  
 محمد صادق) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ  
 محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وہاں کے لئے مجرب ہے۔ اسباب تک بھی موثر ہے۔  
 حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا  
 زور ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دنیا شروع  
 کیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مریضوں کو شفا کے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں  
 کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک وہاں کے لئے بہت مجرب ہے۔  
 حضرت قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کو غسل دے کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے  
 شمال کی طرف واقع ہے اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنت کا ٹکڑا اور اپنے دفن کے



لئے حضرت مجدد نے ہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے مدفن پر ایک عالی شان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص تھاں میں روٹیاں رکھ کر لایا۔ اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بدرجہ غایت محبت اور عقیدت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا۔

## جنت کا ٹکڑا اور حضرت مجدد الف ثانی کا روضہ

جو زمین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اول نے جنت کا ٹکڑا ہونے کی خوش خبری دی ہے۔ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنت کا ایک حصہ ہے چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ "بین القبری والمنبری روضة من رياض الجنة" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہ سبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی گئی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات نہ ہی جدا ہے جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس

بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے باسے میں دونوں بھائیوں میں جگ جگ ہوئی تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش دئی۔ اس وقت جنب سے آواز آئی کہ یہ وہی

سہ اور گزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات سے پہلے اپنے تین بیٹوں معظم شاہ، اعظم شاہ اور کام بخش کو اپنی ساری سلطنت تقسیم کر دی تھی۔ تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ مگر اورنگ زیب کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان شہزادوں نے جنگ تحت نشینی کا آغاز کر دیا۔ شاہزادہ معظم نے باپ کی تخت پر چڑھ کر پشاور میں بیٹھ کر اپنے لاؤ لشکر سمیت لاہور پہنچا۔ پنجاب کے گورنر منعم خان نے اسے جگی ساز و سامان مہیا کیا۔ معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ میں اپنی بلاشاہت کا اعلان کر دیا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لقب پایا۔ صوبیدار منعم خان کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا اور دہلی کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سرہند پہنچ کر حضرت مجدد دلف ثانی کے روضہ کی زیارت کی۔ اور آپ کی اولاد سے استمداد کر کے بہت سے تحائف دیئے۔ دہلی کے قلعہ دار نے اعلان کیا تھا کہ تین شہزادوں میں سے جو بھی پہلے پنچائیں قلعہ اس کے حوالے کر کے دست بردار ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے قلعہ معظم شاہ کے حوالے کر دیا۔ شہزاد نے پر معظم شاہ کا اختیار ہو گیا۔ معظم شاہ کے بیٹے عظیم الشان نے آگے بڑھ کر آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ جس کے کرٹوں کا خزانہ حاصل ہوا۔ ۱۸ ربيع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر معظم شاہ کا لشکر اور اعظم شاہ کی فوجوں کا امتنا سامنا ہو گیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ (معظم) زخمی ہوا تھا۔ اس نے اپنے بھائی اعظم کو کہا کہ ہدی جگ میں بے گناہ لوگ مارے جائیں گے صلح مندی سے حکم تقسیم کر میں۔ مگر اس نے نہایت تکبر سے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ گویا گدی کی شدت، سپاہیوں کی جرات، جنگ مغلوبہ دونوں بھائیوں کو خوب رٹے۔ اعظم شاہ کے کئی سونیل کٹ مرے۔ اعظم شاہ کو ذوالفقار خان نے بروقت مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں۔ میدان جنگ سے شب کو گوالیار کو تکل جائیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس کا لشکر بھاگنے لگا۔ مگر وہ ڈرتا رہا۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھ کے سوونے میں بیٹھے بیٹھے زخمی ہوا۔ اور مر گیا۔ معظم شاہ کے پہ سالار نے اس کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور حشبن فتح

خاک ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی۔ اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی۔ اس کا طویل چالیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور عرض میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے۔ وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پئے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اور بالنظر جنت میں داخل ہوگا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند

**سرمند کی سرزمین کو عظمت ملی** | اکبر اکبر اولیاء خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو اسی زمین عشرت میں مدفون ہوئے۔ پناہ آنجناب ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شہر سرمند کو جو میری جائے پیدائش ہے۔ میری خاطر ایک گھر سے تاریک کنوئیں کو پورے کر کے بلند صُفر بنایا۔ اور بہت سے شہر اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور و دلچیت کیا ہے۔ جو بے صفتی۔ بے رنگی اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے۔

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق

**حضرت مجدد کے مزار پر انوار الہیہ کی بارش** | علیہ الرحمۃ کے وصال سے چند مہینے

پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ایک کونے میں فقراء ہیں۔ لیکن جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کے وقت شہزادہ معظم کے سامنے لارکھا۔ اس طرح اس شہزادہ کا عرتناک

حشر ہوا جس نے حضرت مجدد الف ثانی کی خاک کو حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔

نور وہاں سے چمکا اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چلے یہ بات میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق) کو جو صاحب ستر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزند ارجمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہو گیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے۔ یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا ملجہ ہے۔ جو میرے دل سے لے کر وہاں اس طرح روشن ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے چرلغ۔ ”کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے بڑے بیٹے کے برابر مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا۔ کیونکہ آج کل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کر دی گئی ہے۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پر عالیشان گنبد بنایا گیا۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی

**قبر میں ادباً ایک طرف سمت گئیں**

اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب کی

وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خانک الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماسی رتو

پ کا مرقدا زروے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا۔

جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پر سے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بوجہ سنت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین مرقدے ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرداگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمت کا جو آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خازن الرحمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی کی عمر مقررہ اور اس کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف آپ کو اس کا علم تھا۔ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ممتاز امت ہو۔ ضرور غم ہوا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائے گا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میری عمر پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ کی قضائے سے میرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہوں گی۔

انبیاء کے مزار سرہند کے ایک ٹیلے پر | اسی سال حضرت قیوم اول مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے اپنے قدم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کعبہ کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ کشفی نظر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء کے مقبرے ہیں بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی جلد کا دو سو چھپواں مکتوب حضرت خانن الرحمتہ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو انبیاء علیہم السلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں ان سے ملاقات کی۔ مجھے نظر آتا ہے کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی بلکہ ایک شخص نے بعض کی دُور نے۔ بعض کی تین نے پیروی کی۔ مگر نظر کشفی سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کی پیروی چار شخصوں نے بھی کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیاء اس مقام پر آرام کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد نسبت مختلف رائے ہے۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پندرہ مرسل بیاں پر مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق پچیس غنی مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں۔

میرے (مصنف) مضافات سرہند میں چالیس پیغمبروں کی قبریں ہیں | کے والد بزرگوار نے

فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ اس مقام پر چالیس

پغمبر بیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پانچویں طرف "براس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیاء کی ہجرت گاہ ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیاء کے وقت آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیاء کے پیروکار نہ بنے ان پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مبعوث کو تہہ و بالا کر دیا تھا۔ شہر سرسند سے چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں سنکوئل نام ہے۔ یہاں بھی پغمبر مبعوث ہوئے ہیں لیکن وہاں کے لوگ بدقسمتی سے ان پر ایمان نہ لائے۔ حق تعالیٰ نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا آسمانوں سے پتھروں کی بارش کی گئی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پغمبر وہاں سے ہجرت کر کے "براس" میں آئے۔ اور یہیں وفات پائی۔

واضح رہے کہ اس قدر انبیاء جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے بلکہ ایک ایک بار دو مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علماء و مشائخ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ ہندوستان میں بھی کوئی پغمبر یا نبی مبعوث ہوا تھا۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکتوب میں "جس میں ہندوستان میں انبیاء کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے" لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیاء کے علوم سے بعض حقائق چوری کیے ہوئے ہیں۔ نہیں تو ان کے نام مقبول اقوال خدا کی الوہیت پر کیونکہ مان سکتے ہیں۔ نبی، رسول اور پغمبر یہ سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے۔

۱۔ قدیم ہندی زبان میں بسیمٹھ کہتے تھے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشاں وغیرہ

حضرت مجدد کے مکتوبات جلد اول  
کی عالم اسلام میں اشاعت

مالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ جو انبیاء و مرسل اصحاب بدر، اور اصحاب طلوت کے حدود کے موافق ہیں۔ اس جلد کے آخر میں حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضداشتیں حسب اللہ آنجناب داخل کی گئی ہیں۔ اس جلد کے جامع شیخ یار محمد حسینی طالقانی علیہ الرحمہ ہیں۔ جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی نگاہ میں حروف مقطعات

### کے مطالب

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بطویل محبت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دولت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں۔ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفائے آنجناب سے التجا کی۔ کہ ان اسرار سے اندر راہ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجناب نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے بعد



سے لے کر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں کئے گئے۔ دوسرے نو درہ کنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پاتا ہوں۔ حضرت مجدد کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اقیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ملا بدر الدین

**اسرار مقطعات کا القا** | رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ جب

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر القا فرمائے تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر القا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت منت سماجت سے عرض کی کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں ہمیں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اس سے پیشتر میں نے خود کئی مرتبہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں التجا کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار مولیٰ سے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں البتہ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے واقف فرمایا۔ شیطان بڑا زبردست دشمن ہے کہیں چوری چوری سُنتا نہ ہو۔ میں نے پھر عرض کی کہ حضرت مجدد کو یہ قدرت حاصل ہے کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری نہ سُن سکے جب میں نے بہت ہی منت سماجت کی تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الہی سے اجازت طلب کی جب ان امرہ کے اظہار کے لئے اجازت ملی تو جہان بھر کے جنوں اور شیطانوں کو وہ یائے شور میں قید کر دیا گیا اور فحشے کو بہ مغرہ کے مکان میں لے جا کر بٹھایا گیا۔ اور اردگرد فرشتوں کی صفیں

کھڑی کر دی گئیں۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنا لیا۔ پھر آنجناب نے ان اسرار کا الفاظ فرمانا شروع کیا۔ تین دن تک ایک ہی وضو میں ایک ہی جلسہ میں رہے۔ صرف نماز فرض اور سنت مؤکدہ وقت پر ادا کرتے۔ اس کے سوا کسی اور شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار کا اظہار فرماتے تھے تو میں بہوش ہو جاتا تھا۔ آنجناب فرماتے تھے محمد معصوم سمجھ گئے، تمہیں بڑا شوق تھا کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار معلوم ہوں۔ میں بہوش میں آ کر عرض کرتا۔ کہ جناب سمجھا ہوں۔ تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بدھ کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکورہ کی نویں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد نے ان کے اظہار سے تاکیداً منع فرمایا۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا۔ تو گلا گٹ جائے گا۔ اس کے واسطے قلم توڑ دینے۔ کاغذ جلا دینے گئے۔ نزدیک والے دور ہو گئے۔ طالب ہیجور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قومیت کی استعداد ہو۔ اس پر اسرار منکشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الفاظ کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کئے۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشاء کے بعد بالتمام حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الفاظ فرمایا۔ ہر رات عشاء اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت مہربانی سے مجھ فقیر محمد احسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولف کتاب کو حروف مقطعات قرآنی سے سرفراز

فرمایا جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔ میں نے یہ علوم و اسرار کشف الحقائق مقامات قیومیت“ میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ کر دیئے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں جو آج تک کسی نے نہیں لکھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکر یہ بجا لاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے ابناء کے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام ”کشف الحقائق مقامات قیومیت“ رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور مشابہات بعض علمائے صوفیہ اسلام نے بھی بیان کی ہیں۔ چنانچہ وجہ ہے مراد ذات اہد پدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے۔ الف۔ لام۔ میم سے مراد و اہم معنی دردی ہے۔ جو محبت کے لئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان تحریر کئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ سچے بھی کیا کریں۔ معذور ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہ کے کوئی نہیں تھا۔ یا جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے۔ میں مصنف کتاب نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے انہیں دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے۔ اور اسماء و صفات شیونات، اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے نکال کر لکھ دیئے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کے خلفائے دنیائے اسلام میں

### پھیل گئے تھے

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے خلفاء کو خلقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص احباب میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچاق کی طرف روانہ فرمائے اور ان کی قیادت مولانا محمد قدیم طائفانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دی۔ اور چالیس آدمی عرب، ہین، شام اور روم ممالک کی طرف مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں روانہ ہوئے۔ اسی طرح اپنے معتبر دس یاہر مولانا صادق کابلی کی قیادت میں کاشغر کی طرف روانہ فرمائے اور تیس برسے

۱۔ خواجہ محمد صادق کابلی قدس سترہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلفائے مجاز میں سے تھے۔ آپ کے حالات حضرات القدس اور زبدة المقالات کے مؤلفین نے بڑی عقیدت اور محبت سے لکھے ہیں۔ وہ ابتدائی سمر میں بہت بڑے امیر اور مغلیہ افواج میں ایک اعلیٰ پوزیشن پر سرفراز تھے۔ جہانگیر کے خاص الخاص ملازمین میں سے تھے۔ دل میں خدا جوئی کا جذبہ پیدا ہوا۔ تو الہ آباد سے دہلی پہنچے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلے۔ مگر اس وقت حضرت خواجہ باقی باللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ کے ایک دوست خواجہ حسام الدین کی خدمت میں پہنچے۔ قلبی کیفیت بیان کی تو خواجہ حسام الدین نے انہیں حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ سر نہد پہنچے۔ بیعت ہوئے۔ حضرت مجدد کی نظر شفقت و الطاف نے آپ کو مقلات سلوک

خلیفوں کو تو بلن بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا۔ اور ان کے سردار شیخ احمد بہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ مقرر کیئے گئے۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ممالک میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی برسی عزت کی۔ اور بے پناہ لوگ مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بے شمار کرامات اور حوارق عادات ظہور میں آئیں۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے کئی بادشاہ بھی مرید بن گئے۔

جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے  
**خلفاء مجدد کا انسانوں کے علاوہ**  
**جوانوں اور پرندوں پر تصرف**  
 ترکستان گئے۔ تو ان دونوں وہاں کے اکثر لوگ وحشی  
 سیرت ہوتے تھے۔ اس واسطے بعض نے سر تسلیم خم

(یقیناً شبہ صفحہ سابقہ سے آگے) طے کرنے میں مدد دی۔ آپ بھی حضرت کے مہربان راز اور فرزند ان پاکباز  
 میں شمار ہونے لگے۔ ایک بار خواجہ محمد صادق کابلی ازراہ محبت احباب سرہند دریائے جمناسے اونٹوں پر پانی لاد کر سرہند  
 لائے۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے خواجہ صاحب کی محنت کی تعریف کی۔ مگر فرمایا۔ دریائے جمناسی ندوؤں کا  
 مقدس دیا ہے۔ اس کا پانی مسلمانوں کے لئے نہ پینے نہ وضو کرنے کے کام آنا چاہیے۔ ہندوؤں کے بت کدوں سے  
 ہوتا ہوا پانی کسی احترام کے لائق نہیں چنانچہ پانی کو زمین پر گرا دیا گیا۔ خواجہ محمد صادق کابلی کو جزام ہو گیا۔ احباب  
 آپ سے دور رہنے لگے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی آپ کو اپنے پاس بٹھاتے۔ دوستوں نے آپ کو سمجھایا کہ یہ مرض  
 کہیں آپ کو نہ لگ جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا علاج تو ہو جائے گا۔ مگر میں ایسے پیارے انسان کو اپنے سے جدا  
 نہیں کر سکتا۔ توجہ فرمائی جزام ٹھیک ہو گیا۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی کی ایک انگلی پر نشان جزام آگیا جو کچھ  
 عرصہ بعد ختم ہو گیا۔

یہ حضرت خواجہ محمد صادق کابلی نقشبندیوں اور مجددیوں کے اس کاروان کے تاجدار بنے جو دشت قبچان میں  
 کوہ کرام کی وادیوں، شمالی ترکستان کی پہاڑیوں اور تاتار کے کفرستان میں تبلیغ دین اور اشاعت سلوک کے لئے  
 روانہ کیا گیا تھا۔ آپ کچھ عرصہ لاہور رہے۔ ۱۰۱۸ھ میں فوت ہو گئے۔

کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جھگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے منکرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی ان کی زیارت کے لئے آیا ہوا تھا۔ ان کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ بعض آدمی ہمارے ابھی تک منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا سلب یا ن کا موجب ہے۔ بعد ازاں لوگوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور ہمیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ان گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کریں گے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کریں گے۔ اور اگر منکر رہیں گے۔ تو ان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے۔ انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے اور سب کے سب مرید ہو گئے۔ وہاں کے بادشاہ بھی ان کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولایتوں میں جو خلفا گئے۔ ان سے بھی برہم پڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو الگ الگ ایک دفتر درکار ہے۔

غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر و فوجیہ اور بادشاہ تک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحنوں اور ارادت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔ اور بہت سے کڑی منزلیں طے کر کے آنجناب حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب حضرت مجدد نے ہر ایک پر اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا۔

# حضرت مجدد الف ثانی کی معنیہ لشکر گاہوں میں تبلیغ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت | عنہ کی بزرگی کی شہرت اور ارشاد کا فائدہ  
 جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا اور آنجناب کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بحسن لگی  
 اور قیومیت کی شہرت و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کے  
 نفاذ کے اکی گونج آسمانوں پر سنی جانے لگی۔ اور جن دانش کے مرشد کا نور فیضان عرش و  
 کرسی تک پھینکے لگا۔ ۵

زارشاد اوگشت روشن جہان

بسجدہ در آمد زمین و زمان

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ  
 اللَّهِ أَفْوَاجًا ۗ ” جب اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہا گروہ  
 اسلام میں داخل ہوتے لگتے ہیں۔“ کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے  
 مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں  
 اور واقعات کے معلوم ہوئے اور نیز انبیاء اور اولیائے اہل بیت آنجناب کی خدمت  
 میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ تو خلقت مذی دل کی طرح حضرت مجدد کی خدمت  
 میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخت ترک کر کے صاحب  
 قیومیت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے

بڑے بڑے جمید علماء درس و تدریس کے مکتب ترک کر کے جناب قطب لاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ اس زمانہ کے ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں نے آنجناب کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا۔

از حیلوہ او ہفت التلیم  
جنید ہزار تخت و دیہیم

زمانہ کے مشائخ حضرت مجدد کی خدمت میں | زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیا،  
حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خدمت کو پروردگار کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے اور تمام جہان کے چھوٹے چھوٹے وضع و شریف بادشاہ و غلام چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جیسے پروانے شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیاء میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک رزق، روزی، عمر، شفا، سالکوں کی باطنی ترقی، ہدایت و فیضان ولایت، ایمان، اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں، فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا۔ حضرت مجدد کے طفیل اور وسیلے سے وابستہ تھا۔ آنجناب کا افضال آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار ہزار افراد دریائے غفلت سے نکل کر ساحلِ مراد پر پہنچے۔ اور آنجناب کی توجہ سے مگر اسی کے جنگل کے بے شمار مرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہزار ہا آدمی توبہ و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے تقلید کا لباس اتار کر پایہ تحقیق سے مشرف ہوتے اور ولایت کی فائز اتم اور بقائے اتم حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار



کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ اور جسے آئندہ اور گزشتہ  
 اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا۔ مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت مجدد کا  
 تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ تو آنجناب کی صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آپ کے  
 حضور میں گویا ان کی کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور  
 کھڑے رہتے۔ جب تک انہیں محبوب رب العالمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کی زبان نہ کھلتی  
 آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دب دے کے یہ شان تھی کہ کسی امیر وزیر بادشاہ۔ قیصر خاقان  
 دہان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی جرات  
 نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت مجدد ان کی طرف توجہ فرماتے تو یہ ایسے بے خود ہو جاتے کہ ان  
 سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے  
 حضور میں جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کے لئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے  
 اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجالا کر ان قبہ اولیاء کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے  
 کی جرات نہ ہوتی۔ آنجناب عالم پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔  
 اگر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے تو کئی دفتر  
 چاہیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ”الذیل بیہنہ“

غرضیکہ کامل اولیاء طالبان مولا۔ دوستان خدا

**کاملان وقت کا بے مثال اجتماع** اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لے کر نہ آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت  
 تک ہوگا۔ جو طالبان حق حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت  
 میں تھے جو شخص انہیں دیکھتا بے اختیار ”ان ہذا الٰہ ملک کریم“ پکار  
 اٹھتا۔ حضرت مجدد نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کر کے خلافت دے کر دور و نزدیک  
 کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا تھا۔ حتیٰ کہ عرب و عجم، ماوراء النہر، بدخشاں اور ہندوستان

میں سے کوئی ایسا علاقہ نہ تھا۔ جو آنجناب کے خلفا سے خالی رہ گیا ہو۔ اور توران اور ہندوستان کے صوبوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص احباب اور مریدوں کو خلافت دے کر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے اپنے اپنے مقام کو ٹھیک ٹھاک کر کے بڑے استغنا سے مرع بیٹھ کر حق کی تسبیح و تہلیل کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کر کے دینِ مبتین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشاں کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہاں بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلیفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دونوں جہاں کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیاز مندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنجناب حضرت مجدد کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے۔

اسی سال شیخ

**شیخ بدیع الدین جہانگیر کے لشکروں کے رہنما بنے** | بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ

کو جو آنجناب کے مخصوص خلیفا میں سے تھے۔ سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا۔ آپ کے تقرر کی وجہ یہ تھی کہ جب سلطان جلال الدین اکبر داخل فی التار ہوا۔ تو اراکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے بھی ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلعت سے سجدہ کرانا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطلہ کو رواج دیتا رہا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دینِ مبتین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پرلے سے ماہل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلائی۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ بار کی حالت بدستور ہے تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اول مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر آہ وزاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کریں گے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ حضرت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا کہ تمہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی۔ اگر کسی باعث سے تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور سہادی اجازت کے بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی۔ فی الواقع بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزار ہا آدمی مرید ہو گئے اور ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے ایک محتاج کے لئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے اور عامیانا تھے۔ جیسے کوئی ادنیٰ دوست کی طرف لکھا ہے لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ اپنے والد کے پاس آ نکلا۔ اس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے جو ہمیں اس طرح کے معمولی القاب سے یاد کرتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ شیخ بدیع الدین نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کسی کامرید ہے؟ اس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامرید ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیش تر بھی اسے حضورؐ سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز بروز دین متین کو

ذیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے موقع پا کر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لاکھ ہزار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ دوسری طرف ایران، توران اور ہندستان کے بادشاہ ان کے بہت نیاز مند اور مرید ہیں چنانچہ ان کا ایک خلیفہ شاہی لشکر میں بھی کام کر رہا ہے۔ آپ کے تمام اراکین سلطنت اس کے مرید ہیں۔ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کے دل میں سلطنت کی ہوس ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے تو ایک اشارے پر اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں کہ ماضی اور حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب شیخ صاحب اس قدر طاقتور جمع کر لیں گے کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہے گی تو پھر کیا علاج کیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ اس کا انسداد پہلے ہی کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ بدیع الدین صاحب کے جو خلیفہ شاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً روک دیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیے۔ اگر فرمانبردار سے سر پھیرے تو قید کر دینا چاہیے۔

بے وقوف بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں  
جہانگیر آصف جاہ کی باتیں میں لکھا گیا ہے کہ ڈرا اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمد و رفت نہ کرے۔ یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمد و رفت سے رُک گئے۔ مگر بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلا تکلف شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر ہونے لگا۔ تمام گلی کوچوں، بازاروں، گاؤں، شہروں بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کر دیئے جو ہر وقت

حضرت مجدد اور آپ کے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ حضرت مجدد کے بعض نازک معارف  
 جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ بدیع الدین ان معارف کو بیان کرتے۔ دین مبین  
 کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب حضرت  
 مجدد الف ثانی (اپنے آپ کو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا  
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن  
 دین انجناب کے بارے میں وہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ شکر میں سے جو شخص بدیع الدین  
 کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بارہا منع فرماتے  
 کہ میرے پاس کم آیا کرو۔ میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اس موقع پر شیخ بدیع الدین  
 صاحب نے نہایت پریشانی کے عالم میں ایک عرضی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے  
 کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا  
 دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے حکم بغیر شاہی شکر سے نہ  
 ہلنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ  
 ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
 عنقریب ان کا اظہار ہوگا۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر  
 ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے  
 اسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس سے یہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا  
 مجھ سے یہ امید نہ رکھو جو ناقابل بیان بات ہوگی۔ میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ  
 سے کہوں گا شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر ہم اپنے دعوے میں  
 سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الہی میں ایسا قرب حاصل ہے  
 جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بڑی بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ تم

کسی بلا و مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس سے تجھے سہانی ناممکن ہوگی۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ اس کی زنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پٹیا تھا۔ اس طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا۔

جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جاؤ کر ظاہر کرنے لگے۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر آصف جاہ مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے بل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورہ کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل دہان سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی کہ کوئی شخص شکر سے سر نہد میں کسی قسم کی جھٹی نہ سے جائے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر شیخ بدیع الدین صاحب نے بذات خود آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سر نہد پہنچے تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ میں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوتی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائے گا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے غصہ میں واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ آنجناب

کی اجازت بنیہر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سر بہند آگئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ شکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ان کا پیغام لے کر شیخ نے (حضرت مجدد الف ثانی) کو پہنچایا ہے اور اس (حضرت مجدد الف ثانی) کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیے۔ جلدی کرنی چاہیے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو بری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی شکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی غلطی کی طفیل جو کچھ آنجناب کے سر پر بیٹی سو بیٹی۔

انہیں دونوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفرا احمد رضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

سامانہ کے خطیب مسجد کی حرکت

خطیب طبر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسم گرامی نہیں لٹے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے جس نے اپنا تخلص گفری کیا ہے۔ آنجناب نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دیئے۔ اُنہدہ ایسا نہ کرتا۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے اسمے مبارک خطبہ میں داخل کرنا فرض اور واجب نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفان دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسمے مبارک معہ وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اسی طرح اس شاعر کی طرف تنبیہا لکھا کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجائے اسلامی تخلص کرو۔ اس صنلح کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھوڑا دو۔

## حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر کے دربار میں طلب کیا گیا

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا کہ جب تک اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دینِ متین کی تجدید نہ ہوگی۔ اور کفر کی تاریکی سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی کے بغیر تبدیل نہ ہوگی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہوگی اور خلقت ہدایت سے محروم رہے گی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرو۔ جیسا کہ گذشتہ انبیاء کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو ان کے دین کو رواج ہوا ہے۔ انبیاء اولوالعزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور ان کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاص کر حضرت خاتمِ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کے بعض اسماء ایسے ہیں کہ ان کی مسیر بغیر تکلیف اٹھانے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ پیغمبری سنت کا پیروی اپنے حق میں کرو۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الہام کے بعد قصابے پر درگاہ پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو گئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی۔ اور سب کو صبر و تحمل کے واسطے تاکید کی۔



القصر جب وزیر آصف جاہ کے بہکانے

جہانگیر کے دربار کی سیاسی تدابیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفین دین متین دن رات اسی فکر میں تھا کہ آجنگاہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے۔ ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی کہ ایک شکر حجاز بھج کر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیے۔ وزیر نے کہا یہ بودی تدبیر ہے کیونکہ شکر اور فوج کے بہت سے ارکان شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خیموں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے۔ اگر ہم شیخ صاحب کے لشکر کے لئے مقررہ بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہوگی۔ تو فوج کے سپہ سالار بغاوت کر دیں گے۔ اور فساد برپا کر سگے جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائے گا۔ خطرہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیے۔ وزیر نے کہا۔ یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب کی زبان میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیعہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہ ان کے مرید ہیں۔ اور ان کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہزار ہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے مکر بستہ ہو جائیں گے۔ اور تہران، خراسان کے بادشاہ جو ان کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور بالضرور اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر ان سے مل جائیں گے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پر مکر بستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہوگی۔ اور ہندوستان والوں کے

لئے بڑا نازک موقعہ آجائے گا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہوگا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ دور دراز علاقے میں بھیج دینا چاہیے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلفا بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین سجانہ لائیں۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیے۔ تاکہ ان کے مخلص اور مرید ان تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیے۔ جب سختی پہنچے گی۔ خود بخود اطاعت پر آمادہ ہوں گے۔ اور رسم و آئین کی بابت جو کچھ ہم کہیں گے ضرور مان لیں گے۔ ایسا کرنے سے اگر ہندوستان کے امراء اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ کہیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کر دیا جائے گا۔ اور بعد میں باغیوں سے نہپٹ لیا جائے گا۔ جب ان کا پیشوا قتل ہو جائے گا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہے گی۔ اور نہ ہی پھر ان کے خلفا ہوں گے۔ جو ان کے جانشین ہو سکیں۔ مجبوراً تتر پتر ہو جائیں گے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائیں گے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفا آئیں گے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائیں گے اور عذر و حیلہ کریں گے۔ اور کہیں گے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لا کر شیخ صاحب کے عوض میں بھی قتل کر دیں گے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پر تکلف بنوا دیں گے۔ اور ان کی موت پر باقاعدہ اظہارِ رنج و الم کریں گے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا روپیہ اور جاگیر دیں گے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ ان کو معہ ان ولایتوں کے تحفے تحائف بھیج دیں گے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال

کریں گے اور اس تعزیت نامے میں جیلے عذر اور افسوس کا اظہار کریں گے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب سلمی فاتحہ کے لئے آئیں گے تو جو نہی ہماری حد میں داخل ہوں گے ہم بڑی آدھکت کریں گے اور ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کریں گے۔ جب یہاں پہنچیں گے تو ہر ایک کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کریں گے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھیں گے تو ضرور عداوت کو دل سے دور کریں گے۔ اور اس طرح کرنے سے ان کے دلوں میں محبت کا پودا لگ جائے گا اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئیں گے۔ اور فساد مٹ جائے گا۔ تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین و آفرین کی۔

دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت

کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ اراکین مہا مطننت حسب

ذیل تھے۔ خان خاناں خان اعظم، خان جہاں لودھی، سکندر خاں لودھی، تربیت خاں سید صدر جہاں، اسلام خاں، قاسم خاں، جباری جہاں، مہابت خاں، دریا خاں اور مرقعے خاں وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے نام دور دراز ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مغلیہ دربار کی غیر اسلامی حرکات اور اکبر کے بعد جہانگیر کے شب و روز دیکھے تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد بھی اس کا بیٹا ایسی بدعات میں گرفتار ہے جن سے اسلام کی اہانت ہوتی ہے اور مسلمان ذلیل و خوار رہے۔ چنانچہ آپ نے کھل کر ان اعیان مملکت اور سلطنت مغلیہ کو خط لکھے جن کے سینے میں اسلام کا احترام اور درد موجود تھا۔ چنانچہ آپ کی مسلسل مساعی سے جہانگیر کے مقتدر امراء اور وزراء حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک اچانک دین کے ہمنوا ہو گئے تھے۔ ان میں خان خاناں عبدالرحیم، خان اعظم عزیز کوکلتاش، خان جہاں (پیر خاں ولد رقیہ عاشیہ صفحہ آئندہ پر)

جاسی ہوا۔ کہ تم فوراً اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانِ خانان کو دکن، سید صدر  
 جہاں کو مشرقی ممالک، خان جہاناں لودھی کو ملک مالوہ، خان اعظم کو گجرات، اور جہاں  
 خاں کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے  
 روانہ کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اول  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں جناب اور جناب  
 کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون احسان اور  
 اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک حکم سرہند کے حاکم کے نام  
 لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوا دو۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دولت خاں لودھی، تربیت خاں، سید صدر جہاں، سکندر خاں لودھی  
 اسلام خاں، قاسم خاں، جباری خاں، مہلبت خاں اور مرتضیٰ خاں کے اسمائے گرامی خصوصی طور پر قابل ذکر  
 ہیں۔ ان حضرات کے نام آپ کے مکتوبات میں اسلام کی زبوں حالی، مستقبل کے خطرات، تحریکِ احیائے اسلام کے  
 لئے تیار ہونے اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے قبول کرنے اور دین اسلام کی برتری کے لئے کام کرنے پر  
 پُر نعرہ الفاظ میں آمادہ کیا۔ آپ نے بار بار ان حضرات کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں خالص اسلام  
 کے احیاء کے لئے کام کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو جہانگیر کو مجبور کر دیں کہ وہ بے دینی رسومات کو  
 ترک کر دے۔

مکتوباتِ بانی میں حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکتوبات شیخ فرید بخش مرتضیٰ خاں کے نام موجود ہیں جس  
 میں آپ نے جہانگیر کی تخت نشینی پر اظہارِ مسرت کیا اور اسے غیر اسلامی رسومات سے بٹانے کی کوشش کرنے پر زور  
 دیا۔ اسی طرح آپ نے دوسرے امرار کو بھی مکتوبات لکھے۔ آصف جاہ وزیر نے ان تمام حضرات کے لئے شاہی  
 احکام صادر کرا دیئے۔ کہ وہ دارالسلطنت سے دور مقامات پر تعین کئے جائیں۔ تاکہ حضرت مجددی  
 گرفتاری پر بہرہ لوگ دارالسلطنت میں ہنگامہ نہ کرنے پائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیجا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں۔ لیکن حضرت مجدد نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصاحبت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائے گی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدیوں کو حالانکہ آنجناب کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے۔ لے کر دہلی روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو اپنے تمام امراء کو حضرت مجدد کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدیوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر بدخیمیر نے بادشاہ اور آنجناب کی ملاقات کا وقت مقرر

۱۔ ان دنوں جہانگیر کا وزیر اعظم جس نے حضرت مجدد کے خلاف دربار میں سازش اور کذب بیانی سے آپ کو قید و بند کا نشانہ بنایا۔ آصف جاہ تھا یہ وزیر خاص اور سپہ سالار افواج مغلیہ تھا۔ یہ شخص ابو الحسن اعتماد الدولہ میرزا غیاث کار کا، نور جہاں ملکہ جہانگیر کا بھائی، شاہجہان کی ملکہ ممتاز محل (مدفون روضہ تاج محل) کا والد اور شاہ جہانگیر کا وزیر امور خاص اور شاہجہان کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ جہانگیر نے اسے مختلف مراتب سے ترقی دے کر ۱۶۲۵ء میں لاہور اور شمالی علاقوں کا گورنر بنا دیا تھا۔ آصف جاہ اگرچہ ذہین، دلیر اور صاحب فن تھا مگر شیعہ ہونے کی وجہ سے اسے حضرت مجدد الف ثانی سے کمال دشمنی تھی اور وہ اس مذہبی بغض کو سیاسی رنگ میں پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسے جہانگیر پھر شاہجہان (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا جب کہ بادشاہ شہزاد کے خمار میں تھا اور کچھ مزاج بھی بگڑا ہوا تھا۔ بادشاہ کے در وقت

(بغیر ماشیہ معروضہ سابقہ سے آگے) کے مزاج پر اتنا اثر تھا کہ مغلیہ سلطنت کے اکثر و بیشتر معاملات اسی کی رضامندی سے ہوا کرتے تھے۔

اسی کی تدبیر سے شاہجہان کو تخت نشینی میں آسانی پیدا ہوئی تھی۔ اسی نے جہانگیر کی موت کے فوراً بعد اپنی بہن نورجہاں کو قید کر دیا۔ جہانگیر کے بڑے بیٹے سلطان خرد کے بیٹے داور بخش کو وقتی طور پر ہندوستان کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور جب تخت کے دوسرے دعویٰ دار خاموش ہو گئے تو داور بخش کو علیحدہ کر کے شہنشاہ کے لئے اقتدار کا راستہ صاف کر دیا۔ شاہجہان آصف جاہ کے اس احسان کا زندگی بھر ممنون رہا۔ اسے اپنے اقتدار کا نگران رکھا۔ اس کے مشوروں کو قبول کیا۔ شاہجہان اسے دانائے امور سلطنت، واقف امر و جمالات کبریٰ، سرخیل یک رنگان و فادار، سالار یک حسان حق گزار، کار فرمائے سیف و قلم، مدبر امور عالم، زبدۂ قلین عالی شان، قوائے امرائے بلند مکان، عضد الخلاقۃ، یمن الدولہ عمویے دانا، آصف خان جیسے القابات سے یاد کیا کرتا تھا۔

جہانگیر کے انتقال کے وقت آصف جاہ لاہور اور مغان کا گورنر تھا۔ ۱۶۲۷ء میں شہزادہ اورنگ زیب شجاع اور داراشکوہ کو لے کر لاہور سے آگرہ پہنچا۔ اور نوروز کے جشن میں حاضر ہوا۔ نو بادشاہ نے اسے پچاس لاکھ روپے سالانہ تنخواہ، نو ہزاری کا منصب اور نو ہزار سوار ڈواپہ اور ۳۰۰ سپہ کا بلندہ عطا فرمایا۔

۱۶۲۷ء میں شاہجہان نے اپنی اکتالیسویں سالگرہ پر یمن الدولہ خان خاناں کا خطاب دیا۔ اور تمام مغلیہ فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔ وہ اپنے باپ مرزا غیاث کی طرح علمی قابلیت کا مالک تھا۔ مگر اس نے اپنے تعصبات کی وجہ سے کوئی علمی یادگار نہیں چھوڑی۔ لاہور میں دہلی دروازے کے پاس ایک عمارت بنوایا جس پر بیس لاکھ روپے خرچ آئے۔ اور سکھوں نے اپنے زمانہ میں اس کی بنیادیں اکھڑیں، شاہجہان ۱۶۵۷ء میں لاہور میں فوت ہوا۔ ”نہے افسوس آصف جاہ“ تاریخ وفات ہے۔ (جیہاںدہ صفحہ ۱)

ہوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا نشہ کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آصف جاہ کو مقبرہ جہانگیر کے پاس ہی دفن کیا گیا۔ ایک عالیشان بلند گنبد اور اس کے ارد گرد باغ اور چار دیواری تعمیر کرائی گئی۔ آصف جاہ کا مقبرہ ایک عظیم تاریخی یادگار ہے۔ شاہجہان نے اپنے اس عسکن کی اس یادگار کو بڑے اعلیٰ طریقے سے زینت بخشی مگر انقلابات زمانہ نے اس مقبرہ کو تراش خراش کے رکھ دیا۔ آج آصف جاہ کا مقبرہ اور اس کی مشہور زمانہ ہمیشہ نور جہاں کا مزار سگھ گوری کے ہاتھوں شکست و ریخت کی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔ رنجیت سنگھ کی حضور ی باغ میں نشست گاہ کی بارہ دری آصف جاہ کے مقبرے کے پتھروں سے بنائی گئی تھی۔

آصف جاہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سلسلہ سے بغض اور دشمنی تھی۔ وہ اپنی ساری عظمتوں اور مراتب کے باوجود خاندان مجددیہ کی مخالفت کی آگ میں جلتا رہا۔ کبھی قاضی نور اللہ شوستری کو آگے لاتا۔ کبھی ایران کے شیعہ مجتہدین کو درآمد کرتا۔ دربار میں حضرت مجدد اور ان کے رفقاء اور امرار سے خار کھاتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اسے حق کے سامنے سرنگوں ہو کر ہزیمت اٹھانا پڑی۔ جہانگیر کو مہابت نماں نے گرفتار کیا تو یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب کی وساطت سے صلح مندی کے لئے دوڑتا تھا۔ جب جہانگیر سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو آیا۔ تو آصف جاہ نذرانہ پیش کر رہا تھا۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے ٹھکرا دیا تھا۔

آخری عمر میں بادلِ نخواستہ اسے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جھکنا پڑا۔ بادلِ نخواستہ شرعی قوانین نافذ کرنے پڑے۔ سجدہ کے خاتمہ، گائے کی قربانی، اکبری بدعات کے انہدام کو اپنے سامنے دیکھنا پڑا۔ اور بے بس ہو کر قبول کرنا پڑا۔

جس وقت ندامت ہوتا تھا۔ اس وقت خلقِ خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ اور ظالمانہ احکامات نافذ کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت بادشاہ اتانیت کے تخت پر بیٹھ کر انا سریکہ الاعلیٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو لے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کہا۔ وزیر کو امید تھی کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دے گا۔ کیونکہ اس کی عادت تھی جو شخص ادب میں سرمو فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب کے خلفا اور مریدوں نے مٹائی ہوئی تھی کہ اگر خدا نخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑے گا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو دربار میں ہی صفایا کر دیں گے۔ لیکن بادشاہ آنجناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر وزیر حیران رہ گیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اس کے جواب میں آنجناب حضرت مجدد نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو چوبھنے خلیفہ تھے۔ ان کے پیر یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں۔ فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بد بختوں کے منہ پر نہجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی تھی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ حضرت مجدد کے مصنف رسالہ ردّ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں جو صریحاً کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیاء کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الہی ظاہر کیا ہے جو میرے لئے اپنائے



جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیاء ہمارے ابنائے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کرے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ واقعی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ لیے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی۔ جب ذریعہ لعین آصف جاہ نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی ادا سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں جلتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کا جواب نہیں دیں گے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے سجدہ کرو۔ حضرت مجدد نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ کروں گا۔ ایسی بُری بات مجھے کبھی نہ کہی جائے۔ بادشاہ نے کہا سجدہ کرو اور میں کروں گا۔ حضرت مجدد نے فرمایا تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کروا سکتے۔ ملا عبد الرحمن مصفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت مجدد کا قدیمی مخلص و مرید تھا عرض کیا کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ گیلے سجدہ کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا۔ ملا یہ فتویٰ تیرے لئے ہے میرے لئے نہیں۔ ہزار ہا انبیاء اور ان کے صحابہ نے راہِ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہِ خدا میں جان دوں گا۔ لیکن سجدہ نہیں کروں گا۔ پر نہیں کروں گا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کریں گے تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذریعہ سر کو خم کر دیں۔ باقی آداب میں نے معاف کر دیئے۔ کیونکہ

مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے۔ اس واسطے آداب شاہی ضروری ہیں۔ کیونکہ ابھی تک میرا کوئی حکم ملا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی سر نہیں جھکاؤنگا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو اور پھر انہیں تحفے اور مال دے کر رخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اٹھے۔ اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے سر مبارک کو خم کرنا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کٹھن تھا۔ آج جہانگیر کے دربار میں اور خاص کر بھدین و نند اور کی سازش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ آپ کو بادشاہ کے سامنے لا کر دین الہی کی محمدانہ رسومات کے سامنے جھکانا چاہتے تھے۔ بادشاہ جہانگیر اپنی جہالت اور شاہی حمار میں منت آصف جاہ کے اشارے پر احکام نافذ کرتا جاتا تھا۔ حضرت مجدد کی زندگی کے چالیس سال اکبری دور میں گزرے تھے۔ آپ نے اسلام کی زبیں عالی پر ایک عرصہ تک تم کیا تھا۔ درباری علماء، جاہل صوفیائے پھر مختلف مذاہب کی بالادستی کو دیکھا تھا۔ اہل مذہب کی ذلت اور بے دینی کی برتری پر آپ کا دل ہزار بار گڑھا مگر مغلیہ دربار کی خرابیوں کے دور کرنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ آپ نے فوج اور دربار کے اندر ہی اسم پسند امراء کو دوست بنایا۔ ان کے اندر اسلامی حمیت پیدا کی۔ اور انہیں اپنے مکتوبات کے ذریعہ دین کی احیاء پر تیار کر لیا تھا۔ آج ابوالفضل، فیضی، مہا مبارک اور اکبر کے دین الہی کے معجز نامہ پر دستخط کرنے والے علماء اور صوفیاء تو موجود تھے مگر اکبر کے دین الہی کی بدعات اور رسومات ابھی تک دربار اور ملک میں رائج تھیں۔ آصف جاہ جیسے بد کردار وزراء اور نور جہاں جیسی شہیم عورتیں معاشرے کی برائیوں کی حفاظت میں سرگرم تھیں۔ حضرت مجدد کے استقلال اور ثابت قدمی نے ان باطل اداروں کو خاک میں ملا دیا۔ امراء دربار کے زہد کے باوجود آپ نے سجدہ نہ کیا نہ سر جھکایا۔ اور گوالیڈ کے قلعہ کی قید و بند کو قبول کر کے حق کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔

چاہا۔ بہتیرا نور مارا کہ قدرے خم کو پین پھینک کر نہ ہوا۔ حالانکہ آنجناب حضرت محمد  
 بہت نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن میں بیک بہت باریک تھی۔ امرائے اس قدر  
 زور کیا کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا۔ لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف  
 لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس صحنے  
 سے دروازے سے جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لڈو۔ اس سے گذرتے وقت تو سر جھکائیے  
 کیونکہ یہ دروازہ قد آدم سے چھوٹا تھا۔ آنجناب نے اس دروازہ سے گذرنے کے لئے پہلے  
 اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پھیلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر  
 نے یہ حالت دیکھی تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس  
 اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں معہ تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاؤں سے پامال  
 کروں گا۔ جب آپ کے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر  
 نکل کر کس قسم کی شویش برپا کر سگے۔ خدشہ ہے کہ ملک میں ہزار ہا فتنے برپا ہونگے  
 اسی صورت میں علاج محال ہو جائے گا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں لگے گا۔ ابھی شیخ  
 صاحب کو قید کر لیا جائیے ورنہ بڑی بدامت اٹھانا پڑے گی۔ اور بعد میں پچھتانا  
 کچھ مفید نہیں ہوگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے کہنے پر مجبور ہو کر آنجناب کے مجلس کرنے  
 پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا راجہ جو بت

حضرت مجدد کا ایمان دیکھ کر دباؤ کا  
 ہندو راجہ مسلمان ہو گیا  
 حضرت تھا۔ اس مجلس میں موجود تھا۔ جب  
 اس نے حضرت مجدد کی استقامت اور  
 استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نور اسلام سے بدل گئی۔ اس

۱۔ گردن نہ جھکی جس کی جہاگیر کے لگے ۲۔ وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان  
 (اقبالہ)

نے وزیر آصف جاہ کو کہا کہ شیخ کو میرے پاس قید کر دو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین اسلام ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور اپنے پاس رکھا اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ، مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پر ہونے لگا۔ اور گروہا گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیے۔ جو حصالت و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات حضرت مجدد کو معہ خلقاء و مریدوں کے پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کئے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کر دی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور جہاں تک ممکن سے ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفاء کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کے لئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا۔ قلعہ میں مامور کر دیا۔

## حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار میں

جب حضرت قیوم اول ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفاء آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیری تم خیال کرتے ہوں گے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مد نظر اور کام ہیں۔ یہ کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھانڈ جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفائے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی زندان خانہ میں | عنہ ایام جس میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا

کرتے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے ہماری باطنی ترقی اور عروج ہوگا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ ہماری شامت اعمال اور یہ آیت پڑھی۔ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ

فِي مَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ تصور عمل کی دید آجمناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح طیا میٹ کر دیتی ہے جیسے لکڑی کو آگ۔ جن دنوں آجمناب نظر بند تھے۔ تو حضرت مجدد اور آپ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی حضرت مجدد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے خوشی کا اظہار کرتے اور حضرت مجدد کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ انہیں دلوں آجمناب کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلیق کی شکایت درج تھی۔ حضرت مجدد نے اس کے جواب میں یہ لکھا۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ“ آپ کا صحیفہ شریف عام لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے۔ پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے اور ان کے دلوں کے رنگار کے لئے مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہیے مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر دیا اور گال کے لوگوں کی ملامت کو نورانی بیانیوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں اور کلام لپٹی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے۔ اور کئی منزلیں چلے گئیں۔ اب جمالی تربیت کی تربیت آئی۔ تاکہ میں اس کی منزلیں بھی طے کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا کرنا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونوں کو یکساں حاصل کروں۔ آپ نے مجھے یہ کتاب لکھنے سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ فدق رہا نہ حال ضروری تو یہ تھا کہ فلق اور حال پہلے کی نسبت ڈگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عامیاد رنگ ہیں

بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دُور جا پڑے ہو۔ جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف اور اعلیٰ ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

قید کے دنوں میں ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف

## قید و بندگی عظمتیں

ارسال فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے :-

” الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ سَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ - ”

کہ اگر میں عنایتِ الہی سے (غایت اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلی ہوئی) قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلالِ خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا۔ آنجناب سے غیب سے عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور مہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے تنگی و بے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواہی و رسوائی کے مزے دار مرتبے نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت و طعن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا و بلا کی حس سے محفوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسل کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سریشہ اور تصرع، التجا، انابت، استغفار قبل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے

آپ کو ایک نوحہ و ذلیل، بے اعتبار، بے ہنر، بے اقدار، محتاج اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ ” وَمَا أُبْرِي نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ” ان ساری جہتوں پر رحیم۔ اور میں اپنے آپ کو پاک باز نہیں کہتا نفس برائی سکھاتا ہے مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب سے بچنے والا مہربان اگر اس مصیبت کے گھر (قید خانہ) میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض، متواتر فیوض و اراوت اور پے در پے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں نا امید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے مصائب کی برکات سے آرام سے رکھا۔ جفا کے وقت مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی، غم، رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی، اور مجھے انبیاء کی متابعت پر ثابت قدم رکھا۔ اور مجھے اولیاء و صلحاء کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السلام پر ہو۔

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے کہ اس نظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوئی۔ جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی حد سے بڑھ گئی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی و تشفی کے لئے پیغام بھیجا۔ کہ خاطر جمع رکھو جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے مکمل کر دیا ہے۔ اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوش خبریاں سُن کر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہو گیا۔ جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا اور فاتحہ پڑھا۔

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول خلیفہ تھے فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب کو تکلیف دی



اور گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ ان دنوں میں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ میں نے اچانک سنا کہ جہانگیر بادشاہ نے آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے۔ اس وحشت اثر خبر کو سن کر میں بہت گھبرایا اور حیران و پریشان ہو کر رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر دہلی کے اترے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ میں نے وہ وحشت ناک خبر سنائی۔ اس نے پُروردہ دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہیں لیکن قید میں ہیں۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ تم نے آنجناب کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں آنجناب فیض مآب کا ادنیٰ مرید ہوں۔ یہ سن کر میں اسے بڑی منت و سماجت سے گھرے گیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں۔ میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید محبت تھی۔ چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی رُوح پُر فتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں ان سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعید اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا۔ میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر سونا ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا مثنیٰح زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب اس کا نام فرمائیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ حضرت غوث الاعظم

نے فرمایا کہ سرسند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

میں نے حسب الارشاد علی الصباح سرسند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

جن دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی سید الانبیا قید خانہ میں تشریف لاکر حضرت مجدد کو تسلی دیتے ہیں

مخلص دوست نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب حضرت مجدد کی خبر پرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ ان کی زیارت کو دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں۔

میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا اور مارے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جب مجھے یاد کرو گے مجھے موجود پاؤ گے۔ جب میں جاگا تو دیکھا کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر مُغَل سہ سالاروں اور اُمراء میں بغاوت

جب ہندوستان کے امراء مثلاً خان خانان، خان اعظم، سید صدر جہان، اسلام خان مہابت خان، مرتضیٰ خان، قاسم خان، تربیت خان، خاں جہان لودھی، سکندر لودھی، حیات خان، اور دریا خاں وغیرہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب کی گرفتاری اور قید کی وحشت اثر خیر سستی تو بہت نمکین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کرنے لگے۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھہری کہ کابل کے حاکم مہابت خان کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی تمام امراء حضرت مجدد کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کی۔ علاوہ ازیں بدخشاں، خراسان اور اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ حضرت مجدد کے مرید تھے۔ مدد طلب کرنی چاہی۔ مذکورہ بالا امرانے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیج دیں۔ مہابت خان نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے ملکوں

کے مسلمان بادشاہ بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قید ہونے کی خبر سن کر نہایت  
 غمگین ہوئے۔ حتیٰ المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزار سپاہی ہر روز  
 ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے۔ کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے  
 مغل اور پٹھان جو آنجناب کے مرید تھے۔ وہ بھی مہابت خاں سے آئے۔ جب  
 مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی تو بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔  
 خطبے اور سکتے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا گیا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر بہت گھبرا یا۔  
 اور وزیر ابلیس نظیر و بد تدبیر اور دوسرے امراء سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے رائے  
 دی کہ پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدہ خلفاء قتل کر دیا جائے اور پھر  
 باغیوں کی بیخ کنی کی جائے۔ وزیر نے کہا یہ مصلحت کا وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں  
 معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر جنگ پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان  
 بدخشاں اور توران کے بادشاہ بھی ان کی مدد پر تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی  
 طرف سے انہیں امداد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان بھی ان سے آئے  
 ہیں۔ اگر موقع آن پرے اور دشمن بھی بہ سبب کثرت غالب آجائے۔ ادھر ہمارے  
 لشکر میں جتنے حضرت مجدد کے مرید ہیں۔ سب ان سے بل جائیں گے اور ہمارے دشمن  
 بن جائیں گے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب  
 کا جانشین مقرر کر لیں گے تو یہ معاملہ لا علاج ہو جائے گا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں  
 کہ ہم پہلے ان مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے قسا دہر پا کیا تو یاد رکھو کہ تمہارے  
 پیرو مرشد حضرت مجدد الف ثانی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس ڈر سے سب شورش سے  
 باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوالیار میں مقرر کر دینا چاہیے۔ اور جو میرا  
 بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے اسے سخت تاکید کی جائے کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط  
 سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔

ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنا کارآزمودہ لشکر سنبھال کر کے  
 لڑائی کے لئے بھیج دیں گے۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں گے۔ اگر  
 فتح ہمیں ہوئی تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ملک میں مقابلہ کی جرات ہوگی۔  
 اگر ہمیں شکست ہوئی۔ اور ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ اس صورت میں ہم  
 حضرت مجدد کو قید خانہ سے نکال کر ان سے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 اور قرآن شریف کی قسم لیں گے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ حضرت مجدد الف  
 ثانی کے وسیلہ سے ہم مخالفوں سے صلح کر لیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کے  
 ساتھ اپنے لشکر میں رکھیں گے۔ تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے  
 امرانے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔  
 ان میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے دلوں کے قفل کھول  
 دیئے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے دل صاف ہوتے گئے۔ وزیر اصف جاہ  
 کا بھائی اپنے متعلقین کو لے کر سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو  
 کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگا۔  
 بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شورش کی تو ہم شیخ صاحب کو قتل  
 کر دیں گے۔ انہیں آنجناب کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ کہ اب بادشاہ مجھے کسی قسم  
 کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنجناب حضرت مجدد کے قبضہ میں  
 تھا اور قلعہ والے سب کے سب آنجناب کے حلقہ ارادت میں آچکے تھے۔ اگر بادشاہ  
 سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے  
 کہنے کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی

طرف بڑھا۔ دوسری طرف مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ جس وقت بادشاہ روانہ ہوا تو ہندوستان کا امیر لشکر اور دوسرے امراد سب باغی ہو گئے۔ اور سرکاری آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنجناب قلعہ سے نکل کر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہوگو۔ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو مجھے سلطنت کی خواہش نہیں میرے سامنے اور کام ہے جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا۔ جب وہ کام ہو چکے گا تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس شورش سے باز آ جاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جاؤں گا۔

یہ فرحت اثر اعلان سن کر تمام امیر  
**جہانگیر مہابت خان کی قید میں** | بغاوت سے رک گئے۔ جب بادشاہ منزلیں  
 طیار کے دریاں جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے  
 کنارے پر آ کر تھمے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا  
 ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے  
 پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں بھی آنجناب کے مرید تھے۔ انہوں نے مہابت خاں  
 کے لہارے سے مہابت خاں پر حملہ کر دیا۔ مہابت خاں بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اس  
 کا پھینچا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر بیکار اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر گرفتار کر لیا  
 وزیر بد تدبیر باقی لشکر سمیت اور بندوبست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار ہو جانے  
 کی خبر سن کر بہت حیران ہوا۔ اور گھبرا یا۔ لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر جا کر مہابت  
 خاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر بخت ناراض تھا۔ اسے گرفتار کر کے گندگی کا

کا ایک توبہ اس کے منہ پر باندھنے کا حکم دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے کہ تو نے  
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرایا۔ اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی  
اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب میں اپنے  
کئے سے سخت نادم و لشیان ہوں۔

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خان خانان وغیرہ

حضرت مجدد کی رہائی کی شرط | امر کی طرف سے حضرت مجدد کی ہدایت پر خط پہنچا۔  
پر جہانگیر کو رہائی ملی | جس میں لکھا تھا کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور بادشاہ

کی اطاعت کرو۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایسا فرمایا ہے: مہابت خاں نے بادشاہ  
سے آنجناب کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہ دل  
سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا اور تخت سلطنت پر بٹھا کر  
خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور سولے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت سجا لایا۔ اور  
اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے آپ کی اطاعت کے لئے حکم بھیجا ہے۔ بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ  
مہربانیوں سے سرفراز فرمایا۔

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا۔

۱۰ مہابت خاں جہانگیر کے دربار کا بہت بڑا رکن اور سپہ سالار تھا۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدتمند  
تھا۔ اور درباری بدعات اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف تھا۔ مورخین نے اسے مختلف انداز میں پیش کیا ہے  
تحقیقات ہمیشگی کے مولف نے لکھا ہے کہ مہابت خاں نے خان خانان کا لقب پایا۔ مرزا غیور بیگ کا بیٹا  
تھا۔ لوگ اسے محبت خان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں ہی لاہور میں اپنا مقبرہ  
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مورخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا اور مختلف حالات سے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سن کر یہاں لکھے گئے ہیں۔

رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کشمیر کا رخ کیا۔ بادشاہ ہر روز حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی کا حکم کرتا۔ لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبت باطنی کی وجہ سے اس حکم کے سبب لاسے میں دیر کر دیتا۔ شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ کی بیگم نور جہان دونوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بار بار کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو تمام ادویائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دبقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے اور خوبصورت باغ تعمیر کرایا تھا۔ شاہجہان نے اسے خطاب جاگیر اور بہت ہزاری منصب سے نوازا تھا۔

تاریخ لاہور کے مصنف نے مہابت خاں کا اصلی نام زمان بیگ ابن غیر بیگ کاہلی لکھا ہے۔ توڑک جہانگیری میں لکھا ہے کہ میں نے اسے مہابت خاں کا لقب دے کر محلات کا بخش مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے اسے اپنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی گرفتاری کے بعد مہابت خاں جہانگیر سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ جہانگیر یہ کشمیر کو آیا۔ تو مہابت خاں نے نہایت چابک دستی سے اسے جہلم کے قریب لشکر گاہ سے علیحدہ کر کے قید کر دیا اور حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی پر زور دیا۔ جہانگیری فوجیں مہابت خاں کی فوجوں سے لڑیں مگر شکست کھا کر بھاگ اٹھیں۔ آج نور جہاں کی منت سماجت اور ادھر قلعہ گوالیار سے مجدد الف ثانی کے ایک حکم نامہ ملنے پر جہانگیر کو رہائی ملی۔ اس واقعہ کے بعد اسے دکن کا صوبہ دار بنا دیا گیا۔ وہاں ہی برہان پور کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ وفات۔ ۱۴ جمادی الاقل ۱۶۲۳ء ہے۔



کے بارے میں اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسما و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ ان کی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیار کی۔ چونکہ ابھی تک بعض مقامات حاصل نہ ہوئے تھے۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے مریدوں میں داخل کیا اور اسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام سلسلہ عالیہ پر اس کا احسان ہے۔

القصة جب جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رو بزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا دوبارہ اظہار نمودار ہوا۔ تو وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زینب زینت بخشے اور دین اسلام کو فروع علیہ ظلمت و بدعت اور کفر نگوں سارہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کتیاں ڈور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کے لئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنجناب نے دو گانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سن کر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے۔ سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

اسی اثنا میں ایک رات  
حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں | بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا

اور خاص ندیم اور مخصوص احباب و امراء حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا کہ دیکھو! شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ رہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو گوالیار کے قلعے میں قید ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ہیں۔ ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا راستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی تخت مرع بادشاہ اٹھایا۔ اور بڑے زور سے زمین پر دس مارا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ لوگوں نے جہانگیر کو اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہے۔ چنانچہ پیشاب بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ تم کسی بلا سے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکالیف اٹھانی ہوں گی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں

رہائی کی شرائط | لکھا کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہو گا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں

منظور ہوں۔ تو میں آؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ اول یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔

دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام مالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں

از سر نو تعمیر کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آ  
 کر اس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم سے  
 دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے۔ چوتھے یہ کہ تمام  
 انتظامیہ شرعی ہو مثلاً قاضی، محتسب، مفتی وغیرہ علماء کرام میں سے مقرر کئے جائیں۔  
 پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے یہ کہ تمام احکام شریعت کو مکافقہ، ناقذ  
 کیا جائے۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دُور کی جائے۔ ساتویں  
 تمام قیدی رہائے جائیں۔

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا

**حضرت مجدد الف ثانی رہا ہو گئے** کہ تمام امراض حضرت قیوم اول مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے۔ اور آنجناب کی توجہ کے بغیر سلطنت  
 بھی قائم نہیں رہے گی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کر لیا۔ اور اپنے  
 بہت سے عمدہ عمدہ امرا کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و کرم  
 سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر سپہی تو آنجناب بھی امر الہی کے مطابق قلعہ سے  
 باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہائی  
 مل گئی۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی  
 آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان  
 کے باقی تمام قیدی بھی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق رہائے گئے۔ اثنائے  
 راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے  
 تعمیر ہوتے جاتے اور انتظامیہ شرعی مقرر ہونے لگی۔ اور جا بجا گاؤں کشتی کے لئے قضا  
 مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں سپہی۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیا  
 منانے میں مصروف ہو گئے۔ آنجناب کے استقبال کو باہر نکل آئے۔ اکثر شعرا نے

اس خوشی میں مدھیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے۔

ایک روایت ہے  
رہائی کے بعد جہانگیر کی بیماری پرسی اور اس کا علاج کہ آنجناب حضرت مجدد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ درود پڑھو اور خوشی مناؤ کیونکہ آج خوشی کا دن ہے۔ حضرت مجدد سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا روانہ ہوئے لیکن بڑے لڑکوں کو آنجناب نے سرہند میں ہی چھوڑا۔ بادشاہ جہانگیر نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا جو آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ ان دنوں بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ جب حضرت مجدد بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ تمہاری شفا شرعی احکام کے اجراء پر موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگایا تاکہ نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کے لئے دعا کریں۔ وضو کے لئے سونے کا لوٹا اور تھال لائے گئے۔ حضرت مجدد نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ جہانگیر بادشاہ کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نور جہاں جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہم اور عقیدہ تھی۔ اس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کے لئے بھیجا۔ حضرت مجدد نے وضو

کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بادشاہ کی شفا کے لئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑا کر روؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تم پر رحم کرے بادشاہ نے کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہوتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر حضرت مجدد کی خدمت میں مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور توجہ کی۔ اسی دن سے حضرت مجدد نے اسے اپنا مرید بنایا۔

اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم جاری

ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ کیا کہ آج سے تمام ممالک محروسہ کے ہر

شہر، قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہوگا۔ اور تمام غبھروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں گے۔ اور تاکید حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسموں کو ملک سے دور کیا جائے۔ اپنے آپ کو سجدہ کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اور اس بُرے فعل سے توبہ کی۔ اسی وقت ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤں کٹی کی۔ اور گائے کے گوشت کے کباب بنا کر بادشاہ نے وزیروں

سمیت کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی۔ جہاں گیر بادشاہ امر اسمیت اس مسجد میں آیا۔ اور حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کی۔ مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زینت و زینت حاصل ہوئی۔ تیرہیت کو رواج ہوا۔ رونق ملی۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہوا۔ ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ہندوستان کے تمام حامی اسلام باشندے حضرت مجدد الف ثانی کے ممنون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ کا شکر یہ سجالائے۔ ایک شاعر نے حسب ذیل اشعار کہے۔

بسیار روئے زمین بازگشت آباد  
 بہ لطف خارق آن قطب مہر عرفان  
 تو دادی منبر اسلام رانشت صلیب  
 تو برگزینی ناقوس را بجائے اذان  
 زبانے تو قوی گشت، بانے اسلام  
 کہ از نصادم کفار گشتہ بد ویران

**ایک تاریخی مثال | معارج النبوت اور دوسری کتابوں میں جو جناب سرور کائنات**  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب طنطنہ محمدی  
 کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کف  
 قریش دیکھ کر جلنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں رہتے کہ کسی قسم کی تکلیف جناب  
 پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع  
 ہو کر مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
 کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔ اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے  
 اور شہر کے تمام آدمیوں کو بھی منع کیا جائے۔ کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے  
 تمام قبیلے ان سے صلہ رحم اور رشتہ داریوں کو قطع کر دیں۔ اس کے متعلق میں ایک  
 کاغذ پر معاہدہ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ اور حضرت خاتم النبیین  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مع بنی ہاشم اور دوسرے صحابہ کے ایک مدہ میں جسے  
 شعب ابوطالب کہتے ہیں نظر بند کر دیا گیا اور اس کے گرد و نواح پیرہ بٹھا دیا کہ ان

۱۔ توجہ! آج سے پھر روئے زمین آباد و سرسبز ہو گئی ہے۔ حنوت قطب دوران کی برکت سے زمانہ  
 بیدار ہو گیا۔ آپ نے منبر اسلام کو بلند کر دیا۔ آپ نے ناقوس کی آواز کو اذان کی آواز سے  
 تبدیل کر دیا۔ آپ کے بازو سے اسلام مضبوط اور قوی ہو گیا۔ جو ایک عرصہ سے کفار کی بالادستی  
 سے کمزور اور ویران پٹا تھا۔

میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بے چارہ ضرورت کے واسطے نکلنا بھی تو اسے بہت بہت تکلیفیں پہنچانی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو اجازت نہ تھی کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو منصور لوگ شعب سے نکل کر کوئی چیز ان سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے اس چیز کی جو کئی قیمت دے کر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے۔ مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک موقع تھا۔ ہفتے کے بعد بعد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کے لئے ملتی۔ اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس بس بھی نہ تھا اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پڑا اور میلا کچھلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال ہی کیفیت، ربی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رفیق القلب رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھینتے جب دوسرے قریش مثلاً "عمر ابن ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے لڑتے۔

ایک روز حکیم بن حرام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں۔ اور ہمارے بھائی۔ بہن اور ماں باپ درہ میں فاقہ مست رہیں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں۔ او کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنا لیں۔ دونوں متفق ہو کر ابوسفیان کے پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیے اتفاقاً ابوالبحری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دیا جائے جو قطع صدہ رحمی کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حرام نے کہا میں بات شروع کر دوں گا اور تم نے میری تائید کرنا ہوگی۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے

تو حکیم ابن جرام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ میں نے سنا ہے تو نے اپنے  
 رشتہ داروں کو شعب میں کھانا بھیجا ہے۔ اس نے کہا میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو  
 نے اچھا کیا ہے۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابو جہل لعین بھڑک اٹھا اور بڑے غصے  
 سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا۔ حکیم ابن جرام اور ابو النخری نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے  
 کیوں منع کرتے ہو۔ بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور صلہ رحم بجالائیں گے۔ اور اس  
 کاغذ کے پُزے پُزے کر دیں گے۔ ابوسفیان نے بھی بہت سے قریش سے ان  
 ان کی مدد کی اور ابو جہل سے مناظرہ کیا۔ ابو جہل نے کہا تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔  
 اسی اثنا میں ابوطالب شعب سے باہر آئے اور آکر کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس  
 کئے اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کے بارے میں لکھا ہے۔ اس پر  
 ایک کیرا مقرر کیا گیا تھا۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو بھا گیا ہے۔ اگر محمد صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خبر میں سچا ہے تو اسے معہ صحابہ رہا کر دو۔ اور اگر جھوٹا ہے  
 تو میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہارے دل میں آئے  
 کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو دیاں سے اتار کر کھولا۔ دیکھا  
 تو واقعی **بِسْمِ اللّٰهِ** جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی؟ کے سوا باقی تمام حروف  
 کیرا کھا گیا تھا اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کر دیا۔ چونکہ حکیم ابن جرام اور ابوسفیان وغیرہ نے جناب  
 پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت  
 کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران  
 اس قدر تکلیف برداشت کی تو آنجناب حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین  
 تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق و مغرب، جنوب اور شمال میں اسلام کے جھنڈے ہر اے موعج  
 بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و



فصل ہے۔

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے یہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوری ہوئی یعنی نظر بند رہے۔ اور دین متین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب و زینت حاصل ہوئی اور بدعت و ظلمت کا قلع و قمع ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار  
ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت کا اصول | سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے

یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ تب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے جو ذات بخت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ گذشتہ انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیاء سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ اور وہ تمام علوم و معارف آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیاء گذرے ہیں۔ ان کے علوم و معارف کے علاوہ تھے۔ ان میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ گذشتہ اولیاء کو جن علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں۔ اور جو آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیاء کے علوم و معارف ہیں۔ جو ذات بخت

سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیاء پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیاء رضی اللہ عنہم شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین مبین کو زینت اور ترویج تازگی بخشی۔ اور احکام شرعیہ کی تجدید کی۔ چونکہ انبیاء اولوالعزم معصومین اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء کا رتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی  
**ہندوستان میں اسلام کا بول بالا** رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید سے رہا ہوئے اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہو گئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منت و سماجت سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے جدا ہو جائینگے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت مجدد لشکر میں ٹھہرنے پر مامور تھے۔ تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو اور فوجیوں کی اصلاح کر دی جائے اس واسطے حضرت مجدد کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گتخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کے لئے آنجناب سے التجا کرتا۔ آنجناب فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں۔

ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک  
**اکبر بادشاہ کا حشر** | دن خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع و فزع  
 کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں  
 گرفتار ہیں اور لوگ بیڑیاں اور طوق پہناتے گئے ہیں۔ فرشتے انہیں کھینچنے لے جا رہے ہیں۔  
 دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹنے کھا رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت  
 کے منکر ہیں۔ میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے؟ انہوں نے  
 کہا دوزخ میں۔ مجھے ایک گڑھا دکھایا گیا جس میں ایک صندوق تھا۔ صندوق کو منگا کر دیکھا  
 تو اس میں ایک چوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ اکبر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ  
 نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اسے صندوق سے نکال بارگاہ  
 الہی میں عرض کی کہ اسے پروردگار! میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ اب تو بھی اسے بخش۔  
 بعد ازاں حق تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدد سے اپنے باپ کے متعلق یہ خوش خبری سنی۔  
 تو بہت خوش ہوا۔ اور بہت سا روپیہ فقرا اور مساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو  
 دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو شیطان نے بعض لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور وہ غلط فہمی  
 کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان  
 لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول ہے  
 وہ ہمارا مقبول ہے۔ اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مردود ہے۔ وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردود

خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں تو آنجناب مجدد کا مقبول ہوں اتنے میں جناب پغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے اور حدیث سے انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے۔

فقہائے اسلام نے اسلام کے چار رکن بیان کئے ہیں۔  
**اسلام کے چار ارکان** | اول۔ قرآن۔ دوسرے۔ حدیث۔ تیسرے اجماع۔  
 چوتھے۔ قیاس۔

علاوہ انہیں محدثین کے وہ اقوال جو آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ منصب قیومیت کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے جو سراسر دوزخ کے لائق ہے یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ منصب قیومیت کمالات نبوت میں داخل ہے تو اس کا جواب یہ ہے :-

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرو آپ کے مرید ہوئے۔ قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ انہیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ

میں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کے لئے واجب ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو "مجدد الف ثانی" قرار دیا تھا۔

## مغلیہ دربار میں نور اللہ شوستری اور دوسرے ایرانی شیعہ علماء کی آمد

**نور اللہ شوستری کی ہندوستان میں آمد** جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں رائج ہوئی اور ظلمت و بدعت بلیامیٹ ہوئی۔ اور مذہب اسلام کو پورا پورا عروج ملا اور حق اپنے مرکز پر آٹھرا جیسا کہ آئیہ کریمہ سے ظاہر ہے۔ "قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ رَهْطًا"۔ تو ہر ایک شہر قبضے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزار ہا لوگ عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزار آدمی حضرت مجدد کے مرید بن گئے۔ اور ہندو انہ لباس اتار کر پاپیہ تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام کم از کم بیس ہزار سے زیادہ آدمی حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہ میں حاضر ہوتے دین معین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر

وزیر ابلیس نظیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بار سے میں اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت و سماجت سے منگوا یا جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر آصف جاہ نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آرہا ہے جو ظاہری اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ میں نے بڑی منت و سماجت سے اسے ایران سے منگایا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی کہ بادشاہ جہانگیر بھی اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر شکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے دربار میں لایا گیا۔ بادشاہ بھی نہایت تعریف تکریم سے پیش آیا۔ لیکن جس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے وہ وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً تنہائی میں رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ سے ایسا اعتقاد ہو گیا کہ وہ دینی معاملات میں جو کچھ کہتا۔ بادشاہ اسے بطور سند جانتا۔ وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو اس نے منصوبہ بنایا۔

۱۰ قاضی نور اللہ شستری زبردست شیعہ عالم تھا۔ اکبری دربار اور جہانگیر عہد اقتدار میں شیعوں اور دوسرے ہندوؤں کی عزت افزائی ہونے لگی تو نور جہاں بیگم جہانگیر نے نور اللہ کو ایران سے بلایا تاکہ علماء اہلسنت کے خلاف مناظرے ہو سکیں۔ یہ شخص اپنے علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھا۔ اس کی کتاب مجالس المؤمنین نے سارے عالم اسلام میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اور ایران و خراسان میں شیعیت کو فروغ دینے میں بڑا کام کیا تھا۔ اس نے ابو الفضل اور فیضی سے مل کر مغل دربار میں شیعیت کو بڑی تعویت دی۔ فیضی کی مشہور تفسیر زبردست توفیق لکھی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی کی وسالت سے اکبر کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ قاضی معین الدین کی وفات کے بعد اکبر نے قاضی نور اللہ شستری کو قاضی کاہور مقرر کیا۔ ۱۰۱۹ء مطابق ۱۶۱۰ء میں انتقال ہوا۔ یہ اپنی گستاخانہ گفتگو کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ شیعہ اسے شہید ثالث فی البدقوار دیتے ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند)

کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے نفاذ کے لئے اس سے حکم لکھوا لیں گے۔ کہ تمام مالک محروسہ میں اس کا نفاذ ہونا چاہیے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا اس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے اپنے ایک مرید کو جو بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت پر مامور تھا۔ فرمایا کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاکت کے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سرخ لباس پہن کر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم و ستم کرتا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید لباس

**نور اللہ شوستری کا حشر** | پہنانے کے لئے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب

کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے تم کیوں غمگین ہو۔ اس نے کہا اس سے بڑھ کر اور کیا غم ہوگا کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہو کر دین باطل کو اختیار کرنے والا ہے۔ تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑ کر والئی ایران شاہ عباس کا مذہب اختیار کر رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا تو اس کی مفصل کیفیت تو تو سمجھاؤ۔ اس نے وزیر کا نور اللہ شوستری سے مشورہ بیان کیا اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا بادشاہ اسی وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو حضرت مجدد نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ شوستری کو ایران سے محض اس لئے منگوا یا ہے کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کر کے اس باطل مذہب شیعہ میں لے جائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی سلطان سننے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے جا کر سرخ لباس

پہنا۔ دربار عام کیا اور نور اللہ شوستری کو بلوایا۔ اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنی  
گستاخانہ گفتگو شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی اہانت میں آگے بڑھا  
تو بادشاہ نے ایک مست ہاتھی معگو کر اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ  
نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروا دیا۔ وزیر آصف جاہ اس

۱۔ نور اللہ شوستری کے علاوہ مغل کے دربار میں بہت سے شیعہ علماء اور مجتہد (جو اکبری  
دور میں ایران سے درآمد کئے گئے تھے) چھائے ہوئے تھے۔ وہ دربار میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ  
علیہم کو سب و شتم کرتے ان کے متعلق سخت سُست گفتگو کرتے۔ ان میں شاہ فتح اللہ شیرازی۔ ملا  
یزدی اور حکیم ابو الفتح۔ ابو الفضل اور فیضی تھے۔ ابو الفضل کے مرنے کے بعد آصف جاہ وزیر مملکت  
کی پناہ میں دندناتے پھرتے تھے۔ ملا احمد مٹھنوی غالی شیعہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
کو اعلانیہ گالیاں دیتا۔ یہ لوگ اکبر کا ایمان تو سلب کر ہی چکے تھے۔ مگر اب جہانگیر کے دربار  
پر بھی پھانے لگے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ملا نور اللہ شوستری برسر دربار صوفیہ اسلام  
کے خلاف ہتک آمیز گفتگو کر رہا تھا۔ تو دربار کے ایک عالم نے ملا شوستری سے پوچھا آپ سید عبد اللہ  
گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا نظر یہ رکھتے ہیں۔ وہ بر ملا بولا۔ آن خروس بغداد بود (وہ بغداد کا  
ایک مرغ تھا)۔ جہانگیر نے بات سُنی اور چیپ رہا۔ اب اسی عالم نے ملا شوستری سے پوچھا۔ دربارہ  
سلیم چشتی چمگونی (سلیم چشتی کے متعلق کیا خیال ہے)۔ سلیم چشتی جہانگیر کے مرجع عقیدت و ایمان تھے  
وہ دیدہ دین بولا۔ آن خروس ہند است۔ (وہ ہندوستان کا مرغ ہے)۔ اب جہانگیر گرجا اور حکم  
دیا۔ اس بد زبان کی گندی زبان گدی سے کھینچ دو۔ نور جہاں کو پتہ چلا تو نور اللہ شوستری کو چھوٹنے  
کے لئے بڑی محنت و ساجت کرنے لگی۔ مگر جہانگیر نے کہا۔ جان من! جان دادہ ام ایمان نہ دادہ  
ام۔ (جان من۔ میں نے جان تجھے دی ہے ایمان نہیں دیا)۔ اور شیعوں کے شہید ثالث کو ہاتھی کے  
پاؤں تلے رندوا دیا۔



اس واقعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا۔ شیطان نے اسے ورغلا یا۔ اور اس نے اپنی کوتاہ اندیش عقل پر بھروسہ کر کے دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی سبکی کو دُور کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ یہ لوگ ناحق مجھے شیعہ کہتے ہیں۔ گائے کو میرے سامنے ذبح کریں تو مجھے رحم نہ آئے۔ بایں ہمہ جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرف دار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہ کر اب اس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شیعہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو کر عیسائیت کے قریب ہو جائے۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا عیسائیوں سے مناظرہ

غالی شیعوں کا سرغنہ نور اللہ شوستری مارا گیا۔ تو وزیر آصف جاہ غم و غصہ اور رنج و الم اور بے عزتی و سبکی کی وجہ سے اسلام سے بے زار ہو گیا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بولا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق پر قائم نہ رہ سکے۔ جب پادری لوگ آئے تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شیعہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے منسوخ شدہ دین کی تصدیق کرنے لگا۔ ارادہ کیا کہ نصرانی دین قبول کرے، چنانچہ ایک روز اس نے تہیہ کر لیا کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیے۔ اور اسی کا نفاذ ہونا چاہیے۔

جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تے سنی۔ تو آپ سخت ناراض

ہوئے اور آکر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے اور مگر اسی کی بات ہے کہ مسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی تک قلبی برائیاں جو اپنے باپ سے سکھی تھیں دُور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگے ہو۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہو۔ یہ بد بختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔

چہ دین است اینکہ کفرش رہوں شد  
چہ عقل است اینکہ شر شار جنوں شد

ہم اب تک بارگاہ الہی میں دعائیں کرتے رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تم پھر ایسی مصیبت میں پھنتے ہو جس سے ربانی مجال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے شعبدے ہیں۔ جو سب کے سب استدراج ہیں۔ اب انہیں میرے سامنے بلاؤ۔ ان کے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونوں فرق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ حضرت مجدد نے ایک الزامی سوال پوچھا۔ کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تمہاری انجیل کو مانتے ہیں۔ مگر تم ان کا دین کیوں اختیار نہیں کر لیتے۔ ہمارا جواب یہی ہے۔ پادریوں

یہ کیا دین ہے جس کی رہنمائی کفر کر رہا ہے۔ اور یہ کیسی عقل ہے جو جنوں اور پاگل پن سے سہ شار ہے۔

نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن آج بھی اس امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام موجود ہیں کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آگرے۔

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار نے

حضرت مجدد الف ثانی کا جلال | اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد امجد

حضرت عروۃ الوثیقہ قیوم ثانی حضرت محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا کہ مجھے قیومیت کا اس قدر جوش آیا ہے کہ اگر یہ پادری کہیں تو میں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگا۔ آپ کی کرامات و خوارق عادات و تصرفات میں کسی کو شبہ نہیں جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں مگر ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر ایک نگاہ غضب سے دیکھا تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں پھر انہیں حکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر "قُمْ بِأَذْنِ الْمَلِكِ" فرمایا سب زندہ ہو گئے۔ اس کے باوجود اپنی نصرانیت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اسی اپنے مذہب پر اڑے رہے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے

قتل کر دیا گیا اور قطعی حکم دے دیا کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہندوستان میں تھے بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنجناب کے مرید بنے۔ بعض نے آنجناب کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی مقصود نہیں۔ جن کا تھا انہوں نے اس کا خمیازہ اٹھا لیا۔ حضرت مجدد نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن ان سے وعدہ سپیان لیا۔ کہ آئندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل نہ کریں گے۔ خواہ وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہوں۔

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے اس وقوعہ کے بعد وزیر آصف جاہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی۔ آنجناب نے بھی اس کی خطا میں معاف فرمائی اور درگاہ الہی میں بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی۔

۱۔ اگرچہ جہانگیر نے عیسائی پادریوں کی مزید درآمد پر پابندی لگا دی تھی۔ مگر اکبری دور کی دعائیں انعامت، جاگیریں اور دوسری ترجیحات ابھی تک عیسائیوں کو سہارا دے رہی تھیں۔ عیسائیت سے توبہ کرنے کے باوجود جہانگیر نے گوا کے عیسائی پادریوں کو لاہور میں ایک بہت بڑا گرجا بنانے کی اجازت دی۔ لاہور کے سرکاری خزانے سے روپیہ دیا۔ وظائف جاری کئے۔ مگر شاہجہان نے عمان حکومت سمجھاتے ہی اس گرجے کو مسمار کر دیا۔ پادریوں کے وظیفے ضبط کر دیئے۔ اور رنگ زیب کے نامہ میں ایک فرانسیسی سیاح تھیونٹ لاہور آیا۔ تو اس نے اس گرجے کے گھنڈرات ۱۶۶۵ء میں دیکھے تھے۔

(مانوڈ از نقوش لاہور)

# شہزادہ شاہجہان کی بغاوت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انیس سال گزر چکے تھے کہ شہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے باغی ہو گیا۔ اور بہت ہمالشکریہ جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہ کی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہجہان سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت

معاذ اللہ غالباً مؤلف کتاب سے شاہجہان کی بغاوت کا واقعہ بیان کرنے میں مبالغہ ہوا ہے۔ یہ بغاوت دراصل جہانگیر کے دوسرے بیٹے خسرو نے کی تھی جو بعض امرار کے مشورے سے سارے ہندوستان کی حکمرانی کے خواب دیکھنے لگا تھا۔ خسرو اگر ہ سے نکلا اور دس ہزار سواروں کو لے کر دہلی اور متھرا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا لہا پور پہنچا۔ اس نے حکم دیا کہ لاہور کے قلعہ پر قبضہ کر کے شہر کو لوٹ لیا جائے۔ خسرو کی فوج شہر کا بڑا دروازہ جلا کر داخل ہوا ہی چاہتی تھی کہ جہانگیر ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر لاہور پہنچا۔ خسرو نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر کابل کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سوہدرہ کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا۔ جہانگیر مرزا کامران کی بارہ درہی میں مقیم تھا جہانگیر نے خسرو کے امرار، فوجی سپہ سالار اور دوسرے مشاہیر کو جن کی تعداد سات سو تھی، دیلے راوی سے قلعہ لاہور تک پھانسیوں پر لٹکا دیا۔ ان کی لاشیں لاہور والوں کے لئے عبرت کی تصویر بنی رہیں۔ خسرو کو پابہ زنجیر ایک ہاتھی پر سوار کر کے اس کے جانتار امرار کی لٹکتی ہوئی لاشوں کے راستے سے گزارا گیا۔ خسرو کے سپہ سالار حسن بیگ کو گائے کے چمڑے میں جکڑ دیا گیا۔ دیوان لاہور برابر اسیم کو گدھے کی کھال میں جکڑا گیا۔ یہ دونوں دم گھٹ کر مر گئے۔ خسرو پانچ سال تک قید میں زندہ رہا۔ اور سال ۱۶۲۷ء میں مر گیا۔

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی کہ اس کام میں بشت توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ یہ عیسائیوں کی قریت کی شامت ہے جو تو نے ان کے حق میں کی تھی۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے کئے سے کھپاتا ہوں۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

کنوں در توبہ ام با صد ندامت

قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت و سماجت کی تو آنجناب مجدد الف ثانی نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو کہ جتنے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ توبی ہندوستان کا بادشاہ رہے گا۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دیں گے۔ جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

بادشاہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ شاہزادہ بھاگ گیا۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی۔ سب نے فتح کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنے کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب کی نظر عنایت بھی اس بندے پر شروع سے ہے امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں گے۔ تاکہ دین کے دشمن اور راہ یقین کے مخالف رسوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو منظر نہیں آتی۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھرہمہ کر کے باپ سے پھر لڑائی شروع کر دی۔ بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ کسی سخت مور کے ہوئے جن میں شلیجان کو ہی کو نیچا دیکھنا پڑا۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت

حضرت مجدد جہانگیر کے پشت پناہ تھے | القدس میں لکھتے ہیں کہ شکست کے وقت

جب شاہجہان نے سنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے اور اس کی کشف نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تو اس نے آ کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی۔ حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں۔ اس شیخ نے اس بارے میں توجیہ کی۔ اور کشف و فراست کے بعد فرمایا کہ اس زمانے میں چار ایسے شخص ہیں۔ جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے۔ تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری سلطنت پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آ کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ قید کے دوران بھی میں ہی آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمانہ کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت قائم رہے گی۔ فکر نہ کرو۔ اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ میں اس دار فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئے گی۔ باطنی سلطنت محمد معصوم کے ہاتھ ہوگی اور ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ۔ اس ملک کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہے گی اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت اور ادب و آداب اسی طرح ملحوظ خاطر رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب بجالا کر اسی وقت مرید ہوا۔ شاہجہان نے حضرت مجدد

سے تیرگا کچھ مانگا تو آپ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی۔ آج تک وہ دستار شاہان ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ شاہجہان نے مزید عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسا اعلان فرمائیں جسے میں اپنی سلطنت میں نافذ کروں تاکہ بطور یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کر دینا۔ اور خمیوں کو سرخ۔ اس سے پیسٹر شاہان ہند کے خمیوں میں سرخ و سفید رنگ دھاریاں ہوتی تھیں۔ آج سے ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا ہے۔ (اصل نام شہزادہ خرم ہے مگر حضرت مجدد نے شہزادہ کا نام شاہجہان مقرر فرمایا)۔ اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے۔ اور قطبیت زمانہ کا منصب آنجناب کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ تعالیٰ آنجناب کی اولاد میں قیامت تک رہے گا۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے داراشکوہ کا رویہ

داراشکوہ نے بڑا زور لگایا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے۔ لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہو کر اسے منع کرتا۔

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقف

فرمایا کہ میں اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان

داراشکوہ خانوادہ مجددیہ سے جو بیض رکھتا تھا۔ اس کی تفصیلات ہم روضۃ الصیومیہ کی جلد دوم میں بدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔



میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھو۔

نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے ہیں کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تحریر فرمایا ہے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرسید سے طلب فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی ایک زبردست دستاویز ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد ۱۰۲۵ء میں مکمل ہوئی۔ دوسری جلد ۱۰۲۸ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ تیسری جلد ۱۰۳۱ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ مکتوبات مقامات سلوک، تبلیغ اسلام کا ایک عمدہ نمونہ ہیں۔ صدیوں سے یہ مکتوبات اہل فکر و نظر کے مطالعہ میں رہے ہیں۔ ہر زبان میں ان کا ترجمہ ہوا۔ اور ہر ملک میں ان کی پذیرائی ہوئی۔ شریعت و طریقت کی تربیت کے لئے یگانا موثر ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے ساتھ ہندوستان

### کے دور سپر

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الاحمدیہ میں بکھتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہندوستان کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعض شہروں، قصبوں اور گاؤں سے گزرنا حکمت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے جس میں خود بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب نیمے لگائے۔ اتنے میں میں نے آنجناب کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پاس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ میں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ دل میں آتا ہے کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو۔ وہاں چل کر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ایسی چند قدم نہ گئے تھے کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی۔ آنجناب نے وہاں وضو کر کے دوگنا ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے بتایا تو وہ وہاں سے دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبردار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا لایا۔ اگرچہ اس میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف سن کر اشتیاق زیارت سے آنجناب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

ہمکے اوج سعادت بدائم ما افتد

اگر تر اگزے برمتام ما افتد

اس رات اس نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مریدینوا۔ اس گاؤں میں آنجناب کی مبارک توجہ سے لوگ صاحب حسنور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کے وقت ایک منزل تک وہ سب آنجناب کو وداع کرتے آئے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف

**حضرت مجدد کی لاہور میں تشریف آوری** | تانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاہور

پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاہر کو عنایت ہوئی۔ اور سرسہند کی طرف روانہ ہوئے

جب شاہی خیمے سرسہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذیذ کھانا

میں نے زندگی بھر نہیں کھایا۔ پھر آنجناب سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو

فرمائیں تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم و تربیت کریں۔ آنجناب

نے فرمایا تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکے گا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں

ہو سکتا۔ تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجناب

نے منظور فرمائی۔ اور آئندہ آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز جہانگیر بادشاہ کے لئے

کھانا جلنے لگا۔

ایک روز بادشاہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر گاہ

میں واپس آ رہا تھا۔ راستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ گھیر کیسے بے جا

اور بے سلیقہ بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں وقت

ہوتی سوگی۔ حکم دیا ان مکانوں کو گروا دیا جائے۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونی۔ یہ وقت تو بادشاہوں کو سوا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنا لیں۔

جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی افتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ **جہانگیر کا مزاج** سوداوی مزاج تھا۔ اس سے کام بھی سوداویوں کے سے ظہور

میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹنا سے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند کے ڈورٹیوں کو ننگے سرپس پشت ہاتھ باندھے لے جا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہا لے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کر دو۔ اب ہم قتل کے لئے مقتل میں لے جا رہے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہیں ٹھہرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔

اس وقت بادشاہ بیگم نور جہاں سمیت تنگاپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجناب نے جا کر خواب گاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا میں ہوں احمد، بادشاہ حیران رہ گیا۔ کہ آپ کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنجناب نے ان دونوں رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونوں میرے استقبال کے لئے نہیں آئے تھے۔ ملک کے خلاف تھے اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ آج تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنجناب نے فرمایا انہیں معاف کر دو۔ بیگم نے جو آنجناب کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی معاف

کر دو۔ نہیں تو کسی اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہئیں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنجناب نے فرمایا۔ اور معاف کرو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کرو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنجناب نے فرمایا۔ وہ شہر میں معزز ہفتے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور انعام دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے آنجناب کے حکم سے ان کی جان بخشی کی۔ اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویل دار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خواجگاہ میں موجود ہیں۔ یہ ہی دے دو۔ اور تم بادشاہ سے جس وقت چاہو اور منگوا لینا۔ سیکم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دے کر حضرت کرو اور کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیا گیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیہ لے کر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رسیوں کو رہا کیا اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے۔

جب بادشاہ نے سرسند سے دہلی جانا چاہا۔ تو

**جہانگیر سرسند میں** | آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرسند

ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی میں جناب سے جدا نہیں رہ سکتا۔ لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا سا عرصہ شہر سرسند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرسند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنجناب کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنجناب نے بناس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے

لوگ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے اور فنا بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

ایک روز شاہی لشکر دریائے

گنگا پر پہنچا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے

حضرت مجدد الف ثانی نے دریائے گنگا کا پانی پینے سے اجتناب کیا

نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کی عبوت گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس گرد و نواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنویں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے آنجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اسی کنویں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں یاد شدہ اجیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجیر ہی میں تھا کہ آنجناب اس سے رخصت ہوئے۔

دریائے بناس دریائے جمنہ کی ایک شاخ ہے جو اودھ کے علاقہ میں بہتی ہوئی جمنہ میں آگتی ہے۔ گنگا اور جمنہ دونوں ہندوؤں کے مقدس دریا ہیں۔ ان دریاؤں کے منبع سے لے کر میدان علاقوں تک ہندوؤں کے سینکڑوں بت کدے موجود ہیں۔ پھر ہندو ان دریاؤں میں نہاتے ہیں۔ جلے ہوئے مردوں کی ہڈیاں بہاتے ہیں۔ اور یہاں اوقات اپنی لاشیں انہی میں بہا دیتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کو ان دونوں دریاؤں کے پانی کے استعمال سے بھی نفرت تھی۔ ایک بار آپ کے مرید نواب تریت خان نے بڑی عقیدت سے دریائے جمنہ سے پانی کے مشکیزے ہاتھیوں پر لاد کر سر ہند پہنچائے تھے۔ مگر آپ نے حکم دیا کہ اس دریا کا پانی وضو کے بھی قابل نہیں اسے پھینک دیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا یہ تقویٰ اور شکرین کے مقدس مقامات سے اجتناب آپ کے تقویٰ کی ایک عمدہ مثال ہے۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ نور الحق دہلوی

### کے سوالات کا جواب

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا بیسواں سال تھا۔ آپ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرسبز حضرت فرمایا۔ لیکن زادِ راہ مہیانہ کیا گیا۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اترے تو انہیں معلوم ہوا کہ زادِ راہ نہیں لائے۔ حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آ کر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر بھی اتر پڑا ہے۔ دونوں مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیوں آ گیا۔ لیکن سمجھ گئے کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف ہے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کے لئے لشکر گاہ میں گئے۔ اس وقت آنجناب وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زادِ راہ دینا بھول گئے تھے۔ یہ لو زادِ راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زادِ راہ لے کر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آئے۔ اور فوج غائب ہو گئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے

بیٹے شیخ نور الحق نے جو دہلی کے

علمائے کبار سے تھے۔ اپنے

شیخ نور الحق دہلوی حضرت لعقوب علیہ السلام

کی وارفتگی کی وجہ دریافت کرتے ہیں

باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا

کہ آنجناب حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قدر مبتلا ہونے میں کیا راز تھا۔ آنجناب ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی راز ظاہر ہو جائے گا اور میں مفصل لکھ دوں گا۔

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ یاروں نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہوا۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا تو میری توجہ خصوصی طور پر مبذول ہوئی۔ اور راز ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ قلم، دوات موجود رکھنا۔ دوسرے دن ہی آنجناب نے قلم، دوات اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی ہے۔ اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتی ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو یوسف تان بنا دیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے۔

جب وہ رسالہ سائل کو دیا تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلیٰ پائے کے حقائق مندرج ہیں۔ نیز اس میں آنجناب کے اعلیٰ اخصائص بھی درج ہیں۔ دوسری طرف شیخ نور الحق حضرت مجدد کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں پر خاص اسرار ظاہر ہو جائیں اور آگے جا کے اختلاف و انتشار کا باعث بنیں۔ میں نے یہی بات حضرت مجدد سے عرض کی۔ آنجناب نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینیت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس کی نسبت آپ نے اپنی ذات سے کی ہے۔ حضرت مجدد نے مسکرا کر فرمایا اب یہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا

یارب آن غنیہ خنداں کہ پیر منش  
مے پارم تو از چشم حسود چمنش



یہ مکتوب مختلف مخالفین اور معاندین نے پڑھا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات تک نہ کی۔

البتہ جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا۔ تو اس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ معقد ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کے لئے التماس کرتے ہیں صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کو تسلیم کیا۔

۱۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت مجدد الف ثانی کے ہم عصر تھے اور سلسلہ قادر یہ کے زبردست ترجمان اور علوم دینیہ کے ماہر تھے۔ آپ نے حضرت مجدد کے بعض دعائیہ پر تنقید کی۔ استفسارات کئے اور وضاحت طلب کی۔ ان استفسارات اور خط و کتابت کو زمانہ حاضر کے ایک فاضل مؤرخ جناب خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب "حیات شیخ عبدالحق دہلوی" میں شائع کر دیا ہے۔ یہ خطوط ایک عالم دین اور ایک مجدد طریقت و شریعت کے درمیان افہام و تفہیم کی ایک علمی بحث تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفین نے مخالفت اور اختلاف کا رنگ دے کر بہت اچھالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابات اور وضاحتوں پر حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطمئن ہو گئے تھے۔ اور اپنی زندگی میں نہ صرف رجوع کر لیا تھا بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیالات سے اتفاق کیا۔ اور آپ کی قربت سے روحانی فیض حاصل کیا۔

(مرتب)

انہیں دونوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ  
شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب  
کی تجدید اور قومیت کا اعتراف کر چکے ہیں۔

ہم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک مکتوب  
یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ مکتوب حضرت  
خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ کے خلف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حضرت  
مجدد الف ثانی پر اختلافات سے رجوع

الرشید حضرت خواجہ کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات  
میں سے ہے جو خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے اور  
حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے۔ اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

” اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ اور سلامت رکھے اور مجتہدین کے سر پر آپ کا سایہ  
عاطفت رہے۔ آپ نے ان دو دونوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں  
بخشتی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضہ ہے۔ یا اس واسطے کہ آل اللہ صنعت  
سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحبت و عافیت سے مطلع فرما کر  
مسرور و مشکور فرمائیں گے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت  
شیخ احمد سرمندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے  
کی منتظر ہے کہ محبتوں کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کرے گی۔ ان دنوں  
حضرت مجدد الف ثانی سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے اور آپ کے طفیل  
صفائی باطنی بھی حاصل ہوئی ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور شبہات کا کوئی حجاب  
درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی  
طریقہ اور سلسلہ سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو عقل سلیم یہی کہے گی کہ ایسے  
عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیے۔ میرے باطن

میں ذوق و وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی عادت پڑ گئی تھی جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہر بین کو تہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ صحیح صورت حال کیسے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔“

خواجہ ہاشم لکھتے ہیں کہ حضرت  
**حضرت مجدد پر سرکارِ دو عالم کی نظرِ شفقت** | مجدد نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا کہ آج عجب معاملہ ہوا ہے۔ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو فرماتے ہیں کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کے لئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطافِ عظیم درج تھے جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ لکھی تھیں جو عالمِ آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ بات حضرت مجدد نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمائی ہے۔

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد و لدن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشے جائے گی۔ اور آپ کا سلسلہ بہ سبب کثرتِ فضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ میری کثیر امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت قیوم اول مجدد و لدن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو

شکرانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی۔

خواجه ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔  
**حدیثِ صلہ کی وضاحت** | کہ انہیں دونوں ایک عالم دین نے مجھے کہا کہ واللہ!

کوئی ایسا بڑا معاملہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں۔ اس نے کہا ملا جلال الدین سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے میرے پاس ہے اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب احادیث اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم دین نے کتاب ہاتھ میں لے کر کہا کہ اسے پروردگار! یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

عنه خزینۃ الرحمت اور صاحب قومیت و طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے۔ اگر اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کے حق میں اس کتاب سے کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہہ کر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں ایک حدیث نکلی جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ "يَكُونُ رَجُلًا فِي أُمَّتِي يُقَالُ لَهُ صَلَةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ كَذَا وَكَذَا" کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہیں گے۔ اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت اور طریقت کو ایک کر دیا ہے۔ دوسرے صلہ اس واسطے کہ ملاحظت اور مصلحت کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔ میں نے اس عالم دین سے کہا کہ یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اس نے

کہا۔ کیوں نہیں! میں نے اس بات کو مان لیا ہے کہ واقعی یہ آنجنابؑ کے حق میں ہے۔

اسی مجلس میں ایک اور عالم

حقیقت و طریقت شریعت کے تابع ہیں | دین بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے

سنا ہے کہ شیخ بزرگوار نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں لیکن میری نظر سے کوئی مکتوب

اور کتاب نہیں گذری۔ میں (خواجہ ہاشم) نے وہ مکتوب نکال کر اسے دیا جس میں حضرت

مجدد نے لکھا ہے کہ حقیقت و طریقت دونوں شریعت کی خادمہ ہیں۔ جب اس عالم نے

پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی

اللَّهُمَّ سَلِّمْ هَذَا لِشَيْخِ الْمَعْظُومِ اے پروردگار! اس شیخ معظم کو سلامت

رکھو۔ اور مجھے کہنے لگا کہ اکثر مشائخ بے کلام اور رسائل کو سن کر جو زنگ میرے دل کو

لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے صاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دل میں وہ

وہ رنج و اطم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد الف ثانی ہے اور جو کچھ کہتے ہیں۔ سب سچ اور

حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اول کے معتقد ہو گئے۔ اور آنجناب

کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے۔

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ آدم بنوری مرید ہوتے ہیں | جو آنجناب کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آنجناب

کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ شروع میں جہانگیر کے

شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی لشکر کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔

آپ بھی اسی دستہ فوج میں شامل تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ ان

کے معبد میں گئے۔ اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص

پرستش میں مشغول ہے اور ایسا مستغرق ہے کہ اسے جنگ کے ہنگامے یا قتل کا کوئی

خوف و ڈر نہیں۔ آپ نے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا کہ یا تو مسلمان

ہو جاؤ۔ نہیں تو ابھی سرائے اڈوں گا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پروا نہ کی۔ حتیٰ کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ اس واقعے سے آپ بڑے متاثر ہوئے۔ اور ملازمت شاہی ترک کر دی۔ اور فقرار کی خدمت اختیار کر لی۔ اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا۔ کہ کیا سبب ہے کہ میں کوشش تو کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ تمہارا نصیب حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہوگی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ نے یہ خوشخبری سُن کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے خلیفہ حاجی خضر سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے اور کچھ مدت حاجی خضر ہی کی خدمت میں رہے اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے چومکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھ کر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے دیکھتے ہی آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القاسے مشرف فرمایا۔ جس کے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بالکل تسلی و تشفی ہوگئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔

چنانچہ "مکات الاسرار" میں شیخ آدم بنوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر

پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجیہ کی برکت سے ہے  
اجمیر میں مجھے آنجناب نے محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر  
ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرسہند میں خلافت سے مشرف  
فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مجدد کا وصال ہو گیا۔ اور ہم ہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت  
دے گئے۔

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنجناب  
کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ میں (ملا ہاشم) دو سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا۔

ایک دفعہ حضرت

**حضرت شیخ آدم بنوری کی شاہی لشکر میں مقبولیت** | **قیوم اول مجدد الف ثانی**

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہلی سے مخدوم زادوں کے لئے  
بہت سے تحفے دے کر سرسہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریاخاں کے سو سوار بھی  
شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیئے۔ جب شیخ صاحب سرسہند سے  
واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گزرتے مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے  
تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور  
دریاخاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریاخاں بھی شیخ صاحب کا معتقد  
ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو لوگوں کی تربیت کے  
قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے۔ وہ ہی  
تو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریاخاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں  
دریاخاں پٹھانوں کا سردار تھا۔ بسو پٹھان وطن سے آتے۔ وہ دریاخاں کے پاس آتے

۱۔ دریاخاں روہیلہ پٹھانوں میں سے بڑا بہادر سپہ سالار تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور دریا خاں شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جاتے اور مرید بن جاتے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی اور پہچان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخ صاحب کو شکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسبِ موقع ذکر کیا جائے گا۔

اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خاں تھا۔ جب حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) وہ جہانگیری دور میں چار ہزار سواروں کا کمانڈر تھا۔ مگر شاہجہان کے دور حکومت میں جب شاہجہان نے حمایت خاں کو سپہ سالار اعظم قرار دیا۔ تو خان جہاں جو سپہ سالار بھی تھا اور دربار میں بڑی قدر اور قوت کا مالک تھا۔ شاہجہان کے خلاف ہو گیا۔ وہ دریا خاں کی انگلیخت پر بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔ حیدر آباد دکن سے اٹھا اور شاہی فوجوں کے خلاف کئی بار لڑائی ہوئی۔ شاہجہان نے اسے معاف بھی کر دیا۔ دوبارہ دربار میں قدر و منزلت دی۔ مگر خان جہان ۱۰ صفر ۱۰۳۹ھ کو دربار سے نکلا اور روہیلوں کے علاقہ میں جا پہنچا۔ وہ مالوہ میں پہنچا تو شاہی لشکر کے کمانڈروں عبداللہ خاں اور مظفر خاں نے بارہا تعاقب کیا۔ خان جہاں نے پچاس شاہی ہاتھی پکڑ کر بندل کے راجہ کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ بھیمو سنگھ کے بیٹے جگ راج بکرماجیت نے خان جہاں کا مقابلہ کیا۔ اور ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ میں خان جہاں کے لشکر کے آخری دستوں پر حملہ کر کے دریا خاں اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں خان جہاں کے بہترین سپہ سالار تھے۔

(ماخوذ از امین اکبری ترجمہ انگریزی بلوشمان صفحہ ۵۶۸۔)



## حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں اکابر علماء مشائخ خراسان و بدخشاں کی حاضری

ملا بدرالدین اور خواجہ ہاشم اپنی مشہور تالیفات میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخلص احباب نے حضرت کے مکتوبات کی  
پہلی جلد بدخشاں، خراسان اور ماورالنہر پہنچائی۔ پہلے دفتر میں دوسرے دفتروں کے  
مقابلہ میں ابتدائی حالات درج تھے۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر  
مشائخ امت بدرجہا اعلیٰ و افضل تھا۔ ۵

آسمان نسبت بہ عرش آمد سرود  
ورنہ بس عالیت پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علماء و مشائخ اپنے وقت کے ممتاز اہل کمال تھے۔ اور ابھی تک  
حضرت مجدد الف ثانی کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی  
جلد کا مطالعہ کیا تو خوشی سے جھوم اُٹھے۔ ہدیہ تحسین پیش کرنے کے بعد بے پناہ دعا  
و ثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ  
کہ ہندوستان کے ملک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا امام ہے۔ ظاہر ہوا  
ہے۔ اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔

بتاریکی دریاں آبِ حیات است ۵

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و  
 اکابر مشائخ ایران کے خطوط

سیادت پناہ میر کشاہہ شیخ المشائخ کبروی  
 میر محمد مومن بلخی اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قنادانی اور اقض القضاة مولانا  
 نوک نے ایک نیک مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کی خدمت میں نیاز مندانہ خطوط بھیجے۔ اس نیک مرد نے وہ خطوط اجیر میں حضرت  
 مجدد کی خدمت میں پیش کئے۔ اور ان بزرگوں کی طرف سے دفور محبت و عقیدت  
 کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ اگر بعض امور کبر سنی صنف بدنی اور  
 بعد مسافت مانع نہ ہوتے تو ہم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر باقی عمر جناب کے در  
 دولت پر ہی بسر کرتے اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں  
 نے سنا۔ اقتباس کرتے۔

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سد راہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیاز مندوں  
 کو اپنے فہم مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ کرم نوازیوں سے ان نیاز مندوں کے احوال  
 پر توجہ فرمائیں۔ گو ہم لوگ بنام ہر مہجور ہیں۔ لیکن باطن حضور میں۔ اس نیک مرد نے  
 زبانی عرض کی کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ ان کے لئے جاب  
 سے ان کی عقیدت و ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب  
 کی خدمت مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب  
 کے بلند معارف و یکن کر مکتوبات کے دوسرے دفروں کے بارے میں التماس کی ہے  
 کہ اگر کوئی مکتوب مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں تو عین عنایت ہوگی حضرت قیوم  
 اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے  
 اور مکتوبات کی تیسری جلد کی ایک جزو اس نیک مرد کو عنایت فرمائی۔

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوة العرفا شیخ المتناح و علماء میر مومن وغیرہ مشائخ اور علماء کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر اور دوسرے مشائخ اور علماء ذوق و خوشی میں آ کر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بیطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ اس وقت ہوتے تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان و مال سے مرید ہو جاتے۔

سید میر شاہ سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب میں اس مکتوب پر پہنچا جو آنجناب نے ان اولیاء کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوئے اور توحید و جود کی قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریخی کے بھنور سے نکل کر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے۔

مجدد شیخ ماسر شاد عرفاں	کہ سلطان ہزاراں بایزید است
مریدانِ سریدانِ مریدان	جنید و شبلی و شیخ فرید است
خمیر طینتیش ذاتی کہ از چہیت	باو از سید عالم رسید است
مکینہ صوفیائے چسرخ نیلی	کہ حق دل آفتابش آفرید است

اسی سال ایک خدا طلب حق پرست بزرگ

آستانہ مجددی کی طرف راہنمائی | جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی

اور ان سے فوائد حاصل کئے تھے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے کہ میں اکبر آباد  
 میں تھا کہ چند عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک ایسا درویش آیا ہے جو کبھی غائب  
 ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس  
 بزرگ کی خدمت میں چل کر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں بھی میرے ساتھ ہو  
 لیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں  
 کو کہا کہ تم جوان ہو۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی بے ادبی ہو جائے جس سے بجائے فائدے کے  
 نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم  
 ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دُور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تاکہ  
 اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کر سکے۔ ایک گھڑی گزرنے نہ پائی تھی کہ ان عورتوں  
 نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دُور سے ہی سخت ناراض  
 ہو کر کہا کہ فقیروں سے ہنسی محول ٹھیک نہیں۔ وہ جیران رہ گئیں۔ کہ تاریک رات میں دور  
 بیٹھے ہوئے کیسے جان لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ  
 کشف معلوم کیا ہے۔ دُور سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھا۔ تو میں نے خدا طلبی  
 کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ قطب وقت قیومِ زمان اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو ان  
 کی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب نہ ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہوگا۔ میں  
 نے دیدہ و دانستہ کہا کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔ اور زیار  
 کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں بھوٹ بولتے  
 ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور  
 یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بہ لفظ دہرائی۔ حالانکہ جس  
 وقت مجھ میں اور حضرت مجدد الف ثانی کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی

شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیاء کے سردار کی زیارت کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اور کروں گا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہو جائے گا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ بھتیس انہوں نے بھی ماجرا اسی طرح لفظ بہ لفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہوا۔

## حضرت مجدد الف ثانی حضرت محمد معصوم قیوم ثانی کو خلافت عطا فرماتے ہیں

قیومت کے بائیسویں سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سر ہند میں تھے بارہا مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔ پنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا۔ میں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا کہ جب کبھی کوئی اعلیٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونوں فرزندوں کو یاد فرماتے انہیں دونوں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف کیے۔

مکتوب: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ۔

میرے پیارے بیٹو! بے شک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہوں گے لیکن ادھر سے میں بھی تمہارے دیکھنے کا وہی طور پر آندو مند ہوں۔ لیکن کیا کروں انسان کی ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ میں اس شاہی لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کی کئی گھڑی ٹھہرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیوں کہ جو کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔ اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں اور یہاں کے مواجید و مقامات کا مجموعہ نرالا ہے۔ جہانگیر بادشاہ مجھے کہیں جانے سے منع کرتا ہے۔ حالانکہ میں اسے اپنے مولا کی رضا مندی اور عنایت کا دریچہ خیال کرتا ہوں اور اس قید کو دونوں جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اہ ان تفرقہ کے دنوں میں عجیب و غریب القار اور اشکے دن بدن تازہ اور عجیب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس وقت فرزندوں کا خیال آ

میرا گویا ر کے قلعہ سے رہائی کے بعد جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس خاص شکر گاہ میں رکھا۔ سیاسی مبقرین کا خیال ہے کہ اس طرح جہانگیر آپ کی نگرانی کر رہا تھا۔ اسی وقت حضرت مجدد الف ثانی عوام میں رابطہ کی مہم چلا کر مغلیہ سلطنت کے خلاف انقلاب برپا کر دیں گے۔ مگر حضرت مجدد نے اپنے بیٹوں کو بتایا کہ اگرچہ میرا شکر گاہ میں رہنا۔ اور جہانگیر کے دربار کے قریب ہونا ظاہراً پابندی اور بے اختیاری ہے۔ مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اشارات کی بے پناہ روحانی نعمتیں مجھے یہاں رہ کر ہی میسر آرہی ہیں۔ دوسرے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قیام امرار دربار اور حکومتی کاروبار میں ایک موثر نظر پر رکھنے کا ذریعہ بن گیا۔ آپ نے اسی قیام میں دربار کی اصلاح، امرار سے تعلق، سب سے سالانہ عمل سے دوستی، اور بگڑے ہوئے بااثر افراد کی تربیت میں جو کارہاں ادا کیا اس کے نتائج مستقبل میں بے پناہ مفید برآمد ہوئے۔

(مرتبہ)

جاتا ہے اور ان کے نہ پانے سے جگر کباب ہو جاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے کیوں کہ امر مسلمہ ہے کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔ گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑ کو شاخوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن شاخوں کو جڑ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی مقتضی ہے اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

و رحمانہ بکد حسدائی ماند ہمہ چیز

۷

والسلام

پھر اسی سال آنجناب نے اپنے دونوں

**منصب قومیت کی تفویض** | فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد سعید خانن الرحمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا۔

دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے کل صبح کی نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا کہ یہ خلعت (قومیت) جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ تجھ سے جدا ہو گئی ہے ایک دوسری خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت زائرہ کسی کو ملتی ہے یا نہیں میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائرہ میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ واقعی یہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائرہ سے مراد منصب قومیت ہے جو بطاظر تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ

اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی۔ جو بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میرے دوسرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائے گا میں نے اس بارے میں التجا کی ہے جو منظور ہو گئی ہے۔ میں دونوں فرزندوں کو اس منصب کے قابل پا کر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ لکھا ہے۔

**قوله تعالى اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَ قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ** اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ پتہ ۸

اس مکتوب کے پہلے ہی دونوں محذوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد دونوں صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی دلچسپی اور دلچسپی نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:

” جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت حضرت مجدد اور ہم دونوں بھائی موجود تھے۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا عہد قیومیت تھی۔ جو تجھے عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہوگی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی



زبان مبارک سے آپ کے اس جہان سے وادی قرب میں کوٹح کر جانے کی بابت سنا۔ تو گو مجھے آنجناب نے قومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر پھٹنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب حضرت نے میری طبیعت میں یکایک تبدیلی دیکھی تو ازراہ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے تو دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے۔

جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج و غم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو باتیں آنجناب سے پوچھنی تھیں۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے ٹھیک

کہا ہے۔

وحشی گذشتہ پاکہ نہ کردہ حکایتے

اے خاناں خراب زبان تو لبستہ بود

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قومیت پر میری قومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنجناب نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ غایت ہے تو فرمایا ابھی میرے کوٹح میں کچھ عرصہ ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے کہ

بات یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے اور  
افرادِ عالم کا قیام تم سے۔ اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلی ہوئی:

اس واقعہ کے ایک سال بعد  
**طینتِ پیغمبری قیومیت کی شرط ہے** | ماہ اور چند روز بعد آنجنابؐ کا وصال

ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۰۳۲ھ کے پہلے عشرے کا ہے اور آنجنابؐ کا وصال ۲۸ صفر  
۱۰۳۳ھ کو ہوا۔ یہ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس  
کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کے لئے ضروری شرط طینتِ پیغمبری ہے  
یعنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
طینتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شرط  
ہو چکی تھی کہ قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولوالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے  
بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آپ جناب سرور کائنات صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے۔ اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے  
یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا جو جناب پیغمبر خدا  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب  
بیان ہوگا۔ اس واسطے آنجنابؐ نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت  
**چار خلفائے راشد اور چار قیوم** | نزدیک ہے۔ اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی

ہے اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دینِ متین کو مضبوط کرنے کے لئے پے  
درپے چار قیوم آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسلی کے لئے خلفائے  
راشدین کے اسماء نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ پے درپے چار قیوم ہوں گے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پے در پے چار خلیفہ ہوئے۔

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ذاتی محبوبیت کی عطا | خلعتِ قیومیت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی۔ اور

محبوبیت ذاتی بھی جو طینتِ محمدی پر موقوف ہے عنایت فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہو

چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت

نہیں فرمائی۔

حضرت مجدد الف ثانی

قیوم ثانی کے لئے تمام خلفاءِ مجددیہ کو بیعت کا حکم | رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حضور میں خود مندر شاہد

پر بٹھایا اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب

الارشاد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ

کے سپرد کئے گئے اور خلیفے اور مرید بھی ان کے حوالے کئے گئے۔ حضرت مجدد رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام احباب کو حکم دیا کہ قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔

جو شخص حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ

اسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے۔

جب سرسبز شریف

سرسبز میں آخری ایام خلوت میں گزارے | میں آئے تو آنجناب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی۔ سالکوں کو توجہ دینا، خلقت کا ارشاد کرنا، خالقاً

کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاتِ خود سرانجام فرمایا کرتے

آپ صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے تھے تاکہ لوگ آنجناب رضی اللہ

تعالیٰ اعنہ کے دیدارِ فالض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفاء حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سوک حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے۔ وہ اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سجا لاتے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی جہانگیر کے لشکر سے سربرداری میں آمد

اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف باسٹھ سال ہو گئی تو تو لوگوں کو سنسرایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تک ہوگی۔ اس حساب سے میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے۔ اس واسطے آنجناب اس پات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر سربرداری سے بجائیں۔ وہاں ہی رہیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے اجمیر گئے۔ تو دیر تک مرقد مبارک کے سامنے مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کر دیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ اور بہت سی اسرار کی باتوں پر گفتگو فرمائی۔

چنانچہ ان میں سے ایک

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا تحفہ | یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس شکرگاہ

سے جانے کے لئے اتنا اصرار نہ کریں۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر چھوڑ دیں۔ جب وہ چاہے گا۔ خود ہی یہاں سے رخصت مل جائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت معین الدین چشتی قدس سرہ کا متبرک خلافت جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا۔ اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ آپ سے بڑھ کر اس کے قایل اور کون ہوگا۔ آنجناب نے قبول کیا اور اسے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کے لئے سنبھال کر رکھنا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں ایک رات میں تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی ایک دردناک آواز سنائی تھی۔ جب حجرہ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے

ہیں اور رو رہے ہیں۔

باور از زندگی جائے شد سیر از غمت

چہ خوش بودے کہ عمر جاودانی یافتے

آخر بڑی کوشش کے

دربار جہانگیری سے حضرت مجدد کی سرمنہد میں آمد | ساتھ بادشاہ سے رخصت

لی۔ بادشاہ نے آپ کے اصرار پر آپ کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دارالارشاد سرمنہد میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال

کیا اور مارے خوشی کے پھولے نہ ساتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے تھے۔

دیوارِ درخش سجود کر دند

شکرانہ میں ورود کر دند

اس سرزمین کے رہنے والے ”العواد احمد“ ہی پکارتے تھے۔ آپ نے اپنے در دولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کے لئے اختیار فرمائی جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے۔ اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کے لئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھا۔ آنجناب نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنجناب نے فرمایا کہ محمد سعید! تم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ جب بو علی قلاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات اللہ

مشرب عالی تک رسائی

میں دیکھتے ہیں کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا۔ کہ آنجناب کے بڑے سے بڑے اور کامل سے کامل خلفاء اور اصحاب بھی نو وارد طالبان الہی سے بل گئے تھے۔ ان دنوں جو بعض دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے تو ان میں دنیا سے بیزاری کا ذکر ہوتا۔ اور

بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے  
**خواجہ ہاشم کشمی کی دکن کو روانگی** | ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج

کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچوں کو لے  
 آؤں۔ آنجناب نے چار و ناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی کہ جناب  
 دعا فرمائیں تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت  
 میں اکٹھے ہوں گے۔ تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ  
 خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال  
 ہو گیا۔

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت  
**زندگی کی آخری راتیں** | امام معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے دعائے متعینت

اور اس رات کی برکت کے لئے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجا کی۔ اچانک  
 زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ  
 کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور کس کا قائم رکھا گیا ہے۔ جب آپ نے سنا  
 تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو چشم خود  
 دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔ اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص محرموں  
 اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ  
 اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے  
 کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں اور  
 یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا اہل ضروری اور لائق ہے۔ اور  
 یہ بات عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور

مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنجناب صنی اللہ تعالیٰ اعز نے ملاحظت و صباحت کو ملانا تھا۔ صباحت کا یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو۔ یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لے سفید ہو۔ اور ملاحظت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جو بے اختیار دلوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ بنا لے یہ ظاہر ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ گو کیسے ہی خوش شکل لیکن وہ دلکش و دلربا نہیں ہوتے۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں۔ پس صباحت سے ملاحظت بدرجہا بہتر ہے لیکن اگر دونوں مل جائیں تو نور علی نور ہیں۔

ازاں ایقون کہ ساقی دروے افگند

حرفیاں رانہ سرماند و نہ دستار

ملاحظت کہ حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے مناسبت ہے۔ اور صباحت کو خلعت ابراہیمی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے۔ "انا ملح و اخی یوسف اصبح" میں سب سے ملح ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبح ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے۔ امت کے لئے حکم کیا گیا ہے کہ نماز میں درود

درود ابراہیمی کی اہمیت کے وقت کماصلت علیٰ ابراہیم

پڑھیں۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہزار سال تک خلوت میسر نہ ہوئی۔ اور وصال کے بعد بھی امت کی رہنمائی اور انتظام و



انصرام میں مصروف رہے۔ کیونکہ ہر ایک کو العزمِ قیومیت کی خاطر ہزار سال رو بخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منصبِ قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت، رحمت وغیرہ سب اس جناب کو عنایت فرمائیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خلوتِ خاص میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا اختیار فرمایا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الہی اسمِ آخر کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

نیز یہ ضروری تھا کہ امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ

**کمالاتِ محمدی کا ظہور** | علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا

ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل اجمال طلب فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر نعم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لے کر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسمِ آخر کے مناسب تھے۔ ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جہنوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً "قیومیت، شفاعت رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب نے خلعت اختیار کی۔

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحظت و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال و جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خلیل

دہر کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے نامہ اعمال پر تمہاری مہر ہوگی جب تک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اسی واسطے انجناب کا خطاب خازن الرحمة رکھا گیا اور باقی تمام خدمات مثلاً "قیومیت، گنہگاروں

کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم زبانی قیوم تانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں چنانچہ آپ کو عروۃ الوثقی کا خطاب دیا گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خازن الرحمة کو وہ خلعت

پہنچائی جو کہ آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الہی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے مرحمت فرمائے۔ ان سب کے انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت دے دی۔ اور عروۃ الوثقی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی بالاصالت عنایت فرمائے۔ اور اصالت طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؑ کی چند کرامات

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کر کے جناب کا وصف بیان کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورتوں کی عادت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں ان کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھا ہوں حقیقت میں کرامت تو یہی ہے کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں۔ سو اس قسم کی ہزار ہا کرامتیں آنجناب کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے اب تک ظاہر ہو چکی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہے گا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور دلالت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونوں شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بیت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیاء کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا ہے اور مومن کا عذاب اطاعت میں کوتاہی

اور کمی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول میں اس قدر سرگرم اور مصروف رہے کہ انہیں کرامت کے اظہار کی فرصت ہی نہ تھی حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیاء کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

سجدہ میں کائنات کے احوال کا انکشاف  
خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے بڑے بھائی سعد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادگاہ عالم نپاہ میں آئے۔ آنجناب کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال انکشاف ہوئے۔ بس اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات اور دیگر احوال نظر آتے۔

مجھے خیال آیا اور میرے لئے یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور سبکی سی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آ گیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کا نتیجہ ہے۔ میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال کر آنجناب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنجناب نے میرا سراٹھا کر فرمایا: تم طلب کرامت کرتے ہو۔ تو یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

کرامت یا استقامت  
یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اپنے پیرو مشد سے اس قسم کی کرامت کی توقع رکھتا ہے۔ وہ کسی اور شیخ کی تلاش

کرے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گزارے اور دیکھے کہ اتباع سنت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ دین کی تقویت ہو اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ صرف کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبیم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ وہ زمانہ ہے نہ ہی پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل ایسے حالات ظاہر کرنے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو چھپاتا جاتا ہے اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہوتا جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے جلتے ہیں۔ لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کہونیکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آجکل کی معرفت بہت اہل و اشرف ہے کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے جو چیز اعلیٰ درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو بلا کرتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں، معدودے چند معجزات ظہور میں آئے۔

چنانچہ حق تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیاء میں ممتاز مقام کے مالک ہیں۔ فرماتا ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ" چاہے ۱۲۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو نو ظاہر نشانیاں دیں۔ یعنی نو معجزے عنایت فرمائے۔

جو ولایت حضرت مجدد

اولیاء سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی میں امتیاز | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے پہلے اولیاء کو حاصل تھی اس کا تعلق اسماء صفات کے طلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا جیسا کہ عام اولیاء کی نسبت مشہور ہے

ہزار ہا لوگ ظلالِ کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام بنوا کرتی ہے وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیاء نے بہت کچھ ظہور کیا اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی

### حضور کا معجزہ قرآن ہے

کرامت تو آنجناب کا کلام ہے جس میں جناب نے ذات و صفات الہی کے معارف و حقائق بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو گذشتہ اولیاء کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا رواج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیاء کو عطا کیا جاتا ہے تاکہ مروجہ فتنے پر غالب آجائے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ

### حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات

دلچ تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا عنایت فرمایا۔ جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہرپ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون، ارسطو، پالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا۔ جس سے وہ حکیم اور طبیب عاجز آ گئے۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت

کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کاغذ پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر چسپاں کر دیئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف جو فصاحت

بلاغت کی کمالات کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھ کر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کی معاشرت | تقالی اعنہ کے وقت میں حقائق و

معارف کا عام رواج تھا۔ چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتی ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق و موافق وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے۔ جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے۔ یہی حقیقت شریعت ہے۔ جس کے لئے انبیاء سبعوت ہوئے اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے کہ بعض اولیاء کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالفت ہیں۔ ان میں بعض وحدت الوجود کے قائل تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوبات کی ترتیب | کی تصنیفات حقائق و معارف پر تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیاء کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ دوسری جلد میں اسماء حسنی کے شمار کے موافق ننانوے ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول میدان و معاد دوم معارف دینیہ، سوم مکاشفات غیبیہ، چہارم اثبات نبوت، پنجم روشنیہ ششم تہلیلہ شرح کلمہ طیبہ، ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز۔

ایک رات حضرت قیوم

قطب ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تخت | اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اہل لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومت کا اقرار کیا۔ آپ قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آ گیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرہویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے۔

### کیمیاگر حضرت مجدد کی خدمت میں

میرے (مؤلف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ

خدا حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا نسخہ نکال کر حضرت مجدد کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اس سے اس قدر سونا بن سکتا ہے جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ کے درویشوں کے اخراجات کے کام آئے گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں بھی ایک کام تجھے بتا دوں گا۔ بشرطیکہ تو کرے۔ پھر میں تجھ سے یہ نسخہ لے لوں گا۔ اس نے عرض کہ قربان جلتی جناب آپ کا حکم بجا لاؤں گا۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم کو حکم دیا کہ جس وقت ہم بیت الخلا سے باہر نکلیں تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جا کر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کر بہت وہ بول و براز بغل میں لئے لیا اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے باہر نکل کر اسے دیکھا تو تمام خالص ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

### بت خانہ کی بربادی

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک سید مرد رحمت اللہ نامی بیان کرتا ہے: "میں نے ملک دکن میں ایک بت خانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ



تعالیٰ اعنہ کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے بتوں کی توہین کرے کیوں کہ ایسا کرنے سے اُسے راہِ خدا میں غانہ لویں کا سا ثواب ملے گا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بتخانے میں جا پہنچا اور سارے بتوں کو توڑ دیا۔ یہ سارا واقعہ ایک ہندو جاٹ نے دیکھ لیا۔ اور بت خانہ کے محافظوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا کہ ایک ہزار آدمی ہتھیار لئے میرے مارنے کے لئے آ پہنچے۔ میں حیران رہ گیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی دلوائیں۔ اسی آہ زاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھتیجی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جب کافر نزدیک آ پہنچے۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک ٹیلے پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے جنہوں نے گھوڑوں کو ایڑی لگا کر ان موذیوں کو پسا کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گئے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

**شیر بھاگ گیا** | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مرید سید جمال

نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھ کر میں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرتا ہی تھا۔ کہ آنجناب وہاں تشریف لے آئے اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا جس سے وہ شیر لہڑی کی طرح دم دبا بھاگ اٹھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے۔

**نوٹ۔** واضح رہے کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مؤلفہ کتاب ”برکات الاحمدیہ“ میں سے لی گئی ہیں۔

## خلافِ شرع کی قبر کی داستان | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ اعنہ کے خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین حمزہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک دوست کی منت و سماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اعنہ زندگی میں ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں چلا گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر اس دوست کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب میں نے اس شیخ کی تربت پر پہنچ کر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبانک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے مراقبہ چھوڑ دیا اور جلدی اٹھ کر توبہ کی۔

## جزامی کی شفا | حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کے ایک دعوت

کو مرضِ جزام دکوڑھا ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے بنا۔ جلا۔ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیا۔ اور کنارہ کشی کر لی۔ حتیٰ کہ ایک روز اس کے ایک خاص دوست نے بھی ساتھ کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس سے وہ سخت افسردہ دل ہوا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کی خدمت میں التجا کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اعنہ نے ازراہِ لطف حکم توجہ فرمائی۔ اور وہ بیماری اس سے زائل کر کے اپنے پرے لی۔ چند روز بعد اس مرض کا دلغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام و نشان بھی نہ رہا۔ دوستوں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھی تو غمزہ ہو کر اس مرض کے دفعیہ کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا۔ کہ چھوڑ دو مجھے مجذوم رہنے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت و سماجت کی کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔

تو آپ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی جس سے وہ خشک ہو گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی موسم بدل گیا | رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں گرمی کی شدت، نو، گرد و غبار اور پیاس کا غلبہ ہو گیا۔ آپ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ دوستوں اور باقی لوگوں پر سخت دشواری آگئی۔ یہ لوگ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنجناب نے خود ہی مولانا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت دوستوں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آپ پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہوں گے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آ کر سایہ کیا اور محض اس قدر بارش ہونے لگی جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہو جائے۔ پھر شمالی معتدل ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

ایک نوجوان سید نے بیان کیا کہ مجھے حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا | ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی تھی۔ خصوصاً معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کہو۔ اور یہ کہ جو مذاہب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا۔ میں یہ تحریر پڑھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ روایت ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے غصہ سے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سر ہانے پھر رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غصے میں تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان کھینچ کر فرماتے ہیں۔ ارے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر یہ بات میرے کہنے سے تیرے دل پر اثر نہیں کرتی تو آج مجھے تیرے جد حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس سے چلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لے گئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو دونوں نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنحضرت مجھے اس بزرگ کے نزدیک لے گئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ خبہ دار۔ جناب سچمیب خیرا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا منکر اور دشمن نہ ہونا اور نہ انہیں ملامت کرنا ہم بھائی بھائی ہیں۔ اپنے اپنے معاملات کو ہم جانتے ہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کس نیت سے اختلاف کیا تھا۔ پھر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہم مبارک لے کر فرمایا کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا اور نہ گمراہ ہو جاؤ گے اس سید نے مجھے بیان کیا۔ کہ اس کے باوجود میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ بات معلوم کر کے سخت ناراض ہوئے اور حضرت قیوم اول  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر حکم  
 دیا کہ اس کی گردن پر ایک مکتہ ماریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے  
 زور سے میری گردن پر ایک مکتہ رسید کیا۔ مکتہ کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت  
 میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکتے کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد  
 ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کا معتقد ہو گیا۔

ایک امیر کبیر نے جو آنجناب رضی  
**حضرت مجدد الف ثانی کا ایک معترض** اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنا کہ  
 آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑھا۔ اور کہنے  
 لگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے لئے مناسب نہیں کہ دنیا داروں کے  
 گھر تشریف فرما ہوں۔ آنجناب کے ایک مخلص درویش نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری  
 کے واسطے تشریف لے گئے ہوں گے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہو گا۔ لیکن تیرا اعتراض بہ حال  
 اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولت مند جوان نے خوب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال  
 سخت ناراض ہو کر اسے لپٹ گئے ہیں جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پر آگرتا ہے اور  
 پھری نکال کر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

ایک بہت بڑے جید عالم حاجی عبدالمحق رحمۃ اللہ تعالیٰ  
**ایک عالم دین کا مشاہدہ** علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود  
 تھا۔ اس میں کسی بات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ اس عالم نے  
 آنجناب کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں حضرت مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مرد خدا ہے۔ یہ سن کر اس عالم نے بڑی طول طویل بحث شروع کر دی۔ بہت قبیل و قال کے بعد میں نے کہا کہ یہ رہا قرآن شریف۔ اؤ ہم اور تم وضو کر کے دو گانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا چنانچہ ہم دونوں نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی **رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ** اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تجارت، خرید و فروخت یاد ابھی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت

**فرشتوں کا ادب** | قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ایک

رباعی کہی تھی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

اے آنکہ ملائک مگس قند تواند

تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی کی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں ہونی چاہیے فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا خلاف ادب ہے کیونکہ فرشتے عالم و خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہر حال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کا حسب ذیل شعر یاد آیا۔

لے عنایت حق و خاصان حق      گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خاصانِ خدا کی مہربانی کے بغیر خواہ کوئی فرشتہ بھی

ہو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔“

لیکن یہ سبب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھا۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر پر بھروسہ کیا ہے یا تو میں اور مولوی صاحب خاصانِ حق اور انبیاء سے ہوں گے۔ یا مولوی صاحب نے از روئے شکر فرمایا ہوگا۔

ایک سفر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

ایک موثر دعا | تعالیٰ عنہ نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا کہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ

آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دو بارہ فرمایا کہ باقی دوستوں کو بھی اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا

پڑھیں۔ بسواللہ الذی لا یضرت مع اسمہ شی فی الارض

ولا فی السماء وهو السميع العلیہ وبکلمات المقامات من

شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارے دل و جان اس بلا سے محفوظ رہیں

دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ شہر کے لوگ اسے

بجھانہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جل کر خاکستر ہو گئے۔ جو چیز

آگ سے بچ گئی وہ چوری ہو گئی۔ آنجناب کے ایک مخلص مولانا عبدالرحمن کا اسباب بھی

آگ میں جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی

نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب نے دوستوں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع

نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی۔ وہ بفضلِ خدا صحیح و سلامت رہا۔

ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنجناب رضی

دکن کا ایک فقیر | اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدم بوسی کا

اشتیاق بدرجہ عنایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریفہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے ارد گرد بہت نورانی انبساط دکھائی دی۔ آپ کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور کچھ عرصہ خدمت میں رہا۔ آنجناب نے اسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا۔ اس گروہ نواح میں اس سے ہزار ہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور فنا و بقا حاصل کی۔ اس کے نور سے تمام گروہ نواح منور ہو گیا اور آنجناب کا قول حرف بہ حرف سچ نکلا۔

خانِ خانان جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
**خانِ خانان کا منصب** | مخلص مرید تھا۔ مدت سے دکن کا حاکم تھا۔ اچانک

بادشاہ کے وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔ وہ شیطان سیرت وزیر خان خانان اور اس کے فرزندوں کا جانی دشمن بن گیا۔ خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کرا دے۔ اس بلدے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام عنقریب پہلے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا۔ خانِ خانان نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے۔ کہا۔ میری عقل نہیں مانتی۔ کہ بادشاہ کے غضب سے پنج جاؤں۔ کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چنچلیاں کھائیں۔ لیکن شان الہی دیکھو کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنجناب کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خانان کے نام صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھ کر اس پر مہربانیاں کیں۔

ایک سجادہ نشین کا حشر | ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ ہر ایک وضع و شریف پر مہربانی کرتے۔ لیکن



خلافت عادت اس سجادہ سین پر ذرا لوجہ نہ کی۔ لوگوں نے عرض کی کہ وہ بڑے متاخر سے ہے۔ اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ آنکار لکھا ہے۔ تمام دوست حیران رہ گئے۔ کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا۔ بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا۔ اور آنجناب کی کشف حرف بہ حرف درست نکلی۔

ایک فقیر نے جو ابھی آنجناب کی خدمت سے

**یک زمانہ صحبتے با اولیاء** مشرف نہیں ہوا تھا۔ ایک عریضہ آنجناب کی خدمت

میں ارسال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام صحابہ اولیاء سے افضل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کہا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خطا کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا۔

ایک دن ایک صاحب دل سید

**ایک صاحب دل سید کے غرور کا علاج** حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جاری تھا کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دنیا اس کے لئے غرور کا باعث ہو گیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند

ہو گئی ہے پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ع

ہرچہ اندر خانہ بود آن طرہ طرارہ برد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آپ نے لمے بلا کر علیحدہ میں بلند احوال سے متروک فرمایا۔ اور نصیحت کی کہا طنی معاطہ معنی ہونا چاہیے۔

حضرت قیوم اول مجدد

حضرت مجدد اپنے بھائی کی موت کی خبر جیتے ہیں | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام کی خاطر قذہا رگئے۔ انہیں دنوں آنجناب نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعود کے کسی احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو بستیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام رو سے زمین پر نہ دیکھا جب پھر توجہ کی۔ تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آ کر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

جن دنوں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

بارش روک دی گئی | عنہ اجمیر میں تھے ماہ رمضان المبارک موسم

برسات میں آیا۔ آپ نے حسب عادت قرآن شریف ختم کیا۔ پہلی رات تراویح کے وقت یہ سب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی۔ ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنجناب اور دوستوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہوگی۔ واقعاً ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لے کر پھر بارش شروع ہو گئی۔

جس مسجد کی دیوار شک ہو گئی اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ  
گرتی دیوار رک گئی | اب گری کہ اب گری۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ ابھی گر جائیگی  
 کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں  
 گرے گی۔ آنجناب کے احباب اس ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے رہے اور مراقبہ  
 کرتے رہے پھر ذکر و شغل میں مشغول ہوتے۔ لیکن وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنجناب  
 نے وہاں سے کوچ کیا تو وہ بھی گر پڑی۔

لاہور میں ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
لاہور کا ایک مکان | عنہ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صحیح سلامت  
 عمارت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ جائے حالانکہ  
 ظاہری طور پر اس کے گرنے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل میں کہا کہ  
 اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بست موجود ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ ادھی رات  
 کا وقت تھا کہ وہ مکان یکایک زمین پر آ رہا۔ اس مکان میں ایک لڑکی سوئی ہوتی  
 تھی۔ بفضلِ خدا صبح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔  
 ان پر اینٹیں، ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا  
 کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد  
 ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اُسے مکان کے بلے سے نکالا تو  
 بالکل صحیح سلامت تھی۔

ایک حاکم نے اپنے دشمن پر چڑھائی کرنی چاہی  
ایک فقیر کا غلط کشف | یلغار سے پہلے اس نے ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔  
 فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری سے اس مہم کے  
 لئے تیار ہوا۔ لیکن پشتر اس کے کہ وہ دشمن کا سامنا کرے۔ اس فقیر نے

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضینہ لکھا کہ میں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنجناب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنجناب نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے کثف میں خطا ہوئی ہے، میری دانت میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اسے جلدی سے اطلاع دو کہ واپس آجائے۔ درویش نے اسی وقت ایک آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر دور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور وہ نہایت خستہ حال سے واپس آیا۔ چنانچہ پرچم و نقارہ تک سب کچھ ٹوٹا بیٹھا۔

## حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کے مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات مکتوبات کے ذریعہ اور رسالوں میں مثل مکاشفات حینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش تو نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمنا و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں ایک بادشاہ بڑا بھاری شکر لئے آیا پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے۔ الام ہو کہ یہ شریعت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری

خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہے گی۔

ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو

فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بارگاہِ احدیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔

مکاشفاتِ عینیہ میں لکھا ہے کہ بلحاظِ صفات حق سبحانہ و تعالیٰ

کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے

ان صفات سے ذات مجردان کی ترتیب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات، قدرت

علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہو سکیں۔ تو بھی

صفت ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہو گا کہ صفات موجود

ہیں۔ یا علم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کے عقیدہ کے

خلاف ہے۔ بلکہ باوجود استغنائے ذات صفات موجود ہیں جو ذات پر بمنزلہ زائد کے

ہیں۔ اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی

طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت، حیات

اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔

نیز مکاشفاتِ عینیہ میں لکھتے ہیں کہ قابلیتِ اولیٰ جہتِ حقیقت

محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیتِ ذات ہے۔

جو کمالاتِ شانِ کلام بلکہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے اور

یہ قابلیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔

مکاشفاتِ عینیہ میں یہ بھی درج ہے کہ قرآن شریف کا ہر حرف

تمام کمالات کا جامع ہے لیکن غمیل طور پر۔ اور یہ کہ خاص فصیلت کسی طبعی سورت میں

ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونے کا کوئی لحاظ نہیں۔

البتہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الہی میں ہر ایک شان تمام شیون الہی کی جامع ہے۔ لیکن مجمل طور پر علاوہ انہیں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اوٹے میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ میں ہر ایک شان تمام شانوں کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے۔ نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں لیکن شاہ کمال قدس سرہ کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا کہ تمام دنیا کو بدعت نے ایک تاریک پردے میں گھیر لیا ہے جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کئی مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں تھی جس کا پر تو تابعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت تلی کے کمالات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی نسبت جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی۔ دوبارہ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفاء کی طرف ہے۔ باقی تمام اولیاء طلال میں تھے۔

مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سہوکی کی

شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ  
یہ سلسلہ افضل اعلیٰ، اولیٰ حق اور ذات حق کی طرف سب سے اول اور سابق  
ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص  
بھی اسی سلسلے میں ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کی شب و روز کی عبادت و امور

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین  
سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے  
**سنت رسول کی پیروی** | ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا  
کرتے تھے۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا گیا ہے۔ محض اس کا  
فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کے لئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر  
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پر  
سمجھتے ہیں۔ اسی موقعہ پر فرمایا کہ میں استحاب کو اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں۔ کہ چہرہ  
دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت  
**قرآن مجید لکھنے والی سیاہی کا اقدام** | قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ معارف لکھنے میں مصروف تھے۔ چلدی سے پیشاب کے لئے اٹھتے اور سنت

میں داخل ہوئے مگر فوراً ہی باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ دوبارہ اتنی جلدی کیوں واپس آگئے۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگوا کر انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں دوبارہ گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جب میں بیت الخلا میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآن کی کتابت کا سامان ہے اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اس قدر ضرورت تھی لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اسے روک رکھا۔

اسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے۔

ایک دفعہ مولانا صلح جیلانی علیہ  
الرحمۃ کو فرمایا کہ تقیہ میں سے چند ایک  
لوگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب نے جھراک کر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی  
صوفی ہے اتنا نہیں اس نے سنا کہ ”اللہ و تر و محب الوتر“ و تر کی رعایت  
مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں  
تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا۔

ایک روز اپنے تخت گاہ پر سکیہ لگائے تشریف فرما  
کاغذ کا ادب | تختے کہ جھٹ پٹ نیچے اترے اور فرمایا کہ مجھے تخت کے  
نیچے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی  
دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت کے نیچے سے  
کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ جس کے نیچے فرش  
حافظ قرآن کا ادب | تھا۔ قرآن تشریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب



نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے نیچے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور دوستوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو۔

نیز فرمایا کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت توجہ سے مشغول ہوا کرتے تھے۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ دروڈ طائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفاء نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجمل بیان کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم کی زبانی ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ خادم آپ کے لئے آب وضو، مصلا اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست کیا کرتا تھا۔ مجھے یاد تو اس وقت فرستتی ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب قبول فرماتے ہیں۔ یارات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے ذاتی کاموں کے لئے موقع ملتا ہے۔ باقی وقت آنجناب کی اطلاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی آنجناب کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

حضرت مجدد کے وضو کرنے کا طریقہ | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل یہ تھا کہ تہائی

رات لے کر بیدار ہوتے۔ یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ سنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رُو بہ قبلہ ہو کر وضو کرتے۔ لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رُخ کر لیتے، مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو

تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پالی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو دیکھنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے۔ ہر عضو دھوتے وقت کمر شہادت معبران دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر تہا کی طرف گوشہ منجم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دھلے مائو پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ ربی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت

سات کے معمولات | قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو مرتبہ سورہ یس پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھنٹے پہلے سنت کے مطابق سو لینے۔ تاکہ "تمجد بین التومین" دو مینوں کے درمیان جاگنا ہو۔ پھر صبح کو بیٹا ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی۔ "سبحان اللہ وحده سبحان اللہ العظیم و مجدہ"۔ پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں اشراق تک اصحاب سبیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور اپنے وقتے بلک پر ہدیکہ پڑاؤٹھ لیتے۔ جب صبح اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے جی قرأت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور اویہ مائو پڑھ کر گھر نشینے جاتے۔ اور بل پھل کی خبر گیری کرتے۔ اور معاش کے متعلق امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے بعد وردیشوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں تربیت دیتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور امرار خاصہ کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سنا تے۔ ذات نسبت القادہ نعمت عطا فرماتے اور کسبھی ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے اشارہ فرماتے اور جو حالات اس پر وارد تھے

اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام دوستوں کو عالی ہمتی سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور  
مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو  
جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و مافیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔  
اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں کے  
بدلے نفیس موتی خرید لیے۔

کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ

**کلمہ طیب کی برکات** | اللہ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ  
کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں کہنے  
سے تمام جہاں بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے۔ اگر  
اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہاں ابد الابد تک معمور اور سیراب ہو  
جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا  
بڑا ہوگا۔ اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں۔ کہ  
کوئی شخص کسی کو نے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کو فقہ کی کتابوں

**علم فقہ کی ترغیب** | کا مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ علمائے دین سے  
شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے  
بہت دور ہو جانے کی وجہ سے ظلمت و بدعت کا غلبہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں سنت  
نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے سوا نجات نہیں۔ آنجناب کی صحبت کا اکثر  
وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔  
آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب اور حاضرین مجلس پر ایسا  
رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ حضرت مجدد کی تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود

اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چہیننا چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتیٰ کہ آہ تک نہ بھری۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب کے چہرہ مبارک پر کبھی آنسو بہتے تھے۔ یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی۔ اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز صبحی ادا کر کے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا ستنہ رکھ چھوڑو۔ طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی مائتورہ دعائیں پڑھتے آخری دنوں میں جب کہ آنجناب تے خلوت اختیار کر لی تھی۔ اور اکثر روز سے ہوتے تھے۔ خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

کھانا کھانے کے معمولات | آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں طعام کے بعد سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے کیونکہ صحیح احادیث

میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں۔ لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ کھانا ہی ہے جو عارف کو فرشتوں سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی مثالی صوت دیکھا کرو۔ آپ دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساتھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دُبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔ چنانچہ اس کے کباب دسترخوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بٹے خشوع و خضوع اور احتیاط و التزام سے تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پا اس پر رکھتے۔

یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ پیروں میں۔ دونوں زانو اٹھ رہے۔ تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات

عندہ کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا

آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرتے اور فرماتے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، صبحے اور فی الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت ادا بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھتے۔ اور پھر عصر کی نماز اول وقت میں جبکہ کسی شے کا سایہ اس کی اونچائی کے دو چند کے برابر ہوتا ادا کرتے آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو ساری عمر ترک نہ کیا۔ عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک دوستوں سے مل کر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ آدم نبوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ میں دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی حلقہ سکونت میں مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی ساکلوں کو اپنے پاس زانو بزا نو بٹھا کر مراقبہ کا اہتمام فرماتے ہیں۔

اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان **اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ** سے زیادہ وقفہ نہ دیتے۔ شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَأَنْتَ عِلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** پڑھتے اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت اوایمن ادا کرتے۔ کبھی چار رکعت نماز اوایمن ادا کیا کرتے تھے۔

بعض علماء نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوایمن

**شام اور عشاء کی نمازیں** میں چھ رکعت ہیں۔ سو اس میں دو رکعت سنت نماز

شام بھی داخل ہیں۔ نماز اوایمن میں سورہ واقعہ پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں۔ ادا کیا کرتے تھے۔ عشاء کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ۔ دوسری میں سورہ ملک تبارک تیسری میں سورہ حم دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی **قل یا ایہا الکافرون** اور **قل هو اللہ احد** اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے۔ لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک، قیامت، حم دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے۔ اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ اصحاب کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو یہی سورتیں پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں **سبح اسمو دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل هو اللہ احد** پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں **قل یا ایہا الکافرون** پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو

رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علماء نے اس کی کراہیت کا فتویٰ دیا ہے  
 وتر کبھی تو رات کے پہلے حصہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد۔ اگر پہلی رات ادا  
 کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے۔ تو اسے نیت  
 کرنی چاہیے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر ادا کروں گا۔ کیوں کہ ایسا  
 کرنے سے اس کے اعمال نامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ  
 وہ وتر ادا نہ کرے۔

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی  
سنت نبوی کی پیروی | صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں  
 میں دیر۔ جلدی۔ یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتر  
 اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جو بھر متابعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں۔

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاہوں کو  
 بلا کر فرماتے تھے کہ سوائے متابعت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کی نیت  
 نہ کرو۔ ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے۔

آنجناب مبداء و معاد میں لکھتے

اللہ کو اس لئے پیار کرتا ہوں کیونکہ | ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس واسطے  
 وہ میرے نبی کا پروردگار ہے | پیار کرتا ہوں۔ کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کا پروردگار ہے۔

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی لیتر استراحت پر لیٹ جاتے  
 سونے سے پہلے ادعیہ آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔  
 سوموار کی رات اور سوموار کے دن کے آخری حصہ میں دوستوں کو جمع کر کے ہزارہ

مرتبہ درود پڑھتے اور پڑھاتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ ایسا کرنے کے لئے مامور تھے۔

رسالہ صلوة ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دونوں عیدوں کے وقت عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الضحیٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب حنفی طور پر بھی ذالمحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن اتارتے، نہ سر کے بال منڈاتے۔ تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم ادا نہیں کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

تراویح میں چار قرآن ختم کرتے | نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کا طریقہ | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانی مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے کہ سبحان اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں جن کا علم صرف



اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لے جاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف ورجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ڈرا اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ اور رواجی سُرور کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کے سر پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نیز فرماتے تھے کہ نماز  
**نماز تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل ہے** | میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ

رکھنا چاہیے۔ اور دل کی صنوری ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہی رعایتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا تو حکم بتو ہے مگر لوگ ریاضتوں کی ہوس کرنے میں لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ نماز کی ادائیگی کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ، ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "انہا لکبیرۃ الا علی الخشعین" تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے  
 پانچ ۵

نیز فرماتے  
**نماز تہجد اور نوافل باجماعت ادا کرنے سے منع فرماتے تھے** | تھے کہ میں نے

بہت سے ریاضت کرنے والے اور متقی آدمیوں کو دیکھا ہے جو دوسری ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجالانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آپ نے مکتوبات میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز

تختہ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے۔ آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ احتیاط بہت فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ آپ لوگوں کو عاشورہ شب برات، شب قدر، وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے نماز مسجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استسماہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے۔ لیکن ہر مہم میں استسماہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کے لئے ایک ہی استسماہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سب سے اشارہ نہ کرتے۔ جو مراحل و کراہت کے درمیان ہو آپ اُسے ترک کرتے۔ ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کے لئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے۔ ہر فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔

ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جائزہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیماری پر پسی کرتے۔ اور مریض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزار ہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کے لئے جاتے۔ استغفار اور ماثورہ دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر اسے مکروہ قرار دے کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ دعوت قبول فرمایا کرتے۔ لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لے جاتے جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات

کے ذکر جبر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریح کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پر ذکر جبر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی۔ آپ اسے قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

نیز فرماتے تھے کہ ادھورے اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہوں گے۔ ان خالی ہاتھ بے سرو پا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں۔ یہ بزرگ اقتباس نبوت کی نسبت اور اولیاء کے نزدیک تھے۔

بشر کے خواص کو خواص ملک سے  
**خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں** | افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے  
 افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازعہ کو نیکی پر محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے جرح و ہوا سے دور رہتے اس بارے میں آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی ایک مکتوب لکھے ہیں نقش بند یہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

خواجہ  
**شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے اختلاف کے باوجود احترام اور محبت** | علاؤ الدین

عطار، خواجہ محمد پارسا اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اصل معاملہ اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے مانوڈ نہیں ہو سکتے۔

اجتہادی غلطی اور غلط تقلید | اسی طرح اجتہادی خطا قابل مواخذہ نہیں

لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کاکشف دوسرے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری، مشکوٰۃ، قدوری، ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علم دین سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل فقہ نماز، روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے بموجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست ختم ہو چکی ہے۔ سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ تھیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے ادب کو ترک ہو جانے پر بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکر یہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی دوستوں کو بھی تاکید کرتے۔ ریاء اور خود پسندی کو پاس نہ پھینکنے دیتے۔ کیونکہ ریاء اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مورخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور مین و تبرک نقل کیا ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ  
**حضرت مجدد کالباس اور حلیہ** | تعالیٰ اعنہ کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کالباس بھی صحابہ کرام کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک  
 پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں بشملہ دونوں کندھوں کے پنج تک۔ قمیض کے گریبان کا  
 شکاف دونوں کندھوں پر شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک۔  
 کفش مبارک پاؤں میں، عصا ہاتھ میں، سجادہ کندھے پر، سجدے کا نشان پیشانی  
 مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا جو باطنی نورانیت کی علامت تھا۔ آنجناب کا  
 قد خاصا، بدن مبارک نازک، رنگ گندم گوں۔ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور نازک  
 اونچی تھی۔ پیشانی مبارک پر بھوون کے درمیان سے لے کر تمام سجدہ تک ایک سرخ  
 خط تھا۔ جو تارے کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی  
 دست مبارک بڑے بڑے۔ انگلیاں باریک، پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے  
 بدن مبارک پر سولے سر، واڑھی اور سینے پر نو بھی تھوڑے، کے سولے اور کہیں بال  
 نہ تھے۔ لطافت اور نزاکت اس قدر تھی کہ آنجناب کا مرنہ آج کسی نازک سے نازک  
 اور لاغر سے لاغر مگر پر نہیں تھا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آپ کے  
 لباس اور عادات و شمائل کو ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل  
 لکھ دیا ہے۔ اس میں سے دیکھ لینا چاہیے۔

## حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کے خاصہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مجدد الف ثانی بنایا۔  
خاصہ: آنجناب ”قیوم اول“ ہوئے جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو ’خزینۃ الرحمۃ‘ بنایا اور رحمت کا تمام قلمدان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا۔

خاصہ: حضرت مجدد الف ثانی کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے تخلیق فرمایا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے، عنایت فرمائی۔ جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت نہ ہوئی تھی۔

خاصہ: آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی۔  
خاصہ: آنجناب نے ملاحظت و صباحت کو ملایا جو آج تک کسی نے نہ کیا۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔

والسابقون السابقون اولئك المقربون۔

خاصہ ؛ باوجود ضمنیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آپ پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔

جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوتے تھے۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے کیا۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو کئی ایک خصوصی نسبتیں مثلاً تجدد

قیومیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طہنیت، خلعت، خلافت،

امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔ نیز

جسے اولیاء نے حق الیقین کہا ہے وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ

ہے۔

آپ بکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں

یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے

اولیاء بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں۔ یہ

علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہوئے۔

ہیں۔

خاصہ ؛ آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف

بیان فرمائے جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا۔

نہا، قنولت انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں  
 کہ ان کو کہہ دیا ہے کہ ہر وقت صحت مند رہیں  
 ہر وقت۔

نہا، انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں

نہا، انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں  
 کہ ان کو کہہ دیا ہے کہ ہر وقت صحت مند رہیں  
 ہر وقت۔

نہا، انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں

نہا، انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں

نہا، انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں

نہا، انہی کے لیے جو ہر وقت صحت مند رہیں  
 اور صحت مند رہیں اور ہر وقت صحت مند رہیں  
 کہ ان کو کہہ دیا ہے کہ ہر وقت صحت مند رہیں  
 ہر وقت۔



خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقامِ رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے سیرِ انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے مکتوبات میں طریقِ اقتباسِ نبوت سے تعبیر فرمایا ہے۔

خاصہ ؛ آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علمِ لدنی، عنایت فرمایا۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا کہ جو شخص قیامت تک آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا۔ وہ بخش جائے گا۔

خاصہ ؛ آنجناب کا روضہ مبارک زمینِ جنت میں بنایا گیا ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی نقوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو وہ بھی بخشا جاتا ہے۔

خاصہ ؛ آنجناب کی زیارت کے لئے کعبہ معظمہ سرسہند میں آیا اور آنجناب

کی قبر میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین

ہے۔ خاص کر آنجناب کا بدن مبارک طینتِ پیغمبری صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے۔

خاصہ ؛ اللہ تعالیٰ نے حضرت سحی علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ ؛ حضرت خضر اور ایاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات

کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی۔

خاصہ : تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہونے  
خاصہ : تمام انبیاء فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت  
کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا۔

خاصہ : آپ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں ازل وابد یکجا  
تھے اور وہاں پر گزشتہ افعال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب  
ہو رہے ہیں اور جو حادثات آئندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس  
وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبال دونوں کو موجود پایا۔

خاصہ : ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر میرے مرید  
زن و مرد، بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ  
نے مجھ دکھا دیئے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام و مقام بتا  
سکتا ہوں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں  
سے افضل بنایا اور اس طریقہ مجددیہ والے باقی طریقے والوں کی  
نسبت بہشت میں پہلے داخل ہوں گے۔

خاصہ : جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے کثرت  
سے نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے سلسلہ میں ہوگا۔

خاصہ : ابتدائی دور میں حضرت علی المرتضیٰ شہید خدا کریم اللہ تعالیٰ وجہہ  
نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے  
آیا ہوں۔

خاصہ: آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات و خصائص

جو مذکور ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صلیبی کو بمعہ قیومیت عنایت فرمائے چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خاصہ: حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ طریقت میں ہونگے

اور آنجناب کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہوں گے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہد سے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہوں گے۔

خاصہ: قیامت تک تمام خلقت کو فیض، رشد، ہدایت، ایمان، عمر، شفا

رزق، روزی غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہوں گے۔

خاصہ: تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرح اور مشائخ وحدت وجود۔

رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لے کر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ: آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اس سے حضرت

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ: آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد

تھے اور آنجناب نے اجتہاد یہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے جو

آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ؛ تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آپ سے ملاقات کی اور مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا نور آنجناب میں آگیا۔

خاصہ؛ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے بیعت ہونے کی خبر دی تھی جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خاصہ؛ دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

خاصہ؛ آنجناب کے پیرو مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنجناب کے پیرو بھی تھے اور مرید بھی۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا۔

خاصہ؛ آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب لاقطب ہونا معلوم ہو چکا تھا اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے۔

خاصہ؛ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سر وار ہیں۔

خاصہ؛ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر مہند سے تشریف لائیں گے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کروں گا۔ وہ پھر روز میں تمہارا کام سنوار دیں گے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا اور خود کھلم کھلا آکر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے۔  
 خاصہ: آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے درگاہِ ولایت میں نیاز مندی عرض نہیں کی۔

خاصہ: آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں سمجھنے شرم آتی ہے۔  
 خاصہ: نیز آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیے۔

خاصہ: آنجناب کے پیر و مرشد نے آپ کی طرف لکھا: "والارض من کاس الکریم نصیب" زمین کو بھی سخی کے پیالہ سے حصہ ملتا ہے۔  
 خاصہ: آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا: "شیخ الاسلام کہتا تھا۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے۔" مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے۔

خاصہ: آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے مانند ہیں۔ چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ: آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے اپنے دوستوں کو فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل معلوم ہوا کہ توحید ایک ننگ کو چر ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ  
 اہ ہے۔

خاصہ : تمام سیر و سلوک آنجناب کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا۔ آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور خط لکھ کر القدیل بیدل علی الکثیر پر عمل کرتا ہوں۔

خاصہ : زمانہ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبدالمحکم صاحب سیالکوٹی جیسے جید عالم آنجناب کی تجدید کے اقرار کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔

## حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی کی یادگار وصیتیں

ناپائدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے اور بے وفادار کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے

کنج اماں نیست دریں خاکداں      مغز و فانیست دریں استخوان  
آنچہ دریں ماندہ حرکتے است      کاسۃ الودۃ دست تہی است

حضرت مجدد اپنے وصال کا اعلان کرتے ہیں | آخر میں عید الضحیٰ کی نماز ادا کرنے

کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی تھی کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اور قضائے مبرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اب تریسٹھواں سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی  
 تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کروں گا۔ خدا کے بندو!  
 جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بلا  
 تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوشش کی۔ کس قدر  
 ظلم و ستم ہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں  
 تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب  
 قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے  
 وقت ہوگی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔  
 کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ مجدد الف  
 ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ "یا امام الاولیاء  
 یا نائب ام خاتم الانبیاء! واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں  
 بدرجہ انتہا کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب  
 آپ کو پیش آئے ان پر آپ نے صبر کیا۔ اور شکر الہی بجالائے۔ ہمیں سیدھی راہ  
 دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت و طریقت و  
 زینت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت  
 تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے  
 دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دیں گے؟"

آخر میں حضرت

حضرت مجدد الف ثانی کا اپنے مریدوں کے لئے آخری دُعا | مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کے حق میں دُعا کی اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہیں کمالیت

کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گزرے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرسوفرق نہ لانا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقرا و حدت و جود کے قائل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور شریعت محمدیہ کے منحرف ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک پر ان امور سے وارد ہوئے۔ میں نے انہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا۔ انہوں نے ایسے معاملات سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہوں گے۔ اس سے فائدہ تو عقورہاں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کو ہو جاتا ہے۔ برکت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا۔ عمل عزیمت پر کرنا۔ کرامت اور رخصت کو اعمال میں داخل کرنا۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یادِ الہی میں صرف کرنا۔ تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔

اس وقت سے لے کر قیامت  
**شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی** | تک باطنی ترقی شریعت پر ثابت

قدم رہنے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو۔ اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ دراصل استدراج ہے اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الہی کا مس تک نہیں۔ وہ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے مکتوبات میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔



اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے

ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل

قیامت تک سلسلہ مجددیہ میں آئیے گئے  
تمام مریدوں کے حالات کی خبر

ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہیں۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہوں گے۔ اور قیامت تک علم و فضل ولایت، معرفت، قطبیت اور فرودیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہیں گے۔ یاد رکھو میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ ان سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں ان سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہاں کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہے گی۔ ہر ننانے میں وہ بلحاظ علم و فضل، ولایت، معرفت، خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی

معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کو خطاب

تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھیں گے۔ وہ تمہاری نسل سے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوں گے خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما گویا

وہ مجدد الف ثانی وقت تھے۔ اور یہ جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اسی سال پیدا ہوئے۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول  
**کمالات مجددیہ چار نسلوں تک رہیں گے** | رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ

کمالات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں چار قرن تک رہیں گے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک، اور رہیں گے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائیں گے۔ ان کمالات سے مراد طہیت، اصالت، قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چار قرن گزرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب میں رہے گا۔ پھر بالکل چھپ جائے گا۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے ذات پر جھیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں بادشاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ داراشکوہ نے حضرت عرقۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے بڑی منصوبہ بازیاں کیں لیکن نہام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔

لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائے گا۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیرھویں صدی کے فتنے | نے لوگوں کو اطلاع دی کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا

ہوں گے اور جہاں پر آشوب ہو جائے گا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم پر قائم رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاہنہ بند رہنا۔ اور جہاں تک ہو

سکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بدعت کنندوں پر غالب آؤ گے

اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حتیٰ کہ دجال کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی

جرات نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے بزرگوں

کو جو ہمارے فرزند اور خلفاء ہیں۔ رئیس عالم بنایا ہے۔ وہ خلقت کی طرف متوجہ رہیں گے۔

ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر فروغ ہوگا کہ تمام جہاں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے

جنوب تک ہمارے سلسلہ مجددیہ سے بھر جائے گا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہوں گے تو ان

میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہوں گے۔ باقی ہمارے معتقد ہوں گے۔

دوسرے سلسلے کمیاب ہوں گے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے

تو ہمارے طریقہ میں مرید ہوں گے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے

وہ ہمارے نسبت خاصہ کو رواج دیں گے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کریں گے۔ بلکہ اپنی

امامت میں پہلی بات جو کریں گے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں

میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ میں کہاں تک اس

سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محمد معصوم اور اس کے

فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں۔

ایک روایت

حضرت امام مہدی کے وزیر اعظم حضرت مجتبیٰ اولاد سے ہونگے | ہے کہ آنجناب نے

یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے وزیر اعظم احمد نام آنجناب کی اولاد نرینہ سے ہونگے۔  
**حضرت عروۃ الوثقیٰ** قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعظم ہماری اولاد سے ہوگا۔

میرے مصنف کتاب والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہوں گے۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعود علیہ السلام تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں رہے گا۔  
 واللہ اعلم بالصواب۔

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمالات کھنے کے بعد کھریا کیا ہے کہ اس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے۔

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یادو! اب میں تم سے وداع ہوتا ہوں۔

یہ سہ کر لگوں نہ رفا شروع کر دیا۔ اور آنجناب خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں۔  
 مہدی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر

دوپہر کو سو کر اٹھے اور فرزندوں اور اہلبیت کو طلب فرمایا اور کہا کہ دو ماہ بعد موسم  
سرمائے والے ہیں۔ اس میں میں نہیں ہوؤں گا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ مکان  
بنوانا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ  
ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنجناب کو ضیق النفس کا عارضہ  
لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔

انہیں آیام مرض میں ایک  
حضرت جناب غوث اعظم کے ایک شعر کی تشریح | روز آنجناب مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہو کر  
قراتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔

افلت شمس الاقوالین وشمسنا!

ابدأ على افق الاعلى الغرب

ترجمہ: گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے۔ لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر  
چمک رہے گا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل سمجھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ  
حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدار پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے  
بہ سبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور یہ دعا اللھم الھم فی الاعلیٰ،  
بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طبیب کہہ دے کہ تم لا علاج ہو تو میں بہت، سا  
روپیہ راہ خدا میں صرف کروں گا۔ مرض موت میں آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم  
زمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور سمجھنا۔ اور خود  
زبان مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب  
کی اس وصیت کو آپ کی اعزاداری کے دنوں میں پورا کیا۔ اور کلمہ بابت کی تیسری

جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے موافق ایک سو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب عام خیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کے لئے صدقہ دیتے ہیں، فرمایا شوق وصال کے لئے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد تمہیں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے سعید دہر و جلیل عصر حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا۔ میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گا۔ کیوں کہ یہاں پر بشری تعلقات اور قیود ہیں۔ جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تہجد ہوں گے۔

انہیں دنوں میں ایک روز

بزرگانِ سرمنہد کے مزارات کی آخری زیارت | آنجناب اپنے والد بزرگوار کے

مزار کی زیارت کو گئے۔ دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اٹھ کر فاتحہ پڑھا اور قبرستان کے حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین

نے عرض کی کہ کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔ آنجناب ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر اپنے جد اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر گئے۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد دعا واستغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام پر واپس تشریف لائے۔ اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سن کر عمگین ہوئے۔ کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تار گئے تھے کہ اب جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تیسویں صفر الحظرف کو اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب کے بدن مبارک پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔ اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے اور بعد میں عود مرض سے آنا فانا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین جی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

سے۔ بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ کہ  
 دن رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کا وصال ہو گیا۔

## حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا مرض الموت اور وصال

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض لوٹ آیا تو آنجناب کو  
 بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہو گئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک  
 کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب  
 نے خادم کو فرمایا کہ اتنے کے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا کہ جتنے کے  
 میں نے کہے ہیں اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتہ غیبی نے آواز دی ہے  
 کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی اور کام آ  
 جائیں گے۔ جب لایا تو آنجناب نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال  
 کے لئے بھیج دیئے۔ جس قدر آنجناب نے الگ کر کے رکھے وہ روز انتقال تک کافی  
 ہوئے۔

جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری  
 حضرت مجدد کی زندگی کا آخری جمعہ

کے نماز کے لئے جامع مسجد میں تشریف لائے  
 نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعہ کا دن نصیب  
 نہیں ہوگا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور تاکیداً



فرمایا کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سخت باز پرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجھیز و تکھیز سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہوتی چاہیے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت، میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفا کے سوا کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی گناہ مقام پر بنانا فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کے لئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں مرقہ ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تاثر ہے تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا۔ یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن قبر کچی ہوتا کہ تھوڑے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات اللحدیہ میں لکھتے ہیں کہ  
**اہل محبت کا اظہارِ غم** | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الودہیت کی بے نشانی کے مظہرِ اتم تھے۔

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کا وصال ہو گیا ہے اور میں روتا چلاتا ادھر ادھر پھر رہا ہوں۔ کبھی آئینِ احمد کبھی آئینِ ادلہا پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ بڑی مسجد میں انکی قبر ہے جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میرے شیخ عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیکھا۔

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ  
**سایہ دارِ عالم درختِ گرگیا** | ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین

پر گھر پڑا۔ اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ میں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔ ”کشتی جرت طیبہ اصلها ثابت و فرعها فی السماء“۔ پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درخت تھے۔ اس لئے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا۔

جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دو تین قبر کے لئے وصیت | جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزند ان گرامی کو ان میں شامل ہے تو فرمایا ”اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا“ ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوت خانہ میں تشریف لائے۔ آنجناب کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کس کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جاسکتے تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہلیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے فہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت کر دیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے۔

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا | وصال سے ایک دن پہلے | تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا۔ بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔

اب تو عقوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر  
 غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یہ غشی ضعف  
 کی وجہ سے ہے یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم  
 درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہ مکشوف و مشہور ہو جائیں گے۔ آنجناب نے مجمل  
 طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت سٹھوڑا  
 سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم تہ مانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات  
 کی پہلی جلد کے تراسیوں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 نام لکھا ہے۔ درج فرمایا ہے!

جس صبح آنجناب کا وصال ہونا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت  
 محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنجناب نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا  
 کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے  
 کہ مجھے لہرار سے مستفیض فرمایا جائے گا۔ آنجناب نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے  
 مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان  
 قدس کا نوح کیا۔ جب ایک خاص مقام پر پہنچ چکا۔ تو بارگاہ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر  
 میں نہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ  
 ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علیہ صفات  
 سے پرے ہے۔ جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو  
 بمنزلہ تعین حسی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر ہیں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے  
 اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات سے  
 معزل ہے۔ اس مقام میں تم دونوں بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنجناب نے میرے بڑے بھائی کو  
 فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایام مرض میں آنجناب

کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی صغمت سے حضرت خازن الرحمت کو اس مقام پر لے گئے اور مجھے فرمایا کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا آنجناب نے فرمایا کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے ویسے پہنچا ہوں بٹھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے جو کعبہ مقصود سے بلا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت غزوة الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن صغمت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنجناب پر ضعف غالب آگیا تھا لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سرمُوق فرق نہ آیا بدستور ذکر شغل، مراقبہ، دن رات کے اوراد، نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا۔ آنجناب نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف، آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے۔

آج بلا واکہ سونی سکھی سب جگ دینوں وار

ترجمہ: اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں۔

طلوع آفتاب کے بعد قیومیت کا آفتاب غروب ہو گیا | اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں

جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ رات کے آخری تیرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تسبیح کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ پہلی آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی

باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب ہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور حسبِ عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ مانورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا۔ لیکن اس میں ریت نہ تھی۔ آنجناب نے فرمایا کہ تھال میں ریت نہیں، احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پہ گریں اس وقت بھی آنجناب نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ جب تھال میں ریت ڈال کر حاضر کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ پیشاب کروں۔ اور پھر تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بیٹھے یعنی سر شمال کی طرف رُخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آنجناب نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الہی میں مشغول رہے۔ انبیاء کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اقل خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال ہو گیا۔

ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ

خروش از عرصۂ غمراہ آمد	فغاں از عالم بالا بر آمد
پیامِ قبۃ خنصر ابر آمد	غبار از ساحتِ آفاق بر تھا
سجائے موج از دریا بر آمد	بے دمہائے آتش بار از غم
غر یوانہ میثرب و بطحے ابر آمد	دراں وقتے مجدد شد ز عالم

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں  
فناں از شرب و بطحا برآمد | مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

یا ایہا الانام لقد سافر الانام من کل اهل اذت عروۃ القبول

قطب المذی تفوض رب السماء

بالموت کان بد کمال قد اطلق

لما اصابہ شار رسول تحفة

مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی "الموت

جسر یوصل الحبيب الی الحبيب۔"

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے مطابق تاریخ

تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہباز طریقت

معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں

بیان کیا ہے۔

آن قطب کہ ہم عاشق و معشوق است

آن سایہ کہ از احمد مرسل نہیفت

بر جوہر اسرار نبی صندوق است

ظاہر شدہ کیں احمد فاروق لہنت

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب

اہل علم نے پانچ سو تاریخ وفات لکھیں | کی تاریخ وصال کہی ہیں۔ جن میں سے اکثر

ملا بدر الدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں۔

بیداد زد دست جور ایام

بخلق بود فیض اوعام

بگذشت ز دہر بے سرنجام

فریاد ز گردش زمانہ !

قطب ارشاد شیخ احمد

در ماہ صفر بہ بست و ہشتم

یک بارہ قرار و صبر و آرام

او بود بدھ سرد و دوام

شد صبح امتیہ طالبانِ شام

افسوسِ قادیہ بجرِج اسلام

از رفتن او ز بے دلائل رفت

او قلعه دیں برج ایمان او

شد روز وصال عاشقانِ شب

تاریخ وصال او برآمد

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۳۳۲ھ کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹ صفر ۳۳۲ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتہیوں تاریخ تھی۔ ماہ ربیع الاول کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر ما۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ ”یوم کفارت ستہ“ ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آفتاب کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے اکابر اس سرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح الصدور میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السماوات والارض یبکیان علی المومن ویکل السملو حمیت اطرافها۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی اطراف کا سرخ ہونا ہے۔

## حضرت خدیجہ بنت الرحمہ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہا

### کی تجہیز و تکفین

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنجناب اس طرح دست بستہ ہیں جس طرح نماز کے وقت ہاتھ باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کھالی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنجناب کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو! ہمہ خنداں بندو تو گریاں!

آن چہاں زی کہ وقت رفتن تو! ہمہ گریاں بوندو تو خنداں!

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پیلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دائیں ہاتھ بائیں پر حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ وایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھرتا۔ پھر لوگوں نے کھوئے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو



بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے۔ کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم ہوا کہ اس میں کوئی بےید ہے تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرہنی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو پیش کر دکھلایا کہ ”کما تعیشون تموتون“ جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسی حالت میں مرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی اور خازن الرحمت رضی

**خازن الرحمت نماز پڑھتے ہیں | اللہ تعالیٰ عنہما ”جو اپنے وقت کے سب سے**

بڑے عالم اور فقیہ تھے۔“ کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ قمیض اور تہ بند، قمیض مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علماء کا اتفاق رائے ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کے لئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنجناب کو اس روضہ میں جس کی زمین کی نسبت آنجناب نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے، حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبر خواجہ محمد صادق کے لئے بنوایا گیا تھا۔ اس قبر کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت مجدد کا جنازہ اندر سے گئے۔

تو حضرت نواب محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ ازراہ ادب مشرق کو سرک گئی۔ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کو وصال کے بعد جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے غایت فرمائیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ قبۃ عالم! کبھی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے۔ فرمایا: ہاں ملا ہے۔ چنانچہ مجھے شاگردوں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے۔ ”وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ“ میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ وہ لوگ صرف انبیاء ہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آنجناب نے فرمایا: واقعی ایسا ہی ہے۔ لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنجناب سے پوچھا کہ مکر اور نیکر کے سوالوں سے معاملہ کیوں کر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ الہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں رہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا مجھے تو نہیں ہوا۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کے لئے اٹھتا تو دیکھتا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے بقلگیر ہوئے۔ اور اس قدر دہرایا کہ میرا بدن

کانپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے۔

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظور نظر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے۔ تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صفت پر میرے اور آنجناب کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھا رہا جیسا کہ آنجناب نے دستار مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ میں دیر تک توجیران رہا۔ اور غور سے دیکھا رہا۔ کہ شاید وہم و خیال ہی ہو۔ لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنجناب کو نہ دیکھا۔

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آنجناب تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سر اندر کیا۔ اور پھر بائیں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو نقائے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے بھی بہشت میں لے جاؤ۔ اور دیدار الہی سے مشرف کرو۔ آنجناب نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی۔

ملا بدر الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب کو

میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف خط لکھ رہے ہیں جس کا عنوان یہ ہے۔ "ما خود بخود نگاہبان اینجہا نیم ما ازین جہاں گذشتیم و دران جہاں نشستیم۔" انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

بعد از وفات مزار سے دوستوں کو الوداع کہا | شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فاضل الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں (مصنف کتاب) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنجناب کے مزار پر جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مکتوبات میں جا بجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں انھوں نے تمام خلفاء مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چل کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پر رکھا۔

جب بادشاہ ہند جہانگیر نے سرمنہاگر اپنی خلافت مجددیہ کا اعلان کر دیا | (جہانگیر) کو آنجناب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل تھی۔

اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آگیا۔ کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔  
لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر نے رہی وہی بھی بگاڑ دی۔ مصرعہ  
یکے بود مجنوں دگر خوردے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرسب آیا۔ آنجناب کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد زار  
زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجالایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت شیخ محمد معصوم عرودہ الوثقی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔  
مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائیں۔ اپنی نعمت  
خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ عنایت ممتاز فرمایا۔ آنجناب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امرار و وزراء کو کہا کہ آؤ میرے مرید  
بنو۔ میری بیعت کرو۔ تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اپنی اپنی مہروں  
میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر  
کے عہد کی لشکر میہر ہے۔ اس میں "قلاں مرید سلطان جہانگیر" کھدا ہوا ہے۔ حضرت قیوم  
اول کے خلفا کو معلوم تھا کہ بادشاہ کو جنوں ہو گیا تھا۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔  
آنجناب کے خلفا جنہیں ہندوستان میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو  
بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس رہو۔  
میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دکن سے بلوا کر اپنے پایہ تخت اکبر آباد میں رکھا۔ لیکن  
آنجناب کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ میرے  
پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنجناب کی عمر تریسٹھ سال اور مدت قیومیت تیس سال تھی۔

## اولاد و امجاد حضرت خزینۃ الرحمۃ ماجد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہے سات بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادقؒ، حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ، حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی، حضرت خواجہ محمد یحییٰ، حضرت خواجہ محمد عیسیٰ، حضرت خواجہ محمد سترخ، اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسیٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں۔ ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دوسری حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت خدیجہ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن حضرت ام کلثوم حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

میرا (مصنف) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد

حضرت مجدد کی اولاد | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت

سے کر اب تک ہو گزری ہے یا موجود ہے، حالات بیان کرو۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرسند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے مجھے آنجناب کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرسند جانے کا اتفاق ہوا تو صرف دس پندرہ دن رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا۔ جو جو کچھ حالات اس کتاب میں آنجناب کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقی کے فرزند

حضرت محمد شرف کے دوہتے شیخ محمد عبداللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجناب کی اولاد کے نام سے مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہ بلا کم است یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ "والعہدۃ علی السراوی۔"

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ۱۰۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے

تار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا ایسا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دیئے جاتے ہیں۔ رجب ۱۰۰۰ ہجری کو حضرت قیوم اول بدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئے اور حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے۔ ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی اٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاقہ پڑھا۔ ان دنوں بہ سبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے، جد ہرجی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے۔ ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گزرے۔ تو فرمایا کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لے کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے اٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہ ایک انسی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی بر خورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئے گا۔

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کو نیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے۔ اور جب مقبروں پر لے جا کر مردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراء جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔

معتقولات میں کمال حاصل تھا | ظاہری علم میں قوت تبحر اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ جو کہ علم معقول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زود چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سُن کر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کے لئے قوت مدرکہ ہے ہی نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت



خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف لکھی ہے۔

چنانچہ مکتوب نمبر ۲۷۷ میں لکھتے ہیں کہ میرا فرزند  
میرے معارف کا مجموعہ | میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقامات جذبہ و سلوک

کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار ہے خطا و غلطی سے محفوظ ہے۔

مکتوب نمبر ۲۴۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور ان  
کی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں۔ یعنی مسرند  
میں قطبیت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔

مکتوب نمبر ۳۱۱ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا  
ہے۔ وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا  
ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے  
فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے اور میرے فرزند کی ولایت  
فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے۔

نیز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی  
وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا کہ میرے بڑے فرزند نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ ،  
اور جیلے سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جل و علا کی آیت اور  
رب العالمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اس نے وہ کچھ حاصل کیا جو کسی کو کم  
نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد  
بیلناوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں باسانی پڑھا سکتے ہیں۔ آپ کے شہود و کشف کی  
حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ  
ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے خشوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔  
اور فرمایا کرتے تھے کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ

اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل دعیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بالکل بالکل نہ رہی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لے جا کر خود ان کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے۔ لیکن یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تصرف تھا کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوتی۔ ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہان میں رہے۔ سواب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح  
خواجہ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ محمد ابراہیم کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے  
خواجہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذ اور محمد فاروق دونوں بھائی شائستگی اور نجستگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروق لا ولد تھے۔

آپ شیخ محمد ابراہیم کے دوسرے بیٹے تھے۔  
خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔

آپ محمد ابراہیم کے تیرے بیٹے تھے۔ نہایت  
**خواجہ محمد زکریا علیہ الرحمۃ** | بی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے  
 ماورد گئے۔

آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ  
**زینب النساء علیہا الرحمۃ** | حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی  
 منسوبہ تھیں۔

آپ شیخ محمد علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔  
**خواجہ شیخ محمد عابد علیہ الرحمۃ** | ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک  
 حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ  
 کا صرف ایک لڑکا تھا۔ یعنی شیخ بہاؤ الدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل  
 تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی و نقلی علوم کا کوئی دقیق مسدہ فرو گذاشت نہ  
 کرتا تھا۔ شیخ بہاؤ الدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے  
**خواجہ محمد شجاع علیہ الرحمۃ** | ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے  
 سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات  
 احمدیہ کے طریقہ پر کار بند تھے۔

آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت  
**خواجہ محمد البکر علیہ الرحمۃ** | اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی  
 شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت  
خواجہ محمد ظہیر علیہ الرحمۃ متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی  
 سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ  
 الرحمۃ کی اولاد زینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں۔

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں عین النساء و زین النساء جن میں سے  
 عین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے  
 بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بھتیجے  
 عبداللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں۔

شیخ محمد زاہد شیخ محمد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ویرج  
شیخ محمد زاہد علیہ الرحمۃ و تقوایں سے موصوف تھے۔ باطنی سلوک اپنے مشائخ سے  
 حاصل کیا تھا اور اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر کار بند تھے۔ محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی جو  
 شیخ ابراہیم کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا  
 اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا۔ اور بیٹیوں میں سے ایک  
 شاہدہ کے قاضی زاہد سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں  
 منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر احمد  
 دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشن سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف  
 ایک لڑکی رابعہ نام ہے۔ شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں۔

## احوالِ سعید خلیل دہر قازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۱۰۰۰ھ بمطابق ۱۶۰۰ء کو پیدا ہوئے۔

نحوانم کہ اکنوں مدح آں شاہرا کہ چشمش ندیدہ جہنم را  
سعید از ازل آمدہ نام او ! سعادت بود او لیس کام او !  
تفحص نمودم دریں نہ ورق ! بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعیدؒ کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو تو کہا میں حضرت خواجہ کو پاتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی تو فرمایا: محمد سعید بڑا زبردست ہے۔ اس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعید نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کئے۔ آپ ۱۰۰ سال کی عمر میں دونوں علموں کی تکمیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے فرزند محمد سعید بڑے بچے عالم ہیں۔ حضرت خانن الرحمت کا علم

ظاہری اس درجے کا تھا کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا سعد اللہ وزیر سلطان شاہ وغیرہ ان کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک

لائجل مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران رہ گیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا۔ اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی۔ لیکن نہ دے سکا۔ چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لائجل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہ چکا تھا۔ کہ اگر امام ابوحنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ جب آپ سے اس نے یہ مسائل برسرِ عام پوچھے تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کیسے؟ کہا کہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں جو اس باحتمہ ہو گیا۔

ابوالخیر علماء سو سے تھا

حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں

دونوں بھائیوں خازن الرحمت اور عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقعہ تھا۔ جو ان دونوں بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بے جا ہے۔ حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا۔ اس کے لکھنے والے اور میں جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بے جا ہے۔ جب اس نے حضرت خازن الرحمت کو رقعہ دیا تو اگر بے جا بھی تھا تو اپنے تصرف سے بجا کر دیا اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی بجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی۔ کل برسرِ عام ہمیں زک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکہ کل بڑنی۔ میرے (مصنعت) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ

ابوالخیر علمائے سوڈ سے تھا۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ  
**علمائے لاہور کی ایک مجلس** شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علماء و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحییت اور سجدہ عبادت پر گفتگو شروع ہوئی۔ اور علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونوں بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونوں صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے۔ واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیوں کر پیدا نہ ہوں۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
**حضرت خازن الرحمۃ کی تالیفات** علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پایے کی کتابیں لکھی ہیں مثلاً تعلیمات و مشکوٰۃ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور ترجیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے درج فرمائی ہے۔ جن پر حنفی مذہب کا دار و مدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے جس میں بڑے بلند حقائق اور ذاتی صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے: حضرت سلامت در شاہ باد و مشغول بود روح را از بدن جدا دید ظاہر شد کہ این مقام حیرت است۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو

اپنے احوال بکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم اپنے بھائی اور میرے امام ہو۔

نیز فرمایا کہ محمد سعید تھے تو اصنع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب دائیں طرف ہوتا ہے یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو دی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ

**ولایت احمدی کے دو افراد** حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمۃ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خلت و عنایت کی۔ آنجناب فرماتے ہیں کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنجناب نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ ان کی مہر سے داخل ہوگا۔ اسی واسطے آپ کو خازن الرحمۃ کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ جناب حضرت خازن الرحمۃ اپنے فخر میں کہتے ہیں۔

”الیوم نسبتی کتیب المجدد“



بارگاہِ رسولؐ پر حاضری | جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حج کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ

کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں روضہ مبارک سے آواز آئی۔ "العجل العجل انما الیک مشتاق" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جناب حضرت خازنِ ارحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مگر شریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کے لئے دُعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدُعا ہوئی۔ تمام ممکنات دُعا کرنے لگے۔ حتیٰ کہ عرشِ کبریٰ لوح و قلم، بیان تک کہ الہی اسما و صفات و شیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دُعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد الاحد نے "لطائفِ مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازنِ ارحمت پر مکشوف ہوئے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے تھے کہ حضرت خازنِ ارحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ عذابِ دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہِ الہی میں عرض کی۔ کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہِ الہی میں پھر منت و سماجت کی تو حکم الہی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر افضیوں کے گروہ میں داخل کر دو۔ میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر مسلمان ہو گا۔

مولف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ  
**ایک گناخ فقیر** | بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا  
گستاخے جاتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی کہ اسے پوچھے  
لشکر میں حضرت خازن الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا  
وہ مخلص اسے گتھ گیا وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر سو بیٹھا اس نے مجبوراً  
کر حضرت خازن الرحمت کی طرف توجہ کی اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو بھرا کر گھر  
سے نکال دیا اور اپنے مخلص کو اس کے نیچے سے رہائی دی۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ  
**کرامت** | حضرت خازن الرحمت کے ایک دولت مند نوجوان مخلص نے ایک  
روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں آپ نے فرمایا یہیں تمہیں  
باغ کی سیر کرا دیتے ہیں اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا اور فرمایا دیکھ اس  
آستین میں اس نے باغ دیکھا جو ہمیشتی باغ کی طرح تھا ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا  
تھا دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا بلکہ دوپہر سے لے کر شام تک وہاں رہا بعد  
ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گزری تھی۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں  
**حضرت ابوسفیان کا معاملہ** | کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں صہبہ کرام  
کا ذکر ہو رہا تھا اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سن کر کراہت پیدا ہوئی  
بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا بابا ابوسفیان کے  
حق میں کچھ نہ کہنا پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا لیکن بعد میں درست ہو گیا۔  
حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت صبح سے

شام تک نساگر دوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمہ نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو استعداد استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی۔

## وفات حضرت خازن الرحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماحت سے حضرت خازن الرحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا تھا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مد نظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے کہ بیماری شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتر علاج معالجہ کیا لیکن کچھ آفاقہ نہ ہوا۔ جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے۔ طرح طرح کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کے لئے مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا کہ ایام وصال نزدیک ہیں تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرسند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے چھتیس میل کے فاصلہ پر سنبھالکھ پہنچے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲ جمادی الثانی ۱۰۸۱ھ ہجری ہے تبہیز و تکفین کر کے پالکی میں ڈال کر سرسند لائے۔

خواجہ سعید کی نعش | میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا اور

شیخ سعید الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ  
برگھڑی بہ سبب بے قراری آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روئے مبارک کو دیکھتا  
تھا۔ ایک روز جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نہیں  
خالی چادر ہی چادر ہے۔ پانکی میں ادھر ہاتھ مارا لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ  
نہ تھا۔ میں نے آنجناب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب  
کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہوں گے۔  
ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا۔ تو دیکھا کہ آپ بدستور پانکی کے اندر  
موجود ہیں۔

حضرت مجدد کے قبہ مبارک میں قبر کی جگہ بن گئی | جب حضرت قیوم ثانی

تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمۃ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی  
گنجائش نہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکید فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا  
چاہیے۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے  
ہٹ گئی۔ اور فرش غائب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمۃ کو لحد میں رکھا گیا۔ تو  
آپ نے آنکھیں کھول کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک دونوں  
بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
اشارہ کیا کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے۔

قبر سے سارا شہر معطر ہو گیا | آج کل اس قبر کی لحد بارش کے سبب سبب  
شگنی ہو گئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو

دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں۔ اور بدن مبارک بدستور قائم ہے۔ اور قبر سے اس  
اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمال  
اور کرامات جبطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تیر کا صرف چند ایک کا ذکر مشتمل نمونہ از  
خود ارے؟ کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پینٹھ سال تھا۔ آپ کی بلا واسطہ اولاد  
تعداد میں تیرہ ہے۔ جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسماء  
گرامی یہ ہیں۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطیف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد،  
شیخ مخیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔  
لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النساء، فخر النساء زینب  
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ حضرت خازن الرحمت کے بڑے فرزند  
نواب شاہ عبداللہ شاہ سعیدی ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر میں تھے  
تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت  
عزوة الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھی۔ شاہ عبداللہ نے  
چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ جب آپ کی منسوبہ نے سنا۔ تو  
سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے مل کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت  
میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مر جائے گی۔  
عورتوں نے عرض کیا کہ مرنے سے محفوظ رہے۔ صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز  
بعد فوت ہو گئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے زخم لگایا ہے۔ جس سے  
جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شاہ عبد اللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں  
خواجہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ  
 عبد اللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری جانی تھیں۔ جن میں سے جانی خواجہ محمد  
 صادق کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔  
 شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد  
خواجہ شیخ احمدی علیہ الرحمۃ تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق  
 کی بیٹی صلاح النساء کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ  
 سے ہوئی۔ شیخ احمدی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ احمدی کے فرزند شیخ محمد زکی کسریہ ہیں  
خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساء شیخ  
 محمد پارسا کے دوہتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدین کا صرف ایک بیٹا تھا۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند  
خواجہ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمۃ ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی  
 سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت  
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ  
 دنیا سے لاورد گئے۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ کے  
مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی علیہ الرحمۃ تیرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور

باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث حضرت مروج شریعت اور مولوی فرخ شاہ ہم سبق تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد ہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشیے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراض حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں۔ ان کے جواب میں کشف الخطا نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے شرف ہوئے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور ذکر الہی میں متحرک تھی۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ یہ کس قسم کی نمیند سے۔ میں نے آپ کے جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانا پھینکا۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے متقی اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ۴ شوال ۱۱۸۵ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت **خواجہ علی رضا علیہ الرحمۃ** عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ اس لڑکے میں شورش عظیم ہے ابتلائے فہم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی

مصیبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت سنی سیکھی جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشتغال اس طریقہ کے خلاف تھے کرنے شروع کر دیئے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منعقد کرتا۔ اور نماز تراویح میں ہر تراویح کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں، عورتوں اور گائینوں کے راگ و نایح سُناتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بے زار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن یہ بات معلوم کر کے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکل کر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم تکبیر، تسخیر، کیمیا، سیمیا، رمیا وغیرہ حاصل کر کے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سختیاں اور مصیبتیں اس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کریں۔ اُن میں سے ایک یہ بتائی کہ میں چالیس روز تک ننگی لنگے سے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آٹھ تک نہ جھپکی۔ لیکن تمام حضرات احمدیہ علیٰ رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا تھا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّسُولِ عَصِيًّا**۔ اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقرانے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین و ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو جن ہیں



کی تابع تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے، انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اسے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے کام حضرت سرسند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہوں گے۔

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا کہ جہاں کہیں جانا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتیٰ کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب نے ازراہ کرم اس کی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قیدی عدو پر رہے۔ اس نے سرسند آکر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا۔ حتیٰ کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرسند سے نکل کر گجرات میں آسا اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اسے کافر ہی سمجھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرسند میں علی رضا کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیاز مندانہ عرضیاں دعا و توجہ کی التماس کے لئے آنجناب کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پر کار بند رہا۔ اس کی وفات

کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنجناب کی خدمت میں نیاز مندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاص کر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ چاہا کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کرے لیکن بہ سبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا غائبانہ مرید رہا۔

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ، وجہ اللہ، محمدی، بدر عالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

آپ مولوی فخر شاہ کے دوسرے فرزند مولوی محمد ارشد علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم دینیہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی، علم ریاضی، علم حکمت، ہیئت، ہندسہ، حساب، طبابت، رمل، نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علماء آپ کو اپنے سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی، اور اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر پورے پورے کار بند تھے آپ کے چار بیٹے اور ایک لڑکی تھی۔

آپ مولوی محمد ارشد کے بڑے بیٹے موزون خواجہ محمد ارشد علیہ الرحمہ قابل اور خوش طبع جوان تھے، جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ کا شیفتہ بن جاتا۔ محمد ارشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مولوی محمد ارشد کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی دبیجے تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا اور احمدیہ

طریقہ پر پورے پورے کار بند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجیبہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا۔ دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ وسع، تقویٰ، صلاحیت، شریعت، اور طریقت پر ثابت قدمی آپ کا شعار تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے۔ لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ہیں۔ ابھی چھوٹے خواجہ عطاء الہی علیہ الرحمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لا ولد خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ فوت ہو گئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمات النساء جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری مسیقہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ کے چوتھے  
شیخ سعد الدین سعیدی قدس سرہ | فرزند تھے۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت  
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروج الشریعت  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت  
 سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کار بند تھے۔ صلاحت  
 اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا تھے۔  
 آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے  
شیخ محمد قطب علیہ الرحمۃ | حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں  
 مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی  
 حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک  
 لڑکی تھی۔

آپ شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند حضرت  
شیخ محمد غوث علیہ الرحمۃ | قیوم ثالث کے مرید، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ  
 کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیم اور جمال اللہ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث  
 کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے۔ دوسری محمد مرشد سے اور  
 تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطب کی لڑکی حضرت قیوم ثانی کے پوتے شیخ محمد سے  
 منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النساء جو اپنے زمانے میں  
 سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہ اور رضیۃ الوقت ہوتیں تو آپ کی غلامی  
 کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساء عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ  
 یہ تھا کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو العلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب تھیں۔ دوسری سید النساء جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوب تھیں۔

آپ حضرت

حضرت شیخ عبد الاحد مشہر بہ شاہ گل سعدی قدس سرہ | خازن الرحمت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے کہ باوجود چچا زاد بھائی ہونے کے حضرت حجت اللہ کی خدمت بجالاتے۔ چنانچہ آپ کی سواری کی رکاب پکڑ کر پا پیادہ چلتے اور بعض وقت آنجناب کلاہ صا اور نعلین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایت ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور سرسہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب نے عنایت فرمایا۔ اگرچہ آپ کی اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث سے استفادہ کیا۔ مگر ایک بزرگ نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجالانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونوں صاحب شیخ صاحب کے محرم اسرار تھے۔ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ شیخ صاحب عبدالاحد نے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی باطنی استفادہ کیا ہے جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ۵

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافته ایم	بلبل از بویے تو جوشند خبر یافته ایم
سزایا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم	آبرو رخسہ چوں شمع گہر یافته ایم
نالہ ہا میکند از شربت فریاد ہنوز	یار شیرین دینا لطفہ اثر یافته ایم
دل بہر نفس بندیم بزرگ وقت	نقشبند سے است کردین نظر یافته ایم

میرے (مصنف) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر جانتا ہوں شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں میں سردار ہیں۔ آپ کی کشف و کرامت بے شمار ہیں۔

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ہم سفر تھا۔ بصیرت افروز اطہار اتنے میں بندوں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا بامام، جب اس نے اس مجمع کا رخ کیا تا کہ ان سے جا کر نام پوچھے تو شیخ صاحب نے اسے واپس بلا کر فرمایا کہ اس کا نام 'بامام' نہیں 'راما' ہے۔ جب وہ اس مجمع میں پہنچا اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام 'بامام' ہے۔ جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اس کا نام 'راما' کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا۔

شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا اور شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً "شواہد التجدید"، لطائف مدنیہ، اور جوہر اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے سب سے زیادہ صالح، عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کار بند تھے۔ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس سال سکھوں کے لشکر سرسند پر حملہ آور ہوئے تو آپ نے ان کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پہلے دے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد خود شاہجہان آباد چلے آئے اور وہیں رہنے بسنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ جب حضرت قیوم بلایع

صاحب خزانیۃ الاصفیاء نے آپ کا سن وفات ۱۱۴۲ھ لکھا ہے۔ "شیخ کبیر" اور "مقتدا عبداللہ" یگانہ ولی سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت اور تربیت میں زبردست کام کیا۔ آپ کے خلفانے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، عرب و عجم اور دیار مصر میں پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو رواج دیا۔ آپ اہل حال بزرگوں کو پابند شریعت کر دیا کرتے تھے۔ اور جذب وستی میں مستغرق حضرات کو متبع سنت بنا دیا کرتے۔

پروفیسر سید خورشید حسن بخاری نے اپنے ایک مقالہ "فارسی ادب میں اولیاء کے نقشبندیہ کی خدمات" میں جہاں اہل بزرگان نقشبندیہ کی علمی اور ادبی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں انہوں نے حضرت شیخ عبداللہ قدس سرہ کے ان مکتوبات کا ذکر کیا ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مغل شہزادوں کی اصلاح کے لئے لکھے تھے۔ مکتوبات کو خواجہ محمد مراد کاشمیری نے ترتیب دیا تھا۔ اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "مکتوبات گلشن وحدت" کے نام سے ۱۹۴۴ء میں ادارہ امجدیہ کراچی سے شائع کرایا تھا۔ یہ مکتوبات اورنگزیب عالمگیر کے نام تھے۔ چند شاہ فرخ سید کو لکھے گئے اور اسے سلوک نقشبندیہ کی تربیت دی گئی۔ چند تربیت خان بخشتی کے نام لکھے ہیں۔ خواجہ محمد نقشبندیہ خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ کے نام بھی بہت سے خطوط ملتے ہیں۔ جو نقشبندیہ طریقہ سلوک کلمہ اہم دستاویزات کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ (مستقبے)

رہنی اللہ تعالیٰ اعنہ کو شیخ صاحب کو وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا۔ گل بخت رسید  
پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کیا۔ اور آپکی نعش کو سرسند بھیج دیا  
آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ مبارک  
کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے  
اور تین لڑکیاں تھیں۔

حضرت شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ | آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ  
آپ شیخ عبدالاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔  
کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت  
پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بتی کے ڈربے  
میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بتی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا۔ اور بتی اسے کچھ نہ کہتی تھی۔  
یہ آپ کا پاس ادب تھا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ آپ کے  
دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے  
عالم، عامل، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ  
حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک اپنے دادا جان  
اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آج کل ان نیک سختوں کے خاندان  
میں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا اور کوئی نہیں۔ اغیار سے بے پرواہ شریعت  
کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کار بند تھے۔ آپ سرسند شریف  
کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعید یہ کے بعض لوگ آپ کے مرید ہیں۔  
اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپ کے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن  
رات ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپکا صرف



ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکھ۔ بھیکھ ہندی زبان میں در پوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اسے بھیکھ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کی مناسب استاد تھی آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپ کے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدہ ہیں۔

آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

**حضرت شیخ محمد میر رحمہ اللہ** | دوسرے فرزند ہیں۔ دنیا سے لا ولد گئے۔ شیخ

ابو حنیف کی ایک دختر تارہ خانم ہے جو حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں۔

آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں

**حضرت شیخ محمد تقی رحمہ اللہ** | آپ حضرت حجت اللہ کے مرید تھے۔ باطنی

سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی تھی۔ آپ طریقہ احمدیہ پر قائم اور شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ شعر بھی اچھا کہتے تھے۔ ایک روز شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ بادشاہ سنہری لباس جس میں جو اہر اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا۔ جب اس نے شیخ صاحب کو دیکھا تو ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

شیخ محمد تقی نے فی البدیہہ کہہ دیا۔

ملوث کے کندا سب دنیا اہل عرفان | کجا آلودہ سازد آب زرد امان قرآن را

بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا خلف الرشید ایسا ہی ہونا چاہیے۔ آپ  
حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی  
کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت محمد اظہر رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلیٰ  
درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ  
نے اپنا امیر اور مشیر مقرر کر لیا تھا۔ حضرت محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح  
بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں۔ محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان  
میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔

حضرت ظہور اللہ رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ  
محبوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی  
چار بیٹیوں میں سے حدیجہ بیگم حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوب ہیں  
اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ الاسلام کی منسوب  
ہیں۔ اور تیسری بیٹی بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازواج  
شیخ محمد یعقوب کے پوتے میر الہی سے ہوا۔

حضرت محمد جواد قدس سرہ | آپ شیخ عبدالاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت  
اصلاح متبعی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ بیٹے تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ محمد انوار رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ  
نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے یعنی  
نورالابصار، نورالاجار، اور غلام احمد رحمہم اللہ علیہم۔

آپ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ نہایت

حضرت شیخ نور الحق رحمہ اللہ | صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم

اس درجے کا ہے کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلیٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے  
اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ نور الحق کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت

حضرت شیخ ضیاء الحق قدس سرہ | صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے

جو نہایت صالح مرد ہے۔

آپ شیخ نور الحق کے دوسرے فرزند ہیں۔

حضرت شیخ عزیز الحق قدس سرہ | نہایت صالح، متقی اور پر میزگار ہیں۔ آپ کا صرف

ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ سعید الحق قدس سرہ | کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ ثناء الحق قدس سرہ | کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں

حضرت شیخ جمیل الحق قدس سرہ | عطاء الحق شیخ بھی شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند

ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں۔

شیخ نور الحق کی ایک رٹ کی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی

ہے۔ شیخ عبدالاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد کھیلے کے بیٹے شیخ فقیر اللہ سے منسوب

ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی۔ شیخ

محمد یعقوب کی بیٹی شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید

اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ محمد عابد رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ سید جیون رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں لیکے مرید بکثرت ہیں۔

حضرت شیخ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ | آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں۔

حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ | آپ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں شعر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اس وقت کے اکثر شہر آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے۔

حضرت شاہ گلشن کے متعلق حضرت مظہر جانِ جاناں قدس سرہ کی رائے بڑی دقیق ہے۔ آپ کی یہ رائے مقاماتِ مظہری میں شاہِ غلامِ علی دہلوی قدس سرہ نے بیان کی ہے۔ کہ حضرت شاہ گلشن کمالِ درجہ کے زہد اور ریاضت سے متصف تھے۔ وہ حضرت جنید کی خانقاہ کے درویشوں کی عادات سے متمثل تھے۔ تین روز کے بعد بھوک لگتی۔ تو جنگل کے درختوں کے پتے کھیرے اور خرپوزے کے پھلکے پانی سے پاک کر کے کھا لیتے۔ ایک ہی گڈی میں تین سال گزار دیتے۔ ایک دن روزہ کی افطاری کے وقت ٹھنڈے پانی کا تقاضا کیا۔ تو ایک مدینے بتایا۔ حضور آپ کی مسجد کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے۔ فرمایا میں کئی سالوں سے صوفیوں کے پانی سے افطاری کرتا رہا۔ مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ پاس ہی ٹھنڈے پانی کا کنواں بھی موجود ہے۔ (بیچہ حاشیہ لکھے صغیر پر)

آپ بھی شیخ عبدالاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے  
 حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ | علاوہ شیخ عبدالاحد کے خلیفہ بے شمار ہیں۔ جن کا یہاں  
 درج کرنا موجب طوالت کلام ہے۔

آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ  
 حضرت شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ | تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے  
 حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک  
 باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ زہ گیا۔ وہ حضرت حجت اللہ  
 قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و  
 حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبری دی ہے۔  
 چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا  
 دیکھا ہوں کہ ایک نو مسلم بوڑھا کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ  
 کا نفس ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ نیز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشخبری دی  
 کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں شیخ صاحب علم و علم و درع۔ اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ

بقیہ ماشیہ صفحہ سابقہ سے آگے)۔ ایک بن سرہند کے ایک رئیس نے اشرافیوں کی ایک تھیلی پیش کی۔ لے کر  
 اٹھے، اور کہنے لگے مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ تیاری کے لئے بازار گئے تو ایک سائل نے سوال کیا تو تھیلی اسے دے  
 دی۔ واپس آکر فرمانے لگے۔ حج کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔

ایک بلذکواۃ دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ ارکان دین میں سے ہے اور اس کی ادائیگی سے  
 اللہ خوش ہوتا ہے۔ جب صاحب نصاب ہوئے۔ تو پہلے زکوٰۃ دی پھر سارا مال اللہ کی راہ میں نڈ  
 دیا۔ (ماخوذ مقامات منطہری مرتبہ محمد اقبال مجددی بمطبع اردو سائنس بورڈ۔ لاہور)

آپ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ جسے شیخ محمد اروننگ کشمیری نے مرتب کیا تھا۔ عبد اللہ جان فاروقی نے

۱۹۲۲ء میں کراچی سے شائع کیا تھا۔

تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبر کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔ دیوار قرب کے اندر باہر واقع ہیں۔

میرے مصنف کے نوالد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں۔ بزرگی میں ان سے چوتھے درجہ پر یہی قبہ ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

حضرت محمد نور القدس رحمہ اللہ | آپ شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آتجاپ ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے۔

مجھے (مصنف) کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے حسب ذیل ہیں جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور العلی، شاہ میر، شیخ میر، میر مجتبیٰ، غلام مصطفیٰ، اور میر مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت محمد ادر اللہ قدس سرہ | آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت شیخ ید اللہ رحمۃ اللہ علیہ | آپ محمد ادر اللہ کے فرزند صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوب، ید اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت

کے پوتے شیخ نور الصمد سے منسوب ہے۔ دوسری صباحی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العالی کی منسوب ہے تیسری فیض النور شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوب ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک انون شاہ ارد ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے۔

آپ حضرت خازن الرحمت رضی  
**حضرت شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ** | اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں  
 آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا تھا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ  
**حضرت شیخ محمد عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ** | حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے  
**حضرت شاہ صنعت اللہ قدس سرہ** | ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کار بند تھے۔ آپ دنیا سے لا ولد گئے۔

آپ حضرت عصمت اللہ کے دوسرے فرزند  
**حضرت سلطان مشائخ رحمۃ اللہ علیہ** | ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند  
 ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح  
 پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے۔

حضرت میرا الہی رحمہ اللہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں شیخ  
 عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار  
 تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میرا الہی کا صرف ایک  
 بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ  
 اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب  
 ہے شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروّج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوب ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہ | آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے آنکھوں فرزند ہیں۔ آپ  
 حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔  
 آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ  
 نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تنوں والا درخت تھا  
 جس کے تنے ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تنوں کو پکڑ کر دو  
 ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ  
 کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

شیخ میر نجیب اللہ رحمہ اللہ علیہ | آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے حضرت  
 قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے



اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت، میر، بنظیر تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔

حضرت سلام اللہ قدس سرہ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی۔

آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں

حضرت محمد آسن اللہ رحمہ اللہ آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنی بنا لیا تھا

جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لے کر اب تک آپ سے سوائے پر میر گاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طہریت کے بڑے پابند تھے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے جس سے دو بیٹے ہوئے۔

آپ محمد آسن اللہ کے فرزند ہیں۔ ابھی

حضرات عرفان اللہ و ثناء اللہ بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔

میر نجیب اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوب ہے دوسری

درویش نام حضرت شیخ سعید الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد بیہج اللہ کی

منسوب ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوب

ہے۔ دوسری حسن علی المشہور شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی

لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا

بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے۔

حضرت خازن الرحمت کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے ایام زلیت میں پیدا ہوئی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریعت محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک لڑکا اور

ایک لڑکی تھی۔

آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
حضرت شیخ بدیع الدین قدس سرہ کی دختر فرخندہ اختر صالحہ کے بیٹے ہیں۔ آپ  
 حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی آنجناب سے اور  
 نیز قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک  
 سال قرآن شریف کی ورق گردانی کی خدمت پر مامور رہے۔ آپ شریعت و طریقت  
 کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔  
حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ آپ مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے  
 بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کیا۔ آپ نہایت صالح متقی اور  
 پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ نہایت  
حضرت شیخ محمد لونس رحمۃ اللہ علیہ صالح اور متقی تھے۔ آپ کے دو فرزند  
 محمد عاشق اور فخر الدین ہیں۔ جو دونوں کے دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار ہیں۔  
 اور شیخ نور الاحد کے مرید ہیں۔

بڈھا ہندی زبان میں پیر فرقت  
شیخ کلیم اللہ المشہور بہ بڈھا رحمہ اللہ کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ دعائیہ ہے۔  
 کہ اللہ تعالیٰ بڑی عمر کرے۔ آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد  
 تھے۔ شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہ کے دوہتے محمد امام کی مملوبہ تھی۔

آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند  
شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ ہیں۔ بہت ہی صالح اور متقی تھے۔ ظاہری علم

بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے۔ لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ بدیع الدین لکھنوی کی بیٹیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے شیخ عبداللطیف کی منسوب تھیں۔ دوسری فخر النساء شیخ بہاؤ الدین معروف بہ شیخ کالا سے منسوب تھیں۔ تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے شیخ عبدالقادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی۔ حضرت خازن الرحمۃ کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ ابوالعزیم سے منسوب تھیں۔ اور تیسری بیٹی شرف النساء جو مریم زماں تھیں۔ اور جنہوں نے سلوک باطنی حضرات قیوم ثانی و ثالث کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج الشریعت کی منسوب تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النساء زینب تھیں جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ فرماتے ہیں کہ اگر یہی کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں تو فخر النساء کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں۔

رحمۃ

دونوں سید اہل اللہ کے فرزند

ہیں۔ دونوں صالح، متقی اور پرہیزگار

حضرات امیر خسرو سید آگاہ رحمۃ اللہ

ہیں۔ خسرو کے دو بیٹے ہیں۔ ایک اسد اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خازن الرحمۃ کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا۔

آپ حضرت مجدد الف

حضرت قیوم ثانی معصوم زبانی عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے تیرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خیر مال احوال معہ آپ کے خلفاء، فرزندان اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصے میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمہ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند تھے۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں

اس دارفانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ "محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں ذیل سے لڑکپن میں گند جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو"۔ مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے تھے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس

دارفانی سے رخصت فرمائی آپ کی پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان کے مطابق محمد عیسیٰ نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔

صاحب جواہر نقیہ | چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسیٰ سے ظاہر ہوئے ان کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نقیہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں

کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آنیدہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں سجنسہ وقوع میں آتے۔ آپ مسجد میں جاتے تو دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
**حضرت خواجہ محمد اشرف قدس سرہ** عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیرخوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
**حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ حیو رحمہ اللہ** اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں

آپ ۲۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ ”إِنَّا نَجْعَلُكَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَحْيَىٰ“ ہم تجھے ایک یحییٰ رثکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ حیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا سہ ہے کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنجناب نے فرمایا اسی کو لے لیں۔ شاہ سکندر قدس سرہ نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ حیو پکارا جانے لگا۔ ہم ان کا مفصل حال شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں لکھ آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔

ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر اجماع سے واپس آئے۔

لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرسید تشریف لے جائیں گے تو عرض کیا کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ میرے سبق میں نافع ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے آگے نکل جائیں گے۔ آنجناب نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شاباش دے کر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد کو بھیجی کہ اس کے بھائیوں کا سامنا چاہتا ہوں لیکن کیا کروں ایک تو اس کی عمر چھوٹی ہے دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔

میرے مصنف (جد بزرگوار نے کتاب موطا امام مالک کی سند آپ سے حاصل کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ سے اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف نہایت بلند پایہ ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کار بند تھے۔ دو مرتبہ حج کے لئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے مرصع سرزیح مرحمت فرمایا۔

اورنگ زیب بادشاہ نے آپ کو مدد و  
 اورنگ زیب کے نذرانے | معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ  
 آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے: "الملک ملتا والملك لیحی"۔ آپ نے  
 سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پر تاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد  
 کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا۔  
 آپ نے حضرت خواجہ پیرنگ، باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیزہ کے فرزند خواجہ عبید اللہ  
 عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ  
 ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو اس دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت مجدد  
 الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے  
 مرقد پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

جیو ہندی زبان میں  
 حضرت شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو علیہ الرحمۃ | دعائیہ کلمہ ہے جس کے

معنی ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت مہربان  
 تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے سپرد کر دیئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان  
 سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔  
 فوراً ابیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتوں میں سے آپ نے  
 سب سے اخیر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام

اولاد آپ کی فرمانبرداری تھی۔ آج کل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں اور سرسند کے تمام چھوٹے بڑے آب کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طہر لہیت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی تو آپ نے شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس بڑے ہاپے میں سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں۔ جب آپ شاہجہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا کہ میں اس بڑے ہاپے میں صرف جناب کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا بہت کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرسند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے ۱۲۶۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

حضرت حسن علی معروف بشاہ جبرائیل رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ ضیاء الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ بہت متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کتبہ تھا کہ ہر روز بلا غانہ خواہ کیسے ہی مواقع کیوں نہ آتے۔ عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت غلام سیدی المشہر بہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حسن علی کے بڑے اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ



رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپ کے جد بزرگوار کی خانقاہ آب سے منور ہو گئی۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ مواہب احمدیہ کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت

حضرت غلام نقشبند قدس سرہ جوان، صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صبغتہ اللہ کے دوہتے فرزند احمد سے منسوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

آپ حسن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت محمد باقر مشہور بہ حاجی رحمہ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان ہیں، آپ کا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہ ہے۔

آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ

حضرت سعادت اللہ رحمہ اللہ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں ایک شیخ عبد الاحد کے بیٹے محمد الودیع منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت اللہ سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے۔

آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند

حضرت شاہ احمد رحمہ اللہ ہیں۔ نہایت مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت

قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ کی صرف دو لڑکیاں ہیں جن میں سے گمانی بیگم محمد باقر مذکور سے منسوب ہے۔ اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور الاسلام سے شیخ ضیاء الدین یوسف کی بیٹیوں میں سے نجم النساء شیخ خلیل اللہ

کے بیٹے محمد ادا اللہ سے منسوب ہے اور مہر النساء، خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکیا سے ادا میری وجیبہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمہ | آپ حضرت شیخ شاد جو رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ نے سلوک، باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت محبت اللہ نے آپ کو عمرہ عمدہ بشارت عنایت فرمائی۔ آپ کے باطنی احوال بست جند پایہ تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اگر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ <sup>۱۳۲۰ھ</sup> ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے اور اپنے والد بزرگوار کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سلت رنکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ نور الاحد رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نیت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اچکے دو بیٹے ہیں۔

حضرت محمد بریلان باللہ رحمہ اللہ | آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہونے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ صنی اللہ رحمہ اللہ رضوان اللہ تعالیٰ

ہی جوان، صالح، حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔

آپ شیخ نور الاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت  
**خواجہ محمد محفوظ رحمۃ اللہ** قابل زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔  
 جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں  
 ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد راشد سے اور تیسری محمد بریلان اللہ سے۔

آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں  
**خواجہ محمد روشن ضمیر رحمۃ اللہ علیہ** اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے۔ آپ حضرت  
 قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ اور تین لڑکیاں۔  
 دونوں بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی  
 محمد ابو بکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے  
 عبدالخالق کی منسوب ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور  
 حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعید یہ ہیں۔

اور سعید یہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازعہ چلا آتا ہے۔  
 ایک روز میں (مصنف کتاب) نے شیخ محمد زکی کو کہا کہ آپ کے بھائیوں کو سعید  
 لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی ان کے بدلے ان سے لئے ہیں۔ یعنی شیخ عبدالاحد  
 کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے نواسے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں۔ محمد انوار کے  
 لڑکے بھی ان میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات  
 مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ ہم نے جو ان سے  
 لئے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت

فاسق اور عامیانه زندگی کے مالک ہیں۔

خواجه محمد درویش رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت  
حجت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت  
صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی۔

خواجه کمال الدین قدس سرہ | متقی ہیں۔ شیخ منیا، الدین یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں۔ جوان صالح اور  
کے مرید ہیں۔ آپ کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔

خواجه وجہ الدین رحمۃ اللہ علیہ | آپ خواجه محمد درویش کے دوسرے بیٹے  
ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے  
چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء میں مفصل لکھے جائیں گے۔ آپ کا ایک  
چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد  
سے منسوب ہے۔

حضرت شاہ گدا رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور  
حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید  
ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے  
حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک  
لڑکا ہے۔

خواجه سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ | آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں۔  
جوان، صالح، قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں۔  
آپ باپ کے ہی مرید ہیں۔ اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں

**خواجہ شریف احمد رحمہ اللہ** قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔

آپ شیخ فقیر اللہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری

**خواجہ ضیاء احمد رحمہ اللہ علیہ** اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے

انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ

نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرصیہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

دونوں ضیاء احمد کے

**حضرات سخی احمد زین العابدین رحمہ اللہ علیہما** بیٹے ہیں۔ دونوں ہی صالح

اور قابل ہیں۔ ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوب ہے۔ اور دوسری

ابھی چھوٹی ہے۔

آپ شیخ فقیر اللہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت

**شیخ رضی الدین رحمہ اللہ** صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا

کے مرید تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے۔

آپ رضی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوان اور

**خواجہ غلام شرف رحمہ اللہ** قابل بیٹے ہیں۔ شیخ فقیر اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک

خاتمی محمد یونس سے دوسری جانی محمد معظم کے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب

ہے۔

آپ حضرت جویو کے تیسرے فرزند ہیں آپ

**حضرت خواجہ محمد امام رحمہ اللہ** آپ دنیا سے لا ولد گئے۔ شاہ جویو کی بیٹی زیب النساء

مشہور بہ بھی۔ شیخ عابد کی منسوب ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت

شیرخوارگی میں فوت ہو گئیں۔ دوسری اقم کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے چل بسیں۔ تیسری خدیجہ زمان۔ واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو ولایت اور کمالاتِ نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے عبدالقادر کی منسوبہ تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین حسبِ ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔

خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔

حضرت شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ | آپ حضرت خدیجہ دختر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ شیخ عبداللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ | آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی

اولاد نہ ہوئی۔

آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی  
 حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ | سلوک حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں  
 نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ان کے حالات انشاء اللہ  
 اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء کے حالات میں مفصل  
 لکھے جائیں گے۔ خواجہ رفیع الدین کے دو پھوپھے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعز انبیا  
 شیخ عبدالحق سے منسوب ہے۔

آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند  
 حضرت زین الدین رحمہ اللہ | ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ  
 کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مروج الشریعت کے  
 پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 حضرت حاجی فضل اللہ رحمہ اللہ | اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت  
 خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی و حضرت قیوم ثالث سے  
 کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی  
 فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند، عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔  
 آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے۔ جس سے  
 تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت حسام الدین رحمہ اللہ | آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں  
 آپ اعلیٰ درجہ کے پرمیزگار تھے۔ آپ کی ایک  
 لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدین، جلال، اور وجیہ الدین تینوں حسام الدین  
 کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی  
 نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی۔

خواجہ میر صفیر احمد رحمہ اللہ | آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں  
 حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور  
 شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت معروف  
 تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں "مقامات معصومی" نام  
 ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کو  
 خوب سمجھتے تھے۔ آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

خواجہ محمد معشوق علیہ الرحمہ | آپ میر صفیر احمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب  
 الاحمال ہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت میر نیاز احمد رحمہ اللہ | آپ میر صفیر احمد کے دو لڑکے ہیں۔ نہایت  
 ہی صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت مجدد الف  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ اور قابلیت علمی میں بے مثال ہیں۔ تاریخ دانی شرفی  
 آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ ہرد العزیز ہیں۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملتا ہے شیفتہ  
 ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں۔

حضرت میر فدائی معصوم رحمہ اللہ | آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن  
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ نیاز احمد  
 کی دونوں لڑکیاں روشن بگیم فہیم القار چھوٹی ہیں۔



میر صفرا احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ معزز النساء، عزیزۃ النساء، اور ہدایت النساء۔ حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوب ہے۔ حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی خاتمہ جو حضرت صبیغۃ اللہ کی منسوب تھیں۔ دوسری رشیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوب تھیں۔ تیسری اتم سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور بھی عمدہ عمدہ بشارات ان کے حق میں فرمائی ہیں وہ محمد صادق سے منسوب تھیں۔ ان کی صوف ایک لڑکی تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام تھا۔ جو نہایت صالح مرد تھا۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالہادی تھا۔ جو عالم اجل تھا۔ عبدالہادی کے تین بیٹے تھے۔

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔ میں (مصنف) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے۔ فی الواقع آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی۔ یہاں پر آنجناب کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ فخریہ طور پر بلا سند حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چونکہ کسی دوسرے مصنف نے آنجناب کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے۔ اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس واسطے ہم نے مفصل حالات بیان کر دیئے ہیں۔ تاکہ اور کوئی غیر شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنجناب کو حق تعالیٰ نے یہ شرف

عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے۔ آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے لیکن حضرت کی اولاد کا یہ خاصا ہے کہ اس میں علم و فضل، بزرگی، شریعت و طریقت کی پابندی، ولایتی قوت، معرفت، احدیت میں ثابت قدمی، حقیقت میں استقلال، ارشاد مستحب وغیرہ کا حلقہ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا چنانچہ اس بارے میں خود آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کے لئے التماس کیا کرو۔ اور جو ان میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر ماہ کے بعد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کیا کرو۔ جو ان میں سے زندہ ہیں۔ ان کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونوں جہان کی نیک بختی سمجھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف ایک خاتون متقی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

## حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات نہایت اختصار سے بھی لکھنا چاہیں تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنجناب کے تمام خلفاء کی تعداد جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی پانچ ہزار ہے۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی۔ بعض نے زیادہ۔ خلفاء مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کے فرزندوں کے بعد آنجناب

حضرت میر محمد نعمان بدشتی رحمۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ

میر سید شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشاں ہے۔ آپ سید بزرگ کے نام سے مشہور تھے اور بدخشاں کے بڑے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ۹۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام میر سے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے

۱۔ حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ کے احوال و مقامات پر صاحب حضرت القدس "خواجہ

سابقہ حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) بدرالدین سرہندی نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ آپ حضرت مجدد  
الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ اعظم اور خاص الخاص محبت تھے۔ آپ حضرت میر بزرگ میر شمس الدین  
بدخشاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ ۹۷۷ھ کو بلاہ کشم بدخشاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا  
خاندان علم و فضل میں لگانہ روزگار تھا۔ اور آپ کے اجداد روحانیت میں ممتاز بزرگ تھے بھرت  
میر محمد نعمان فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد ماجد کے ستر علوم سے واقفیت حاصل تھی۔ مگر ان کی ولایت کا  
اس وقت علم ہوا جب میں نے خواب میں آپ کو مقام ولایت پر دیکھا۔ سن شعور کو پہنچے تو امیر عبداللہ  
بلخی عشقی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ہندوستان آئے تو کسی بزرگوں کی زیارت سے مستفیض  
ہوئے۔ آخر کار حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ اپنے میر نعمان  
کو اپنی انتہائی نگاہ التفات میں تربیت دے کر سلوک کے کئی مقامات سے آگاہ فرمایا۔ اور اپنی خصوصی  
توجہ سے بیٹوں کی طرح رکھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر میر محمد نعمان بڑے شکستہ  
دل ہوئے۔ آہ و فغان کے ساتھ یوں نظر آتے کہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس مصیبت کے وقت حضرت  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ بڑا ترس آیا۔ فرمایا۔ ”میر بے دلی کنڈ انشاء اللہ العزیز  
خوب تر خواہد شد“ ساتھ لیا اہ سرہند لے آئے۔ بیعت ہونے کے بعد مقامات مجددیہ کے مابرج  
اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ حضرت میر نعمان نے منازل سلوک کو بڑی تیزی سے طے کیا۔ آپ پر حضرت مجدد کی  
خاص نظر شفقت تھی۔ ایک بار حضرت مجدد دست بیمار ہو گئے۔ خدشہ تھا کہ یہ بیماری جان لیوا  
ثابت نہ ہو۔ آپ نے اپنے بیٹے خواجہ محمد صادق اور حضرت میر کو طلب فرما کر خصوصی امانتیں اور نسیب  
عطا فرمادیں۔ حضرت مجدد صحت یاب ہوئے تو فرمایا۔ یہ مقامات اور مناصب کے فوری حصول  
کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کر دیا تھا۔ آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔ خصوصی فرمان جاری ہوئے۔  
حضرت مجدد کے حکم پر میر محمد نعمان سرہند سے برہان پور چلے گئے۔ جہاں آپ کو قبول عام

نے اپنے خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو ان میں ایک

دقیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) حاصل ہوا۔ ہزاروں طالبانِ حق جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کی مجالس اہل سلوک سے بھری رہتیں۔ صوفیاء، مشائخ حتیٰ کہ تصوف کے منکرین بھی آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے جاتے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس علاقہ کے اکثر مشائخ بھی آپ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں اکثر مکتوبات میں جو اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں آپ کے نام ہیں وہ اہل تصوف کے لئے ایک نعمتِ روحانی ہیں۔ آخری دن تک حضرت مجدد کی نگاہ فیض آپ کے مراتب اور مناصب کی ترقی میں رہی۔

حضرت میر کی شہرت ہندوستان سے بکل کر مختلف ممالک اسلامیہ میں پہنچی۔ تو لاکھوں لوگ خدمت میں حاضر ہو گئے۔ خصوصاً افغانستان، ایران اور وسط ایشیا سے بہت سے حضرات ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے۔ حضرت مجدد کے مخالفین اور اسلام سے بغض رکھنے والے وزراء نے بادشاہ کے دربار میں اس خطرہ کا اظہار کیا کہ میر محمد نعمان کے پاس ایک لاکھ اوزبکی افغان ہر وقت موجود رہتے ہیں کسی وقت بغاوت کر کے سلطنت کا تختہ نہ الٹادیں۔ بادشاہ کو بھی اس خبر سے فکر مندی ہوئی۔ آپ کو دربار میں طلب فرمایا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم میر کیوں کہلاتے ہو۔ میں نے لوگوں کو حضرت کئے سے منع کیا ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ آپ کے پاس ایک لاکھ سوار مرید ہیں۔ بادشاہ کی اس بات پر آپ ہنس دیئے۔ بادشاہ نے کہا۔ میں سوال کرتا ہوں اور آپ ہنستے ہیں۔ میں ایسے متکبر درویش کو پسند نہیں کرتا۔ مہابت خان سپہ سالار افواج مغلیہ بھی اس وقت موجود تھا۔ کئے لگا۔ حضور ان کے بیرومرشد شیخ احمد سرہندی نے اپنے خلفاء کو مختلف ممالک کی بادشاہی دی ہوئی ہے۔ یہ بڑے ہانپور میں سامے دکن کے خلیفہ ہیں۔ یہ ہم جیسے دنیاوی بادشاہوں کی کیا پرواہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے غصے میں آ کر کہا۔ انہیں لے جاؤ اور اپنی قید میں رکھو۔ مہابت خان لے آیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا۔ اہل ارادت مہابت خان کے محلات میں آنے لگے۔ بادشاہ نے مہابت خان کو بلا کر تنبیہ کی کہ یہ کیا تماشہ ہے۔ مہابت خان نے

(دقیقہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

یہ میر صاحب بھی تھے۔ پہلے پہلے میر صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ مگر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سخت الفاظ میں فرمایا کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہیں جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا جو کچھ کہا گیا تھا اس سے کئی چند بلند رتبہ ہیں۔ آپ تجدید کے ساتویں سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال حضرت مجدد بیمار ہو گئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا اظہار فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجناب نے میر صاحب کو خلافت دے کر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے اور کوششوں کو وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ وہاں پر شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسیٰ جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزار ہا مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحب خصوصی توجہ کے ساتھ روانہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحب کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہوتے لگے کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ حضرت مجدد نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ ”آن عارف باللہ ایستد الکامل“

دقیقہ حاشیہ مبالغہ مصنف سے آگے) کہا۔ حضور! یہ درویش صرف پانچ ماہ پڑھتا ہے مزید اس کے پاس کچھ بھی نہیں اس سے کوئی خدمتہ نہیں ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا اسے برہانپور سے اکبر آباد لے آؤ۔ اکبر آباد میں آکر آپ شہرت دربار میں اُمرات تک جا پہنچی اور آپ کو مزید روحانی تربیت کا موقع مل گیا۔

کہ ایک بار یہ مکتوب لکھا۔ کہ

آج صبح تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضا و قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب کوئی اور کسر نہیں رہ گئی۔ حسب دلخواہ کمال حاصل ہوا ہے۔ ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے انعکاس ہدایت لیتا رہے گا۔ دیر تک اس کی مثال صورت آنکھوں کے سامنے رہی جتنی کہ پورا یقین ہو گیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے۔ جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب مباح ہو گیا۔ وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہوگی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائیں گے۔

اس علاقے کی قطبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی تھی۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی۔ آپ نے جانے سے پہلے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد شور برپا ہوا کہ ذبح کرتے ہی بکرے میں کیرے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ بکرہ حلال کی کمائی کا نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم شہر تھا۔ رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا۔

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے کے ساتھ گاتی بجاتی۔ آپ کے مکان کے پاس سے گزری۔ آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر کر سامنے پڑے ہوئے ایک تن

کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا۔ کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہو گئی  
 آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرسبدر روانہ ہو گئے۔ چھ ماہ حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ چھ ماہ پہلے  
 ایک برات غائب ہو گئی تھی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ یہ میرا ہی تصور تھا۔ اٹھ کر  
 وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی  
 اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی۔

امیر تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا۔ بچپن  
 میں اس لڑکے کو چھپک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آگئی۔ جب وہ میر صاحب کے  
 پاس لایا گیا تو آپ نے وہ بیماری اپنے جسم پر لے لی۔ چنانچہ اس کے دانے آپ کے چہرے  
 پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے آخر  
 آپ نے اسی بیماری کی آفت کو ایک دیوار پر ڈالا جو اسی وقت گر گئی۔

ایک روز جناب میر صاحب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو  
 خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ ”کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا بھی مقبول  
 ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود  
 ہے وہ میرا بھی مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“ میر صاحب  
 فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔  
 پھر جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو تیرا مقبول ہے وہ  
 میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ  
 شیخ احمد کا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“

ایک روز میر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک



بلند جگہ سے گرا۔ گزنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکر یہ میں میں نے حلوا بنایا  
اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ آج جو شخص یہ حلوا کھائے گا۔ بہشت میں جائے گا۔

آپ کا مزار اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابو العلی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ  
باطنی کیا۔ میر ابو العلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے۔ لیکن ان کے طریقہ میں بعض بدعتی  
امور پائے جاتے تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ مجددیہ کے  
مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرسند میر ابو العلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔  
کیونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابو العلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید  
کابلپوی۔ دوسرے سید جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے ذریعہ سے حضرت مجدد  
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد حنیف ہمیشہ میر صاحب کے شکر گزار رہے۔  
اور اکثر ان کی زیارت کے لئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ جب معمول دکن کی طرف روانہ  
ہوئے۔ ابھی سرسند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت تھی کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم و معارف  
بیان فرمایا کرتے۔ خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے علوم و معارف کا ذکر کیا  
پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جانا ہوں۔ پوچھا۔ میر محمد نعمان  
سے بھی بلوگے۔ کہا۔ جانا ہی اس غرض سے ہوں۔ کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ  
میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد حنیف اور میر صاحب کی آپس  
میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری  
میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا۔

کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی؟ کہا بنور میں۔ پوچھا۔ شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا  
 ہاں۔ پوچھا۔ باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع  
 کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف و علوم بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ  
 تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حرف بہ حرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا  
 کہ یہی اس کے معارف ہیں جن پر اسے اتنا مانہ ہے۔ اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں  
 وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر رہا  
 کرتے تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابر ہی کے دعوے کرتا رہتا ہے  
 غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف  
 اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں  
 بدرجہ آتم پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب  
 بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بے خود ہو گئے۔ حتیٰ کہ  
 گھوڑے ریل اور دوسرے مویشی سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے  
 کسی کو اپنے آپ کی شدہ بیدہ نہ تھی۔ بعد ازاں آفاقہ ہوا۔ تو میر صاحب نے  
 وہ ذکر چھوڑا۔ اور دوسری باتیں شروع کیں۔

کشم بدخشاں کے علاقے میں ایک  
 حضرت خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں  
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات اور  
 سفر و حضر میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ اس خدمت بابرکت  
 سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک و کمالات کے انتہائی درجہ تک پہنچایا۔ جس وقت حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجمیر میں اپنے دونوں فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سر حلقہ بنایا۔ بعد از دو یاہ ثالث ہوز داغ سیاہی دارد، میں یاہ ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یاہ ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یاہ ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشتی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی کے منظور نظر اور مقبول بارگاہ تھے آپ کشم بدخشاں کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ آپ کے والد خواجہ قائم اپنے وقت کے معروف عالم اور ممتاز صاحب ولایت تھے۔ مرزا شاہرح بادشاہ بدخشاں کے استاد تھے۔ اور سلسلہ کبرویہ (خولجہ نجم الدین کبرای) سے وابستہ تھے حضرت خواجہ محمد ہاشم ہندوستان آئے۔ برہانپور میں حضرت میر محمد نعمان خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پہنچے۔ سلوک کے ابتدائی اسباق لیے ملا۔ میں حضرت مجدد الف ثانی نے خود ہی آپ کو سرسید طلب فرمایا۔ پورے دو سال حضرت مجدد کی خدمت میں گزارے۔ سفر و حضر میں بستہ دامن فراق مجدد رہے۔ حضرت کی مجلس خاص کے جلسے بنے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں آپ کو روحانی بتاریق اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی کتاب "زبدۃ المقامات" (ص ۱۰۳) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پڑھی۔ بعض مقامات پر اصلاح فرمائی اور اظہار مسرت فرمایا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیرو مشر، اولاد و خلفاء کے مستند حالات قلمبند کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی آخری جلد آپ نے مرتب فرمائی تھی۔

تھے۔ حضرات سرہند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ آپ نے زبدة المقامات، برکات احمدیہ جیسی مستند کتاب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھی تھی۔ اسے دنیا سے مجددیت میں بڑی شہرت ملی۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت، مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

”بھائی صاحب! آپ خوف زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے۔ اور جہز سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک بل گئے ہوں گے اور قوسین سے اوادنے تک پہنچ گئے ہوں گے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہوگا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی پالیا ہوگا۔ بلکہ ”امر من احب“ انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔“ کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہوں گے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آگئے ہوں گے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر سمہ تن اثبات کو دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہاں سے مہول الکفایت تک پہنچے ہوں گے۔ اور وہاں قرار کیا ہوگا۔ اور خلیل سے نجیب کا رخ کیا ہوگا۔“

یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے

مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کی۔

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ ہاشم صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیائے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس زمانہ میں کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اب بھی اولیا، سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجا میں یہ فرمانا تھا کہ وہ خیمہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا جتنی کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے دیکھا تو اسے رک جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیا کی کرامت کی بات کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ آپ کا مزار بڑہانپور میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی

حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے

ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے۔ علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے سختی سے پابند تھے اس واسطے آپ پر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سنت میں وقت کے تمام اولیاء کے سردار تھے اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے عجز و ہنکارسے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور خانن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ

عظمانے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی شیخ طاہر لاہوری کے حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور نمر تعلیم کے سبب کافی کمزور ہو چکا ہے۔ شیخ طاہر لاہوری صاحب انجناب سے اس قدر ڈرا کرتے تھے کہ ایک دفعہ انجناب نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور قرأت بڑی لکنت سے ادا کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے صبح کے حلقے سے پیشانی پر لفظ شقی اٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے دوستوں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام احباب ڈر گئے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص شیخ طاہر بے شیخ صاحب میں چند دنوں میں ہی بندھتی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ نے زناہ پہن لیا۔ ایک بندو خور و کے عشق میں تلک تک اختیار کیا۔ حضرت مجدد اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے مگر وہ اسی میں مشغول ہو جاتے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ اٹل قضا کی زد میں ہیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی کہ اسے پروردگار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت فرما۔ جناب باری نے عنایت فرمایا۔ تو انجناب نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ طاہر لاہوری کا نام اشقیاء میں درج ہے۔ حضرت مجدد نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر لفظ سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ تواریخ اور حضرت مجدد کے مکتوبات میں درج ہے۔ جہاں آپ نے ان تمام شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات سے وضاحت کی ہے۔ شیخ طاہر کے اجازت نامہ اور سند خلافت میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ طاہر نے ان مصائب کے بعد سلوک ختم کر کے

خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مسیبت ازل ہوئی تھی۔ حضرت مجدد نے آپ کو نقش بند یہ، قادریہ اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت لاہور کی قطبیت بھی مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ طاہر بھی ادباً ہر سال درویشوں سمیت پایادہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ زندگی بھر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلق اور خدا جوئی میں آپ ایک مثال تھے۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے دوستی نہ کرتے۔ چنانچہ گورنر لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ آدم نے ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت حاصل کی۔ شیخ طاہر لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار لاہور میں ہے۔

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قادری مجددی ۱۵۷۱ھ مطابق ۱۹۸۸ء ہجری اکبری ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ شاہ سکندر بن شاہ کمال کسبلی قدس سرہما کے مرید ہو کر سلسلہ قادریہ میں تربیت حاصل کی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے والد خواجہ عبدالواحد قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ آپ وقت کے ممتاز عالم دین اور ماہر تعلیم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد صادق کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا۔ تو آپ نے ان صاحبزادگان کی علمی تربیت میں بڑی محنت کی۔ ایک بار

حضرت شیخ بیع الدین شہباز پوری رحمۃ اللہ علیہ | مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 آپ حضرت قیوم اول  
 کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے آپ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے

الغیرہ ماشیہ معقم سے آگے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی مجلس میں از روئے مکاشفہ اعلان فرمایا کہ ہماری مجلس میں ایک ایسا شخص ہے جس کی پیشانی پر شقی اور ہوا کافر کے الفاظ لکھے ہیں۔ احباب کو تشویش ہوتی تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ بد قسمتی حضرت شیخ طاہر لاہوری کے مقدر میں ہے۔ ملاحظہ عالم و فاضل ہونے کے باوجود سرنہد کی ایک خوش شکل ہندو عورت کے عشق میں پھنس گئے۔ اس کے لئے ناز و روزہ ترک کر کے زنا باندھ لیا۔ یہ عورت مندر میں جایا کرتی تھی۔ آپ بھی اس کے اشارہ پر ہندوانہ لباس پہنتے اور قشقہ ملتے پر لگائے مندر میں جا پہنچتے۔ حضرت مجدد، آپ کے احباب اور خصوصاً آپ کے دونوں صاحبزادوں کو اپنے قابل صد احترام استاد کی اس کیفیت پر بڑا صدمہ ہوا۔ صاحبزادگان نے سفارش کی۔ تو حضرت مجدد نے خصوصی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ سے ملاحظہ کی تو بہ کی توفیق حاصل کر لی۔ ثابت ہونے کے بعد ملاحظہ کرنے حضرت مجدد سے پوری پوری توجہ حاصل کی۔ حضرت مجدد نے آپ کو سرنہد سے لاہور منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں کی قطبیت عطا فرمادی۔ لاہور آکر آپ نے پہلے محلہ شیخ اسحاق (اندون شہر موٹی بازار اور چونا منڈی کے پاس قلعہ شیخ پوریاں اور مجدد از خوشحال سنگھ نے ایک قلعہ ماحولی بنائی۔ قیام پاکستان کے بعد اسے سی ای اے کا ہیڈ کوارٹرز بنایا گیا۔ ان دنوں مستورات کا ایک کالج بنایا گیا ہے) میں قیام کیا۔ لاہور کے کلی کوچے آپ کے علم و فضل کی روشنیوں سے منور ہونے لگے۔ رات دن ظاہری اور باطنی علوم کے طالبوں کا مجمع ہونے لگا۔ ان دنوں جہاں لاہور کا قبرستان میانی ہے۔ وہاں اکبری دور کے ایک امیر حافظ جان محمد کا گاؤں تھا۔ حافظ جان محمد نے حضرت ملاحظہ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اور نہایت اصرار سے اپنے گاؤں لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے ایک دینی دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور اس علاقہ کا نام میانی آپ کی نسبت سے



تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے پابند نہ تھے۔ ایک

(یہی ماشیہ سابقہ سے آگے) مشہور ہوا۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں کہ آپ فقہ رحمہ کی کتابیں اپنے ہاتھ سے خوش خط لکھتے اور اس پر حواشی و تعلیقات لکھ کر فرد کر کے ریزی کما تے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو روحانی تربیت دی تھی اس کی ضیائیسی لاہور اور پنجاب کو روشن کرنے لگیں۔ اگرچہ آپ نے مرہند سے لاہور آئے قدرے سچکچا ہٹ عیسوی کی مگر یہاں آکر اوج بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ شفقت نے آپ کو مال مال کر دیا۔ آپ نے ان نوازشات کا ذکر حضرت مجدد الف ثانی کو ایک خط میں کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور مقتدر خلیفہ شیخ آدم بنوری مجددی حضرت ملا طاہر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور بنور سے ہی تنگے پاؤں پہنچتے اور حضرت طاہر قدس سرہ سے روحانی فیض پا کر واپس جاتے۔ آپ سنہ ۱۲۳۵ھ کو ۸ محرم الحرام کو عمر ۵۶ سال فوت ہوئے اور اپنے دارالعلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جہاں آج تک آپ کا مزار اہل عقیدت کی زیارت گاہ ہے سب سے پہلے آپ کا روضہ شیخ ابو محمد رئیس لاہور نے تعمیر کرایا۔ آج سے ۱۶۰ سال پہلے فقیر فضل الدین جو راجہ وہان سنگھ کا ملازم تھا نے اسے از سر نو تعمیر کرایا۔ قبرستان کی چار دیواری بتائی۔ تذکرہ نگاروں نے آپ کے والدین یا آباؤ اجداد کا ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دو شاہیاں کیں مگر اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے پانچ خلفاء ابو محمد قادی لاہور (مدفن میانہ)، سید صوفی (مدفن دہلی)، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفن جنۃ البقیع مدینہ منورہ)، لکھن مست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفن بیرون موری دروازہ ۵۰ لاہور)، اور شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مدفن جبہ شریف) سالکان وقت ہوئے ہیں۔

(مرتب)

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا تو آپ سے وجہ پوچھی عرض کیا کہ اگر  
 آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہِ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے  
 کچھ نہیں بتا۔ آنجناب نے فرمایا کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا جب  
 دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ  
 کو خلوت میں لے جا کر ذکرِ قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے  
 آپ بے خود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا۔ تو  
 آپ نے آنجناب کی خانقاہ میں رہ کر آنجناب سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے  
 ختم کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جہانگیر  
 بادشاہ کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحب کے سر پر بیستی اور شیخ صاحب کی  
 وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل  
 لکھا گیا ہے۔ آخر آپ شکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آ کر گوشہ نشین ہو گئے۔  
 اور یادِ الہی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ہر روز دیر بھر تہ  
 قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنجناب کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی  
 عرضی بھیجی۔

”کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات  
 اس بندے کے حق میں فرمائی اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا۔ ”انت سراج اللہ“  
 تو اللہ تعالیٰ کا چراغ ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعاتِ دل خوش کن  
 ہیں۔ گو ناؤں میں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو  
 ہو کے غنیمت ہے، آپ دن رات عبادتِ الہی میں مشغول رہتے۔ آپ کا مزاج سہارنپور  
 میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
 حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ اور  
 ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی  
 تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ بزرگ باقی باللہ رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی  
 نفس کی رعونت کا علاج | میں سبق پڑھا رہے تھے کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر  
 کے دل میں خیال گذرا کہ جس طرح ہمیں معلوم ہے اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنجناب نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونوں کو  
 خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بڑی شفاوش کی لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدین نے  
 ان کے واسطے عرض کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان کے  
 نفس ابھی موٹے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور  
 ویرانوں میں پھرتے رہتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔  
 خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پھر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مسجد تلے کامد توں  
 سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کرا دیں۔ اس سے ان کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہیگی  
 اور مسجد کی خدمت بھی ہو جائے گی۔ آنجناب اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان  
 دونوں جو انہروں نے تھوڑی مدت میں سالہا سال کا پڑا ہوا کوڑا کرکٹ صاف کیا۔  
 بعد ازاں انہیں بلوا کر ان کے حال پر مہربانی کی۔

حضرت نے شیخ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت دے کر ہندوستان کے  
 مشہور شہر بلستہ میں بھیج دیا۔ لیکن شیخ صاحب آپ کی یہ کیفیت حضرت مجدد نے

سنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم جاری کیا اور انہیں لکھا کہ شہر میں رہو۔ آپ نے انجناب کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف کھانس پھونس کی ایک کٹیہا بنائی اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نور محمد بڑے اولیاء میں سے ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ  
حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ عنہ کے عظیم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس  
 سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال لکھ چکے ہیں جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پہلے وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیاء کے منکر تھے جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ حضرت مجدد نے ابتدائی طور پر شیخ حمید کی تربیت وحدت وجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گلے کو پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد نے حضرت شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔ اور ایسے خیالات کو اللہ کی شان میں امانت قرار دیا۔

ملا عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڑے امیر نے مجدد سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو ان کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا واقعہ سنا دیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی  
 جوتے کا دھوون ذریعہ شفا بن گیا | اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کو انہیں کے

وطن کی خلافت دے کر روانہ فرمایا۔ نخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے عرض کی کہ مجھے آنجناب حضرت مجدد اپنے پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحب نے اس پاپوش کو سرسید کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگال کے منگل کورٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس نعل مبارک کو دھو کر پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شراجیت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کا مزار منگل کورٹ میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
**حضرت شیخ منزل رحمۃ اللہ علیہ** | تعالیٰ عنہ کے قدیمی خلفاء سے ہیں۔ آپ نے  
 آنجناب کی بہت خدمتگاری کی اور پوسی پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کیے کے  
 خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ  
 قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور مقام پر اس بارے میں لکھتے  
 ہیں کہ تمہارے لئے شیخ منزل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود  
 سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے ہیں۔ ایک بار شیخ منزل پہاڑ کی سیر کو گئے اتفاقاً  
 ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا تو غار میں گر کر رہی ملک بقا ہوئے کیونکہ اس غار سے  
 باہر آنا دشوار تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی کو خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم  
 اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ منزل ایک غار  
 میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص ان کی فریاد رسی نہیں کرتا۔  
 ایک جنگلی نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آنجناب کو آ کر خبر دی۔ آنجناب مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھی

شیخ صاحب دسوع اور تقویٰ سے موصوف تھے۔

حضرت شیخ طاہر بدخشی رحمہ اللہ | آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے کہ جب آنجناب علوم و معارف بیان فرماتے تو آپ اس طرح آرسے اور نعم کہہ کر سر ہلاتے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر جو پور بھیجا۔ لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح و وضع ایسی اختیار کی کہ لوگ انہیں ملامتی کہنے لگے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں لکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عجیب سادہ لوح ہو۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیے۔ لوگوں کے مجمع کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کہ ملامت نہ ہو کہ اس بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے۔

حضرت مولانا یوسف مرقندی رحمہ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مخصوص بابوں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر کیا تھا۔ آپ

آنجناب کے ساتھ سرسند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہ بیزنگ  
قدس سرہ نے سفارش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں  
اجل نے آدبایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین نزع کے وقت تشریف  
لائے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ آنجناب نے آپ کے حال  
پر توجہ فرمائی اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکر یہ بجالائے  
سرفردمحل پر رکھا اور رہتے ملک بقا ہوئے۔

برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔

**حضرت مولانا احمد برک کی رحمۃ اللہ** مولانا احمد برک کی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اول رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ  
کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک کی منازل طے کرائی گئیں۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان  
بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنجناب نے آپ کی تعریف لکھی ہے کہ مولانا کی بزرگی میرے  
زردیک اظہر من الشمس ہے۔ اس ولایت کی قطبیت بھی حضرت مجدد نے مولانا کو عنایت  
فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزار ہا لوگ آپ  
کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۲۶۱ھ ہجری  
میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنجناب نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ  
منفرت پڑھا۔

آپ مولانا احمد برک کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

**حضرت مولانا حسن برک کی رحمۃ اللہ علیہ** کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنجناب نے ایک

مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں۔ اگر  
تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام  
ہوں گے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے

انہیں خلافت دے کر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے  
شمار ہوتے تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
حضرت مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ | تعالیٰ اعنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ

نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کی خدمت سے پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ  
کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے

کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں فقرا کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا۔ میں نے سرسند کی جامع مسجد میں  
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کو دیکھا تو بے اختیار آنجناب کا شیفہ ہو گیا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات  
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کے دھوکا غسلہ تعالیٰ میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً

پی لیا پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کے  
دن اور رات کے مختلف درود و وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

آپ حضرت قیوم اول مجدد  
حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کے بڑے

خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس  
سرتہ نے آنجناب کے حوالے کیا تھا۔ آنجناب نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں

آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ اعنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی  
جو مکتوب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ اعنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق

کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔  
آپ سنہ ۱۰۳۰ھ کو حج کے لئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بہت اچھا کہا کرتے

تھے چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی سے ہیں۔



بہنہائی چین میں دل و لم چسپیت  
 سگم من در سگی معذور باشم  
 غلط گفتم کہ سگ و اندازیں راز  
 زنگ این سخن افشاں بر آرد  
 مکان خود صاحب خود را شناسند  
 نہ خود را می شناسد نے خدا را  
 دریں مدت کہ عمر من بسر شد  
 ندانم ہر چه ملت زیستم من  
 ازیں تنہا نشستن حاصل چسپیت  
 بدیں عذر اندہ خلالتی دور ہستم  
 کہ خود را کردہ ام نسبت جو باز  
 کہ بد عہدے ز ما خود را شمارد  
 بے از نا شناسائے براسند  
 چرا بد نام ساند خمیل را  
 نہ اندین نہ اندہ کف م خیر شد  
 نہ سگ نے آدمی کیس یستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ | شادمان اصفہان کے علاقے

میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ آپ اسی شہر شادمان کے رہنے والے  
 تھے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے  
 تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا  
 کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تکتنبہ بھیجا  
 جہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔  
 اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمد تھے اور وسط میں شیخ عبدالحی۔ حضرت قیوم اول  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر  
 میں قرآن السعدین سمجھو۔

آنجناب نے جو مکتوب شیخ نور محمد

شیخ عبدالحی حضرت مجدد کی نظر میں | کی طرف لکھا اس میں شیخ عبدالحی کے

حالات یوں تحریر فرمائے کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کے لئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ نو وارد ہے اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی۔ بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی بھی اسے خبر ہے۔ اور جذبہ و سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے۔ مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جمع کی تھی۔

آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں۔

**حضرت شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ** نہایت عزیز الوجود مرد تھے سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرسند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے۔

آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں اور حضرت

**حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ** مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کے

بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلیٰ دعبے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر

صاحبِ خزینۃ المصفیاء نے حضرت شیخ عبدالحی کا سال وفات ۱۰۸۰ لکھا ہے۔ اور تاریخ اس شعر سے کہی ہے۔

اعظم است سالش

قطب دین حق پرست عبدالحی

ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (مصنف) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنؤ میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

طائفان بدخشاں کے

حضرت مولانا یار محمد قدیم طائفانی رحمۃ اللہ علیہ | علاقے میں ایک شہر ہے۔

مولانا آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے حسن کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ میرے نبی کریم پر درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہودج میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے جو عرفات میں آنجا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا گیا تھا۔ زیارت کرتے ہی بیہوش ہو گئے۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو رقص کرتے لگے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنون ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے۔

گدایں بیلے از خیمہ بیرون شود      بساکوہ و صحرا کہ مجنون بود

آپ حضرت قیوم اول

حضرت مولانا یار محمد جدید طائفانی رحمۃ اللہ علیہ | مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنجناب کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے۔

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی  
 سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ  
 کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل  
 دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے  
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات مفصل مندرج  
 فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوالات الاقویاء جس میں حضرات آدم علیہ السلام سے لے  
 کر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں۔ تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت  
 سی کتابیں تالیف کیں۔

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تربیت یافتہ اور  
 خانوادہ مجدد کے مشہور تذکرہ نویس کی حیثیت سے شہرت دوام کے مالک تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے  
 خاندان، اساتذہ، مشائخ اہل اولاد و امجاد پر حضرات القدس نام کتاب دو جلدوں میں مرتب فرمائی تھی۔ آج یہ کتاب  
 فارسی، اردو میں میر ہے، مگر پچھلے مکتبہ کاشمی کی کتاب زبدۃ المقامات خانوادہ مجددیہ کی ایک اہم دستاویز ہے  
 مگر حضرات القدس (درجات الایرار۔ مرتبہ ۱۰۳۳ھ) کا ایک اپنا مقام ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب سیر احمدی  
 بھی تحریر کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے پسند فرمایا اور بعض مقامات پر اس کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔ مگر  
 اس کتاب کا مسودہ چوری ہو گیا۔ حضرت شیخ بدرالدین صاحب قلم تھے اور تذکرہ نویسی میں باکمال تھے۔ سرہند کے  
 علی اکبر کورڈی نے آپ کو برصغیر کے بزرگان کرام کا تذکرہ لکھنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے دیرھنہ ہزار صوفیاء کا تذکرہ  
 سلسلہ میں مکمل کر لیا۔ اور اس کا نام مجمع الاولیاء رکھا گیا۔

آپ کی شہرت قلمی سے متاثر ہو کر داراشکوہ نے ۱۰۴۰ھ میں آپ کو دہلی طلب کر لیا۔ اور فرمائش کی  
 کہ بھجیۃ الاسرار اور بوضۃ النواظر کا فارسی میں ترجمہ کریں۔ ان تراجم سے فرصت ملی تو داراشکوہ نے  
 (بھیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 حضرت مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ کے معتبر مایوں میں سے ہیں۔ آپ ان اشخاص میں  
 سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ قدس سرہ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت  
 میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

آپ بھی ان لوگوں میں  
 حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب  
 باقی باللہ بزرگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے  
 سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف  
 آنجناب نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) کی تفسیر عربی البیان کے ترجمہ کا کام سپرد کر دیا۔ آپ نے عربی البیان  
 کا ابھی چوتھا حصہ مکمل کیا ہی تھا کہ داراشکوہ کے اقتدار کو زوال آگیا۔  
 ہمال احمدی بھی آپ کی ایک مختصر سی تالیف ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مرض الموت سے وصال  
 تک کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ آپ نے یہ خواتق بعد از موت لکھی۔ پھر رواج لکھی۔ سنوات الاقبا لکھی۔  
 فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ کیا۔ (استفادہ ماہنامہ نور الاسلام اولیائے نقشبندیہ)

آپ بدایون کے فاروقی النب بزرگ تھے۔ بعض تذکروں میں آپ کا اسم گرامی شیخ عبدالہادی  
 منگن لکھا ہوا ہے۔ آثار اولیائے شہر بدایون کے مولف سید منظور علی منظور بدایونی نے  
 آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۱۰۱۲ھ لکھی ہے۔ مزار تکیہ حرم شاہ بدایون میں ہے۔

حضرت شیخ یوسف بر کی رحمۃ اللہ علیہ | آپ کے مرید ہونے کا حال  
 پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک  
 باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے  
 پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ محبت اللہ مانیکپوری رحمۃ اللہ علیہ | آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ  
 برہانپوری سے خلافت حاصل  
 کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمان کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنجناب  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنجناب  
 نے آپ کو خلافت دے کر آپ کے وطن مانیکپور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں  
 آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنجناب رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ آنجناب  
 نے پھر آپ کو الہ آباد بھیج دیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ  
 آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے۔

حضرت شیخ حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول ہیں  
 آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ دن رات گریہ  
 زاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و ولولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ  
 اٹھایا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم نوسئی بھی ہیں۔ یہ ابتداء میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے  
 بعد ازاں حاجی صاحب انہیں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ سرہند سے  
 باہر ایک گاؤں میں رہے۔ پھر چند روز بعد آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک

صاحب خرنسیتہ الاصفیاء نے آپ کے گاؤں کا نام بہلول پور متصل سرہند لکھا ہے۔  
 (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روز آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تجھے ہمارے دوستوں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پر لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی حضر پر اتنا بھی قابو نہیں۔

آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری  
حضرت شیخ احمد دینی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد  
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی الف ثانی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحب  
کے ساتھ رہے۔ پھر دوبارہ حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آپ تے  
خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حسن ابدال لاہور اور  
حضرت شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کابل کے درمیان ایک قصبہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) آپ پہلے حضرت شیخ عبدالاحد حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی  
کے زیر تربیت رہے۔ پھر حضرت مجدد کی خدمت میں رہ کر تکمیل سلوک کی۔ حج پر گئے تو دنیا سے اسلام کے مناسخ  
آپ کی طرف کھینچے چلے آئے۔ آپ کی وفات ۱۳۵۰ھ میں ہوئی۔  
جناب منظور الحق صدیقی نے اپنی کتاب تاریخ حسن ابدال مطبوعہ ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ  
پنجاب، لاہور میں شیخ کریم الدین حسن ابدالی کی وفات ۱۳۵۰ھ لکھی ہے۔ اور آپ نے تاریخی حوالوں اور  
مقامی شہادتوں سے تحقیق کر کے ثابت کیا ہے کہ آج لوگ جس مقبرہ کو خانقاہ حضرت بابا حسن ابدال مشہور  
رکھتے ہوئے ہیں دراصل یہ شیخ کریم الدین حسن ابدالی مجددی کا مزار ہے۔ بابا حسن ابدال کا مزار قندھار کے  
قریب ہے۔ آپ موضع عثمانپور کھڑکے رہنے والے تھے۔ جو حسن ابدال سے چند میل فاصلے پر ہے۔ اور یہاں سے  
کشمیر کو ایک سڑک جاتی ہے۔ شیخ کریم الدین آخری عمر میں حسن ابدال آگئے۔ جہاں آپ کی وفات ہوئی اور مزار بنا۔

شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں۔ آپ نے سلوکِ باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلافتِ عنایت فرمائی۔ آپ سے اس علاقہ میں سلسلہ مجددیہ کو بہت رواج ہوا، چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت مجددیہ نے خلوت اختیار فرمائی، تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک بندھ کا مقتدا تھا، حضرت شیخ صاحب کا مرید ہوا۔ اس طرح اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحب پوری اکیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک عمرنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ آنجناب نے تصدیق فرمائی اور ان واقعات پر ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرمایا۔

آپ بھی ان لوگوں میں

حضرت مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ

باقی باللہ بیزنگ قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ بہشت میں نماز ہوگی یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور رو دیئے۔ کہ پھر وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی لبر



ہوگی۔ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں سلوک باطنی مکمل کر کے خلافت پائی۔ انجنا  
نے آپ کو بخارا بھیج دیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سحنتی  
سے پیش آیا۔ آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند  
نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رتے  
اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ عبدالواحد ہمارا مہمان آیا ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو  
اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان  
کیا۔ لوگ آکر مولانا عبدالواحد صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ اور مرید بن گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ

باقاعدہ حضرت مجدد کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ۱۳۰۳ھ میں حج کے لئے  
گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کے  
بہت منت سماجت کرتے۔ لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پسنے  
سراپوں سے تنگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ منورہ پہنچے  
بعد ازاں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے لئے شام گئے۔ اور وہیں  
آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی  
حضرت مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی مستقیم اللہوا

خلیفہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی  
حضرت شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب  
اکھار و نیستی تھے۔

حضرت شیخ سلیم نوروی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکل خلفاء سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ محمد حریری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اجل خلفاء سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے۔

حضرت شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت عوث الثقلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے۔

حضرت مولانا صادق کابلی علیہ الرحمۃ | آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفاء تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فائدہ پہنچے۔

حضرت مولانا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ | آپ حضرت مجدد کے مخصوص خلفا سے  
 ہیں۔ آنجناب کی خدمت خاص آپ کے ہی  
 پر دتھے۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا۔ آنجناب آپ پر بہت مہربان تھے  
 سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔

حضرت مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ | آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اجازت  
 حاصل تھی اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت صوفی فرمان جدید رحمہ اللہ | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص دوستوں  
 میں سے تھے۔ آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم الخدمت  
 ہیں۔ آپ کو آخری عمر میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا فرخ حسین رحمہ اللہ | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدیم خلفا سے ہیں۔ آپ نے  
 حسب قاعدہ سلوک آنجناب کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے  
 مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صفا احمد رومی علیہ الرحمۃ | مشائخ سے تھے پھر آنجناب  
 آپ روم کے بڑے اجل  
 کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت پائی  
 آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑائی حضرت

خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل خلفا سے تھے صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آنجناب نے آپ کو فنا کے اتم کی خوشخبری دی۔ آپ نے سلوک باطنی اور مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا۔

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا۔

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنجناب سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا۔

آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد

حضرت حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں

سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت

فرمائی تھی۔

یہ دونوں حضرات

حضرت خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ و خواجہ خورد عبداللہ | حضرت خواجہ باقی

باللہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں

مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا اور

فرمایا کہ ان پر توجہ دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں عزیزوں

پر ایسی توجہ کی کہ اسی قوت اس درجہ کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب کے

وصال کے بعد جب دونوں عزیز بالغ ہوئے تو سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہلا بھیجا کہ اگر والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق

آئے ہو۔ تو آؤ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آئے ہو تو میں پیرزادگی والے

آداب و استقبال سجالاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر

خدمت ہوتے ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں

رکھا۔ اور سلوک عزم کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورد پیر پر حضرت مجدد رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت زیادہ تھی۔ چنانچہ اپنی نسبت خاص کا التقابلی فرمایا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں

خواجہ خورد کا مقام | فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجہ خورد کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ محمدی مشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورد

نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ پہلی جلد کا دوسو چھیا لیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اجتہاد پر مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب نمبر ۸۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں۔ اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے۔ وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے خلفائے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام آپ نے مکتوبات میں فنا و بقا، ولایت، قرب، معرفت، حضرت احدیت کی بشارات، لکھی ہیں۔ ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجلاً بیان کیا گیا ہے۔ آنجناب کے تمام خلفاء کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے خلفاء اس وقت گذر گئے۔ اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفاء کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

## حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بنور، سرسند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ پھر انہیں کے وسیلے سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ملا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”حضرات القدس“ میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سید ہے لیکن ان کا دادا پٹھان تھا۔ القصبہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے افکار دیا۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد بزرگوار ’کواکب دریہ‘ میں لکھتے ہیں۔ حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتہائے علیہ عطا فرمائیں تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بجز رخار کے پاس لے چلتا ہوں۔ پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے یہاں پر پھر جو کچھ بلا سو ملا۔“

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالاتِ عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امامِ بانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفلِ قصوے و ذرورہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبلہ اہلِ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرشِ نشانِ آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالاتِ خدمتِ اقدس میں عرض کئے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دہلی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہو گا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد صاف تھا۔ اس واسطے میں آنجناب کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھے ایسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات و اردت میں ابتدائی ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بنورِ جانے کے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی تعمیلِ ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مندر نشین اور مشیخت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نورِ باطنی واقع ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے فرور پوچھ گیا تم نے باوجود قدرتِ ہدایت کے اپنے آپ کو معذور رکھا ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکید فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کر دیا۔ شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے۔ جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے جو اس وقت کسی کو



کم نصیب ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرسبز میں مجھے خلعت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا تو ہم مہجوروں کے سینے داغِ حسرت سے بریاں تھے۔ غسل کے وقت آنجناب سے خوارقِ عظیم کا ظہور ہوا۔ اکثر احباب نے آنجناب کے وصال کے بعد آپ کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں حضرت مجدد کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنجناب کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی میں کرنا ہے۔ جیسے زندگی میں آنجناب سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ بجز آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغان) نے آنجناب کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا۔

۱۔ حاجی خضر دہلوی قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ کے بیعت تھے اور سلسلہ قادریہ چشتیہ میں فیضان یافتہ تھے۔ مگر شیخ عبدالاحد کے حکم پر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے۔ اور فقہ بندیہ مجددیہ سلسلہ میں بڑا مقام حاصل کیا۔ آپ قصیدہ پہلول پور جو سرسبز کے قریب ہی ہے پیدا ہوئے اور وہاں ہی قیام پذیر تھے۔ حضرت مجدد کی نگاہ سے آپ کی شہرت ہندوستان سے نکل کر تمام اسلامی ممالک تک پہنچی۔ آپ نے علم اسلام کی سیاحت کی۔ وقت کے مقتدر شاہ کی زیارت کی۔ حرمین الشریفین میں پہنچے۔ بیت المقدس گئے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔

دبقیہ عاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار ابلیس کو دیکھا تو پوچھا۔ میرے سلسلہ میں کوئی ایسا شخص جو تیرے مکر و فریب سے محفوظ ہو۔ ابلیس نے بتایا۔ آپ کے خلیفہ حاجی خضر میرے دام تزدیر سے ہمیشہ بچ جاتے ہیں۔ حضرت حاجی خضر ۵۲ھ میں فوت ہوئے اور بہلولپور میں سزا رہتا۔  
(ماخذ از خزینۃ الاصفیاء)

۱۔ اگرچہ شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے حالات کتاب کی جلد اول و دوم اور خصوصاً جلد دوم کے دیباچہ میں لکھے جا چکے ہیں مگر ہم اس فاضل یگانہ اور عارف زمانہ کی زندگی کے بعض احوال مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ کی کتاب خزینۃ الاصفیاء سے اخذ کر کے ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری سرہند کے مصنفات میں قصہ بنور میں پیدا ہوئے۔ حاجی خضر قدس سرہ سے علوم تصرف حاصل کیا۔ اور آپ کے حکم پر حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے حلقہ ارادت میں آئے اور بلند درجات پر پہنچے۔ مولانا بدرالدین اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ آپ اتباع سنت رفع بدعت میں نہایت استقامت سے قائم رہے۔ آپ کی مجلس میں روزانہ ایک ہزار طالبان سلوک حاضر رہتے تھے۔ اور ایک ہزار سے زیادہ لوگ آپ کے دسترخوان سے ہر روز کھانا کھاتے تھے۔ آپ والد کی طرف سے حمینی سید اور والدہ کی طرف سے افغان تھے۔

تذکرہ آدمیہ کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ ۵۲ھ میں لاہور تشریف لائے تھے۔ آپ کے گرد اگر لفظان اور سادات مشائخ اور علماء کا ایک پرجوش حلقہ تھا۔ تو سلطنت کے بعض امرانے جائزہ لے کر بادشاہ جمانگیر کو کہا کہ اگر یہ شخص کچھ عرصہ مزید قبولیت عامہ حاصل کر گیا تو آپ کی سلطنت کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے صیغ صورت حال کو معلوم کرتے کے لئے اپنے وزیر نواب سعد اللہ کو آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے وزیر سعد اللہ کی آمد پر اس کی طرف خاص توجہ نہ دی۔ وہ دل میں بگڑ گیا۔ چونکہ  
(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پر گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) نواب سعد اللہ روحانیت سے بے پیرہ تھا۔ اس نے آپ کے نیاز مندوں کے عظیم اجتماع کو سیاسی نظر سے دیکھ کر بادشاہ کو رپورٹ دی کہ یہ شخص کسی وقت سلطنت کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان دنوں شاہی فوجیں جگ کتھار اور راجہ جگتہ کی جنگ میں دارالسلطنت سے بہت دور ہیں۔ یہ شخص کسی وقت بھی قلعہ پر قابض ہو جائے گا۔ بادشاہ نے حضرت شیخ آدم کو گذارش کی کہ آپ لاہور سے اپنے وطن سرہند چلے جائیں۔ آپ نہ صرف بنور گئے بلکہ اعلان کیا کہ ہم ہندوستان چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کر رہے ہیں۔ آپ سرزمین حبیب پہنچے۔ حج کیا۔ زیارۃ روضہ نبوی سے مشرف ہوئے اور وہاں ہی وفات پا کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مولانا بدرالدین سرہندی آپ کے پیر بھائی اور ہم سلوک تھے۔ آپ نے مناقب الاولیاء میں آپ کے کمالات لکھے ہیں۔ حاجی محمد امین بخشینی نے اپنی کتاب مناقب الخوات میں آپ کو ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔ اسی طرح تذکرۃ الاولیاء، سنات الاتقیاء اور روضۃ السام کے مؤلفین نے آپ کے بھرپور مناقب اور مراتب لکھے ہیں۔ حضرت آدم بنوری نے اپنی زندگی میں ایک لاکھ طالبان حق کو سلوک کی تعلیم دی کر اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اگرچہ آپ ابتدائی زندگی میں فن سپاہ گری کے ماہر تھے اور مغلیہ فوج میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ مگر جاذب عشق حقیقی نے آپ کو حضرت مجدد کی بارگاہ تک پہنچایا۔ اور آپ راہ سلوک کے نامور بزرگ بنے۔ آپ نقشبندیہ اور مجددیہ سلسلہ کے علاوہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور شطاریہ سلاسل میں اجازت دیا کرتے تھے۔ آپ کو خلیفہ الزمان اور قطب الاقطاب کے خطابات سے نوازا گیا۔

حضرت آدم بنوری دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو روضہ منورہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے۔ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ آپ اندر گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی۔ یہ

مشاہدات سے مشرف ہوتے اور آپ کے خلیفہ بن کر مندر ارشاد اور تکمیل پر بیٹھتے۔ آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود شیخ صاحب بھی صاحب استقامت، ورع اور تقویٰ تھے۔ امر معروف اور نہی منکر۔ آپ کا پندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھوں سے زیادہ ہیں۔ شیخ صاحب بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شاید کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ کی نظرت، اعلیٰ ادنیٰ، پیوٹا، بڑا۔ وینح شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں امر کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) واقعہ تمام حاضرین دیکھ رہے تھے۔

اپنے اپنی کتاب نکلتا لاسرار میں لکھا ہے۔ کہ فقیر کسی کو تصوف میں نہیں لاتا۔ لوگ خود بخود کھینچے چلے آتے ہیں۔ اس طرح فقیر نے اب تک چالیس ہزار حضرات کو صاحب ارشاد بنایا ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ شیخ صالح نقشبندی لکھتے ہیں کہ میں آپ کا مرید ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مجددیہ طریقہ نیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فکر نہ کرو۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ تمام اولیائے متقدمین تشریف لائے۔ آپ نے میرے ہر ایک سے مصافحہ کر رہا ہوں۔ ہر ایک بزرگ مجھے مبارک دیتا کہ میں مجددیہ آدمیہ کے سلسلہ میں مرید ہوا ہوں۔ یہ طریقہ پندیدہ سلسلہ ہے۔ صبح اٹھا۔ دوڑا دوڑا حضرت شیخ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ صالح الحمد للہ تمہیں اطمینان ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ بنوری کے چار بیٹے تھے۔ اور دو لڑکیاں تھیں۔ سفر حجاز میں آپ کے تین بیٹے شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اولیاء اور شیخ محمد حسن آپ کے ساتھ تھے۔ مگر شیخ غلام محمد ہندوستان میں رہے۔ آپ مدینہ منورہ میں ۱۳ ماہ سوال توٹے۔ جنت البقیع میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بوقتے کے سایہ میں دفن ہوئے۔ قبر آدم ہادی حق اور شیخ زین آدم سے تاریخ وصال برابر ہوتی ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ

**نواب سعد اللہ خاں حاضر خدمت ہوئے** | بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں

آپ کی نیابت کے لئے آیا لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں باورچی لوگ با وضو کھانا پکایا کرتے اور برابرہ بانٹا کرتے۔ شیخ صاحب فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چرخ روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک نورانی لڑکا پیدا ہوگا۔

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکال کر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھا لو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھا لیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ سے ہے۔

میرے (مصنف) جد امجد "کواکب دربیہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچے ہیں اور حضرت عازن الرحمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تنزیہات کے شروع تک پہنچ چکے ہیں۔

شیخ صاحب کے مرید

**شیخ آدم بنوری کے مریدوں کا ایک غلط تاثر** | آپ کے حق میں اس قدر

افراط بکہ غلو سے کام لیتے ہیں جس قدر افضی لوگ حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے حق میں۔

وہ شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے ہیں حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں سے بھی۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولیعهد اور وصی مطلق ہیں شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نحمدان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں آنحضرتؐ نے خود مکتوبات میں مفصل و مشرح بیان فرمادی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں۔

حضرات القدس، اور

## حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات

برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور ان کے مصنف بھی آنجناب کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس تو آنجناب کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنجناب کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ بجائے شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاجبا سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک اُمتی آدمی ہوں اور محمدؐ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر

ہو۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحب کے سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنجناب کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں۔

## مقامِ قیومیت کا صحیح ادراک

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت

کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خیر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح دیتا ہے وہ صریحاً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنجناب کا منکر ہونا ایمان کی کمی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں۔ اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں تو اس کی وہی مثال ہے کہ پشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے پیر جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہہ دیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تین خلفائے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جد اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہہ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابر نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار تو ارتداد کا باعث ہے اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام

اصحاب کمالات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہوتے گئے۔ ہزار سال بعد پھر ایسے کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں، ہم ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کر آئے ہیں۔ کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومیت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے۔

شیخ آدم

## شیخ آدم بنوری کا حضرت محمد معصومؐ سے ایک اختلاف

تعالیٰ علیہ کے ایک لاہوری مخلص دوست نے ایک بار شیخ صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند شاہجہاں بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس مخلص کی دعوت قبول کر کے پانچ ہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سر ہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کے لئے شہر میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سبکی ہوگی اور سلسلہ مجددیہ کا وقار مجروح ہوگا۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔



اور خاموش رہے لیکن حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کو وزن نہ دیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب سے کبیرہ خاطر ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب نے کہا تھا کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے انہوں نے آنجناب کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ غالباً شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا پرواہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ ”مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے اب مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کو التجا کیوں کروں؟“

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب کی یہ باتیں سُن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب مرہند کے قریب پہنچے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحب کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یقین دلایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ جنہوں نے یہ باتیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے۔ بایں ہمہ شیخ صاحب نے آکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا ثانی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُن کر خاموشی اختیار کی اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کشت پر پورا بھروسہ تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو انہیں پوچھنا نہیں چاہیے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا تو اس پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ جب شیخ صاحب لاہور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں آتے اور زیارت کرتے آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گزرنا مشکل ہو جاتا جب بادشاہ نے سنا کہ لاہور میں ایک ایسا شیخ آیا ہے تو اس نے بھی ملاقات کا ارادہ فرمایا۔ اس مطلب کے لئے پہلے ملک العلماء مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی اور اپنے وزیر سعد خاں کو بھیجا۔ جب دونوں شیخ صاحب کے پاس آئے تو شیخ صاحب نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی چنانچہ وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے۔ دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے تو پھر بھی ان کی طرف التفات نہ فرمایا۔ مولوی صاحب اور وزیر صاحب منصب ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں جید عالم بھی تھے۔ انہوں نے جب علمی مباحثہ شروع کیا تو شیخ صاحب اقل تو ان کی باتوں کو سننے کو تیار ہی نہ تھے اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے شیخ صاحب سے حضرت مجدد

۱۔ فاضل مولف روضۃ القیومیہ نے اس واقعہ کو قیوم ثانی اور حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باہمی کشیدگی اور بخش قرار دے کر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حالانکہ خاندانہ مجددیہ کے حالات کے دوسرے محققین نے اس قسم کی ناراضگی کو قطعاً غلط قرار دیا ہے اور واقعاتی شواہد سے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات میں کوئی وجہ مخالفت نہیں تھی محمد قبال مجددی ایہا نے حضرت خواجہ محمد معصوم مرندی قدس سرہ کی کتاب حیات الحرمین کے بیچہ میں بڑے دلائل سے تردید کرتے ہوئے ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات کسی غلط فہمی یا غلط فکری کا شکار نہیں تھے۔ بلکہ حضرت آدم بنوری ایک طرف حضرت مجدد الف ثانی کے مرید یا صفا تھے خلیفہ مجاز تھے۔ تو دوسری طرف خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیحد احترام کرتے تھے۔ آپ انہی کی اجازت سے حرمین اشریفین گئے۔ وہاں اسقال کیا جب حضرت خواجہ معصوم حج کو گئے تو جنت البقیع میں شیخ بنوری کی قبر پر فاتحہ خوانی کی کشف میں ملاقات کی۔

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایک اجتہاد یہ مسائل پوچھے تو شیخ صاحب نے ان کا جواب کسی وقت پر مال دیا۔ صرف حضرت مجدد کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں خود مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ صاحب! جہاں سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں، میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے۔ میں بھی حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنا ہم مشرب اور ہم سلوک سمجھ کر آیا تھا۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔ دونوں شیخ صاحب سے نصیحت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو کہا کہ یہ جاہل ہے۔ یہ سٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں فتنہ وقادیر پا کر دے۔ لیکن مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اس معاملہ میں خاموش رہے۔ اور بادشاہ سے کچھ نہ کہا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی صرف وزیر نے جھجلی کھائی۔ بلکہ یہ باتیں سن کر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف

۱۔ ماثر الامرار کے مولف شاہنواز خاں نے حضرت مولانا عالم الدین المعروف مولانا سعد اللہ خاں علائی وزیر اعظم شاہجہان کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں آپ چینیوٹ ضلع جھنگ میں بنی تیم کی ایک شاخ کے نامور فرزند تھے۔ بڑے ذہین اور ذکر رسا کے مالک تھے۔ آپ کے ذہن میں معلومات کا ایک سمندر تھا۔ ابتدائی عمر میں مقامی مدارس سے علوم حاصل کئے۔ قرآن حفظ کیا۔ اور پھر تھررہرہ و تقریر میں کمال حاصل کیا۔ شاہجہان جو ہر شے اس تھا۔ اس نے آپ کی علمی شہرت سنی تو خان صدر کی وساطت سے دربار میں طلب کر لیا۔ چند دنوں میں ہی آپ کی قابلیت، استعداد کار اور خلوص نے شاہجہان کو بے حد متاثر کیا۔ چنانچہ شاہجہان کے خواص معتمد بن گئے۔ سعد اللہ خاں کا خطاب میا گیا۔ اور ذاتی امور کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ ایک ایسا وقت جب بادشاہ کی

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا۔ اس واسطے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے لگے) کی وجہ سے ت ہوئی۔ تو آپ کو انعامات خاص سے نوازا گیا اور منصب میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ الاماں خان دوران کے انتقال کے بعد آپ کو دیوان خاص مقرر کر دیا گیا۔ یہ عہدہ شاہی فرامین اور احکامات خاص کے مسوئے تیار کرنا تھا۔ آپ نے اس کام کو نہایت قابلیت سے نبایا۔ اور اس کام کو اتنا کیا کہ بیرونی سلطنتیں اور سفارتیں بھی مغل دربار کی قابلیت کا اعتراف کرنے لگیں۔ چنانچہ شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وزیر کل بنا دیا۔ پانچ ہزار ہی منصب اور ایک ہزار۔ پانسو سوار کے منصب کے ساتھ ہاتھی اور تھنی سواری کے لئے مقرر کر دی گئی۔

بلخ اور بدخشاں کی مہم پر شاہزادہ مراد بخش کو انتظامی معاملات میں کچھ مشکلات پیش آئیں تو شاہجہان نے سعد اللہ خاں کو وہاں بھیجا۔ جہاں پہنچ کر سعد اللہ خاں نے وہاں کے حالات اور انتظامات کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اور ان علاقوں میں مغل حکومت کی فرمازوائی کو مستحکم کرنے میں۔ اللہ علی نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ شاہجہان نے خوش ہو کر ان کے منصب میں اور ترقی دے دی۔ ان دنوں شاہ غنی کار کاٹ کا شاہ عباس اپنا لشکر لے کر قندھار کی طرف بڑھا۔ تو اورنگ زیب عالمگیر کی کمان میں جو مہم روانہ کی گئی اس کے مشیر اور نگران سعد اللہ علامی ہی تھے۔ اس مہم پر بھی سعد اللہ نے اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے بلند بنا صب حاصل کئے۔ راہ جگیت سنگھ کے لڑکے راج سنگھ نے جن دنوں قلعہ بندی شروع کر دی۔ اور مغل اقتدار کے لئے خطرہ بنا جا رہا تھا۔ سعد اللہ خاں نے آگے بڑھ کر قلعہ چیتوڑ کو دوبارہ فتح کر کے ہندو راجوں کی قوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔

شاہجہان کی تخت نشینی کے تیسویں سال سعد اللہ خاں کو تالیخ کا درد اٹھا جس کا علاج تو کر لیا گیا مگر کمزوری دھرنہ ہو سکی۔ شاہجہان اس کی عیادت کے لئے خود جاتا۔ آخر مغل دور کا یہ عظیم اور ذہین وزیر اعظم ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ / ۷ اپریل ۱۶۶۵ء کو فوت ہو گیا۔ سعد اللہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ خلیق متواضع اور علم دوست اور علماء کا مربی تھا۔ معاملات کے حل کرنے میں عدل و انصاف کو سامنے رکھتا تھا۔

شیخ صاحب کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحب حج کو پہلے جائیں  
 شیخ صاحب کی نیت پہلے ہی حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کے لئے روانہ  
 ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیے۔ شیخ  
 صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا پیر بھائی ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کروں گا۔  
 نیز اس طریقہ مجددیہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ جہانگیر نے  
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف دی۔ تو اس نے حضرت مجدد کی رہائی کے  
 لئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مجدد مرادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن  
 مبارک اس کا حامی ہے۔ میں اس سلسلے میں مودب اور خاموش رہوں گا۔

ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی

**حضرت خواجہ محمد معصوم سے معذرت** | اللہ تعالیٰ عنہ سرسند کے باہر ایک باغ

میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی معہ بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی۔ ایک  
 شخص نے آکر عرض کیا کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ رہے ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر  
 خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بلا لاؤ۔ شیخ صاحب  
 نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت سجالانے کے بعد معافی مانگی۔ اور کہا کہ انسان  
 سہو و خطا کا پتلا ہے۔ اگر میرے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر خاطر پر  
 ملال آگیا ہو۔ تو اللہ معاف فرمادیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

دبقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) سرکاری معاملات میں دیانتداری میں کمال تھا۔ رعایا پر رحم  
 اور اہل کابل پر شفقت کرتا تھا۔ اس کی وزارت میں ہندوستان کو ہر طرح ترقی ملی۔ دارا شکوہ  
 ہمیشہ اس کے خلاف رہا۔ مگر اس کی حرکات سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ وہ علامی، فہامی،  
 جملہ الملک کے خطابات سے نوازا گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاشیہ تشریحوں  
 اور مودب اُمرار صف اول میں تھا۔

کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی معاف فرما دیا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب دکن کی زاہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت علمہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا: یا ولدی انت فی جوارى۔ میٹا! تم میرے پردے میں رہو۔ نیز فرمایا: یا آدم! اشکن انت و ذوجک الجنة۔ اے آدم! معہ اپنی بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہو رہیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ شیخ صاحب نے مدینہ میں وفات پائی اور ہمیشہ ہمیشہ دیار البنی میں رہے۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحب کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مقبرہ عرب میں شیخ الہدای کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔

**قیومان مجددیہ کی حضرت آدم بنوری کی قبر پر منظر التفات** یا قوت احمد  
نام کتاب میں حضرت

مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو چکے تھے جب کبھی انجناب اس بقعہ میں تشریف لے جاتے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دفعہ حج کے لئے گئے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے۔ شیخ صاحب

سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ مردوں کو بھی زندہ کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ زندگی بھر بنور سے سرسند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پاپا پادہ آیا کرتے۔ پھر تین کوس سے ننگے پاؤں چل کر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے اور سرسند کے جنگلات سے مٹی کے ڈھیلے لے کر پہلے انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرتے پھر اہل خانقاہ کے استنح کے لئے لاتے۔

اب ہم شیخ آدم بنوری کے خلفا کا ذکر  
ولایت میں شیخ آدم بنوری کا مقام کرتے ہیں جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے  
 نکات الاسرار میں فرمایا ہے کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ ”اگر خواجہ قطب الدین اور  
 شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس زمانہ میں ہوتے تو مشیخت چھوڑ  
 میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے۔“

## حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے خلفاء کرام

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
 حضرت میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ | خلیفہ خاص ہیں۔ نہایت متشرع اور سنت بنوی  
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے سخت پابند تھے کہ اولیائے گذشتہ میں اس کی مثال  
 محال ہے جتنی کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کر لی جی۔ تو خود عرب میں جا کر تحقیق  
 کی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک  
 رات اور نگ زیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
 وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم  
 کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے۔  
 جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔

آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔

آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار  
 حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ | کی طرح سنت بنوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پکے

۱۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کو متقی، کامل، عالم، عامل اور سنت بنوی کی پابندی  
 میں بے مثال لکھا ہے۔ آپ کا سبق و فائدہ ہے۔



بتبع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ آج جہاں میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا کہ آنجناب قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا جب سید محمد نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہاں پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے۔

آپ میر علیم اللہ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد  
**حضرت محمد صابر علیہ الرحمۃ** | بزرگوار کی قبر سپہی رہا کرتے تھے۔ اور ان کے چچا حضرت  
 سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں۔ آپ نے حضرت  
 عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی  
 حاصل کی ہے۔

آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں بعض  
**حضرت شیخ زین رحمہ اللہ** | آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپ کا  
 ہونے کا ایک بیٹا گل محمد نام ظاہری علوم میں طاق ہے۔ اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے  
 باپ سے حاصل کیا ہے۔

آپ میر علیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
**حضرت شیخ عبد الحلیم رحمہ اللہ** | مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور  
 طریقت کے بڑے پابند ہیں۔

آپ میر علیم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت  
**حضرت ابوالقاسم رحمہ اللہ** | متشرع اور صاحب حال تھے۔ آپ نے حضرت  
 قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ سلطان رحمہ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ  
ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ و قدم تھے۔

حضرت شیخ محمد عمران رحمہ اللہ | آپ شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کار بند  
تھے۔

حضرت شیخ الہدیٰ رحمہ اللہ | آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے سے  
پنھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ  
وزیر آبادی کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔ شیخ صاحب  
نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہدایہ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ کی ہدایت تم پر ہو۔  
یہ کہتے ہی شیخ الہدایہ پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہدایہ مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی  
توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا اور  
اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اجازت  
دی۔

حضرت شیخ محمد ریاض رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ الہدایہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلوک  
باطنی شیخ عبدالاحد قدس سترہ سے حاصل کیا۔  
پھر دل و جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے  
ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنف) نے ان کی زیارت کی ہے۔ فی الواقعہ آپ کی  
حالت ابھی ہے۔ حضرات سرسہند کے طریقہ احمدیہ مجددیہ کے خوب پابند ہیں۔

حضرت حاجی عبداللہ کوہاٹی رحمہ اللہ | آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور  
ہیں۔ کوہاٹ (پشاور کے نزدیک) کابل  
کے گہ و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتبر

باروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک

حضرت حاجی یار محمد پائینی رحمہ اللہ گاؤں ہے۔ حاجی صاحب شیخ آدم بنوری

کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک پایا۔ شیخ صاحب سے حاصل کردہ خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پابند تھے۔ آپ کا مزار بھی پائین میں ہے جگہ کے تمام درخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

آپ حاجی یار محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی

حضرت دوست محمد رحمہ اللہ اور مرید ہیں۔ واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں۔

آپ دونوں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ

حضرت میر علی اکبر رحمہ اللہ اور طریقہ احمدیہ، شریعت اور طریقت کے پکے

پابند ہیں۔

آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ

کے پورے پورے پابند ہیں۔

حضرت شیخ مامون رحمہ اللہ

آپ شیخ مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

حضرت اخون محبت رحمہ اللہ

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ

حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی

میں پکے ہیں۔

آپ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ رحمہ اللہ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ استغراق

اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے۔

حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ یحییٰ کے مرید و مختار اور شریعت اور  
طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حافظ سعد اللہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبوی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

حضرت اخون احمد رحمۃ اللہ علیہ | آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔

حضرت اخون سعادت رحمۃ اللہ علیہ | آپ اخون احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت  
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر روح و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ پہلے آپ  
اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب وہ ناراض ہوئے۔ تو اپنے شیخ سلطان  
کے خلیفہ محمد سے سلوک حاصل کیا۔

حضرت شیخ امید علی رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ  
تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حضرت شیخ نور رحمۃ اللہ علیہ | آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدم کے  
خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے  
خلافت پائی۔ حضرات سرسند کے طریقہ کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ عرب رحمۃ اللہ علیہ | آپ شیخ نور کے مخصوص مرید ہیں شیخ عرب یار  
اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال  
تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول

رہتے تھے۔

آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت

حضرت شیخ فتح محمد رحمہ اللہ کے سخت پابند ہیں۔

آپ شیخ فتح محمدؒ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب استقامت

حضرت شیخ میانداو رحمہ اللہ و کرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں

نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

آپ شیخ میانداو کے فرزند ہیں۔ سلوک

حضرت شیخ عبدالرسول رحمہ اللہ باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علیؒ

دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

آپ شیخ عبدالرسول کے فرزند ہیں۔ اپنے

حضرت علام نقشبند رحمہ اللہ والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں۔

آپ شیخ عبدالرسول کے دوسرے فرزند

حضرت شیخ محمد ظاہر رحمہ اللہ ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے

والد کے مرید تھے۔

آپ شیخ عبدالرسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے

حضرت شیخ محمد ظاہر رحمہ اللہ فرزند ہیں۔ آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے

چنانچہ معقول و منقول اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی۔ آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی۔ چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی۔ اور اُس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق

فرویت بیان فرمائے۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔

حضرت شیخ عثمان شاہ بھماپوری رحمہ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ  
کے خلیفہ تھے۔ جب بہادر خاں نے شاہ بھماپور

بنا چاہا تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا عرض کیا۔ آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں  
کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے۔ تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے  
شیخ آدم نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمان نے شاہ بھماپور  
میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی  
ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنف) نے دیکھا ہے۔ جس کا نام  
محمد طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الوجود تھا۔

حضرت شیخ جمیب رحمۃ اللہ علیہ | آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید  
ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ | آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے  
مرید ہیں۔ شریعت اور طریقت کے پابند تھے

حضرت حافظ محمد مراد رحمہ اللہ | آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے  
مرید ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت انخون نعیم کلامہ رحمہ اللہ | آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے  
مرید ہیں۔ ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔

میردیس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا

حضرت حاجی ولی خاں رحمہ اللہ | آپ انخون نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی

کرنی چاہی تو انخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں۔ انخون  
صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خان کو اس کے ساتھ کیا۔

دونوں شیخ آدم کے

حضرت شیخ عبد الرحیم و شیخ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہما معتبر خلفا سے ہیں۔ نہایت

مستقیم الاحوال تھے۔ سائب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ

نیال کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کی بہت

تعریف کی ہے۔ اب ان کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ ان کے مرید ہزاروں کی

تعداد میں ہیں۔ ان کی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پرانی دلی میں اور

دوسرا شاہجہانپور کے قریب ہی قصہ پہلت میں بہت سے افراد مقیم ہیں۔

آپ شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع

اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ عموماً پہلت میں رہتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز بن عبد الرحیم العمری الحنفی النفتبندی المعروف

الدہلوی بروز بدھ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ابتدائی مروجہ کتابیں پڑھ

لیں اور شرح ملا جامی تک درس نظامیہ پر عبور حاصل کر لیا۔ پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

سے منسلک ہوئے۔ والد مکرم نے قدیس کی اجانت بھی دی اور اس تقریب کا افتتاح ہم عصر علماء کی موجودگی

میں فرمایا۔ اور قدیم محدثین اور فقہاء کی طرز پر تلامذہ دیتے تھے۔ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۱ء کو حج بیت اللہ کیا۔

دیار حیب میں قیام کے دوران حضرت شیخ ابطار مدنی سے استفادہ کیا۔ دو سال بعد واپس دہلی آئے۔

۱۱۶۲ھ / ۱۷۵۰ء کو وصال ہوا۔

آپ کے چار بیٹے مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا رفیع الدین، مولانا عبد القادر اور مولانا عبد الغنی نے

برصغیر میں علمی شہرت میں بام عروج پر پہنچے۔ فتح الرحمان، نور لکیر، المسوی، المصفا، فیوض الحرمین، قول الحمیل،

عقد الحمید، بمعلت، الطاق القدس، الاتصاف، سطعات، انفاس العارفين، شفاء القلوب،

حضرت حاجی شریف رحمہ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 علیہ کے خلیفہ تھے۔ شریعت اور طریقت  
 کی پابندی اور ورع و تقویٰ میں مشہور تھے۔

حضرت شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ | آپ حاجی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
 خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزار ہا  
 آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم عبدالصمد خاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا بہت  
 سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدم کے طریقہ  
 میں شیخ عبدالنبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ آپ کے سنت  
 بھی مستقیم الاحوال ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) الانتباه، الدار المن، حجۃ اللہ البالغہ،

تغیبات الہیہ جیسی مشہور زمانہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ کی تربیتی خدمات نے ایک جہان کو مستغنیٰ کیا ہزاروں  
 طالبان حق فیضیاب ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کی بھرپور ترجمانی کی۔ عارفان  
 عصر نے آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔

۱۔ حال ہی میں شیخ عبدالنبی نقشبندی مجددی کے مکتوبات (فارسی۔ اردو) بعنوان **مختصر**  
 الاسرار پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر علمی دنیا میں آئے ہیں جنہیں ان کی اولاد میں سے ایک بزرگ  
 حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی نے شائع کیا ہے۔ ان مکتوبات کے دیباچہ میں حضرت شیخ کے حالات بھی  
 قلمبند کئے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہ مشرقی پنجاب کے قصبہ  
 شام چوراسی میں ایک ہندو گھرانے میں ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام لالہ دیوان بوہڑہ مل  
 کھتری تھا۔ لالہ بوہڑہ مل مغل حکومت کی طرف سے شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے سرسند کے خزانہ



حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ | سلوک باطنی باقاعدہ شیخ صاحب سے حاصل  
آپ شیخ آدم کے مشہور خلفا سے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) میں جمع کراتے تھے۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں مستدار شاد پیر جلوہ فرماتے تھے۔ ہندو ہونے کے باوجود حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھے کی درخواست کی۔ عبدالنبی شامی کا نام بھوپت رائے رکھا گیا۔ ہوش سنبھالنے پر ایک مسلمان استاد کے ہاں فارسی زبان سیکھی۔ گلستان بوستان پڑھی۔ ایک دن گلستان کا یہ شعر یاد کیا۔  
محال است سعدی کہ راہ صفا توں رفت جز پئے مصطفیٰ

تو دل کی کیفیت بدل گئی۔ راہ صفا اور راہ مصطفیٰ کی جستجو شروع ہو گئی۔ بچے نے استاد سے راہ مصطفیٰ کے حصول کی تلاش پر اصرار کیا۔ مولوی صاحب نے کلمہ پڑھا یا مسلمان ہو گئے۔ نام عبدالنبی رکھا گیا۔ رات کو خواب میں زیارت مصطفیٰ نصیب ہوئی تو راہ مصطفیٰ پالیا۔ ہندوؤں نے آپ کا حینا محال کر دیا۔ گھر چھوڑا کیپور تھلہ میں موضع سلطان پور میں حاجی عبداللہ کے ہاں پناہ ملی بیعت کر لیا۔ حاجی عبداللہ حضرت آدم بنوری کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت آدم بنوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔ حضرت آدم بنوری حرمین الشریفین چلے گئے۔ تو آپ ان کے خلیفہ حاجی محمد شریف متقی کے زیر تربیت رہے پھر سید محمد طاہر عالم لودھی سے تعلیم مکمل کی اور تاج العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ہزاروں لوگوں کو سلوک نقشبندیہ سے نوازا۔ معارف مجددیہ کی ترجمانی کی۔ اگست ۱۶۱۹ء یوم پیدائش تھا۔ اور ایک سو اٹھارہ سال زندہ رہ کر ۲۲ اگست ۱۶۳۲ء / ۱۱۴۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

آپ کا مزار مبارک شام چچاسی میں درجہ خلائق ہے۔ تقسیم پنجاب کے بعد غیر مسلم آپ کے مزار پر عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ اور سالانہ عرس کتے ہیں۔ آپ کے خلفا میں سے شیخ علی احمد سہارنپوری، میاں محمد اشرف۔ میاں محمد مکمل، میاں محمد قاسم، شیخ عبدالہادی، میاں محمد شہریار، مولانا جان محمد جالندھری، شیخ عاشق محمد جالندھری

کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ معمول تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا لوگ مرید ہوئے، امر معروف اور نہی منکر پر عملی کامزن رہے۔ چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپ نے بادشاہ کو بلا کہا کہ تو نے اپنی لڑکیوں کو بغیر نکاح کے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں ان کا نکاح نہیں کرتا۔ کیا تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اب میں ضرور ان کا نکاح کر دوں گا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد ان کے مزار پر تخلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیاء مثل خواجہ قطب الدین بختیار کما کی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ  
**حضرت شیخ فیروز خواجہ مکی رحمہ اللہ** کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال  
 تھے۔

آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے  
**حضرت خواجہ محمد امین مکی رحمہ اللہ** بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت  
 کی۔ طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کار بند تھے۔ حضرت  
 قیوم ثانی محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے  
 ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کے  
 خلفا و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدمؒ کے حالات زندگی نہایت شرح و  
 بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ بلکہ اس تصنیف کا اصل موضوع شیخ آدمؒ کے حالات  
 میں ضمناً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندوں اور خلفاء  
 کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم بنوری رحمۃ  
**حضرت حافظ محمد شفیع رحمہ اللہ** | اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ خواہ رحیم جو اپنے زمانے  
 کے جید عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ تو اکثر حافظ  
 صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ صاحب نے مجھے نگاہِ لطف سے  
 دیکھا۔ جب میں نے استاد کی خدمت میں جا کر سبق پڑھنا چاہا۔ تو مجھ پر ایک خاص کیفیت  
 طاری ہوئی۔ جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا۔ لیکن میرے استاد جنہوں نے  
 بزرگوں کی مجالس دیکھی تھیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم پر کسی بزرگ کی نظر عنایت ہے۔  
 جب سن تمیز کو پہنچا اور فقرا کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ تو اس وقت مجھے مذکورہ  
 بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہِ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی۔

## حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر علماء، مشائخ، شعراء اور حکمران

آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
**حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ** | پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا  
 ہے کہ ہم آفتاب پر توتے نکلے نگاہ ڈال سکتے ہیں لیکن شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب پر بہ سبب نور کی شعاعوں کے نگاہ  
 ڈالی نہیں جاسکتی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف  
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا۔ وہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی

## حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ قادریہ کے باکمال بزرگ مانے جاتے ہیں۔ صاحب قصر عارفان نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ سید شاہ کمال قدس سرہ العزیز کے پوتے تھے۔ بڑے عالی قدر، رفیع الشان، صوفی مشرب بزرگ تھے۔ مگر آپ طبقہ ملامتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ ملامتی شعار کا اظہار کرتے تھے۔ داڑھی صاف، چٹکاتے بی بی لمبی مونچھیں رکھتے تھے۔ بعض اوقات گدھا منگوا کر اس پر سوار ہوتے۔ اور بچوں کو کچھ دے دلا کر اپنے پیچھے شور مچانے پر آمادہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی منہ پر سیاہی پھیلا کر سامانہ اور کیتھلی کے کوچہ و بازار کا چکر لگاتے تھے۔ اس طرح غرور نفس اور انا کو خوار و زار کرتے۔ بایں ہمہ وقت کے کئی شاہکارانِ طریقت آپ کے زیرِ دام آئے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلہ قادریہ کا فیضان آپ ہی کی وساطت سے پایا تھا۔ اور آپ اس نسبت کو نقش بندی مجددی سلوک کے ساتھ اپنے بعض مریدوں میں جاری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ہی کی بدولت حضرت غوث الدھر اور قطب العصر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرکات اور فیوض ملے تھے۔ شیخ محمد طاہر لاہوری (حضرت طاہر بندگی) کو بھی سلسلہ قادریہ میں آپ سے ہی فیض ملا تھا۔ حضرت طاہر لاہوری قدس سرہ العزیز طاہری علوم کی تکمیل کے بعد جن دنوں ملا جمال تلوی رحمۃ اللہ کے دارالعلوم واقع جامع مسجد وزیر خاں لاہور میں مدرس تھے۔ شاہ سکندر کیتھلی مسجد وزیر خاں کے نیچے سے گزرے۔ حضرت طاہر لاہوری نے آپ کو قلندرانہ لباس میں دیکھا تو مسجد میں کھڑے کھڑے پیسے تو ملامت کی۔ مگر مسجد کے صحن سے نیچے اترے تو بازار میں آکر حضرت سکندر کیتھلی کے پاؤں میں گر گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے دوستوں کو بھنگ کلاسیالہ لانے کو کہا۔ اور سر بازار مولانا محمد طاہر لاہوری کو پلا دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ دونوں نشہ میں مست بھی ہیں اور ہوش میں بھی ہیں۔ اس دن سے حضرت طاہر بندگی نے تجرید و تفرید کے مقامات

آپ اپنے وقت کے مشہور

**حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوری رحمہ اللہ** | شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال، صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا۔

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

**حضرت شاہ علیٰ برہانپوری رحمہ اللہ** | تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ اپنے وقت کے

مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات کو برضا و رغبت قبول کیا۔

آپ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنجناب

**حضرت شیخ نظام نارنولی رحمہ اللہ** | رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔

آپ شیخ جلال تھانیسری رحمہ اللہ تعالیٰ

**حضرت شیخ نظام تھانیسری رحمہ اللہ** | علیہ کے خلیفہ اور حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنجناب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ

**حضرت شاہ قاسم سلیمانی رحمہ اللہ** | عنہ کے ہم عصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب

جذبہ قوی تھے۔ آپ سے ان گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ خلقت کا رجوع آپ کی طرف

(بقیہ ماشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) طے رکئے۔ اور آپ کی خلوت، عزت، صحبت و برکت سے عارف حق

بن گئے اور سلوک کے بلند مقام پر پہنچے۔ حضرت سکندر کبیر علی کامر از حضرت شاہ کمال کے قدموں میں ہے۔

بہت تھا۔ سنی کہ بادشاہ نے در کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری رحمہ اللہ | آپ ماورالنہر کے بزرگ زادوں میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں آکر

سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اہ جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف و قومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المعروف بہ حضرت ایشاں کشمیر کے آخری بادشاہ محمد حسین زمانہ میں کشمیر آئے۔ یہاں آکر وادی کشمیر میں آپ نے ایک سلسلہ تقاریر جاری کیا۔ تو بے پناہ شیوخ حضرات نے عقائد اہلسنت اختیار کر لیا۔ چونکہ بادشاہ شیوخ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ مگر چند دنوں بعد اکبر نے کشمیر پر حملہ کر کے محمد حسین کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور اکبری افواج کشمیر پر قابض ہو گئیں۔ آپ اکبر کے آخری دہ میں کشمیر سے لاہور آ گئے۔ آپ کا وطن بخارا تھا۔ اور حضرات نقشبندی اولاد میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی آپ کو مخدوم زادگان نقشبند تصور کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ سلطانیہ بخارا سے تحصیل علوم کر کے اسلامی ممالک کی سیاحت شروع کی۔ مرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے برصغیر میں آئے تھے۔ تحقیقات چشتی کے مصنف نے لکھا ہے کہ وادی کشمیر میں شیعہ سنی اختلافات کی وجہ سے جہانگیر نے آپ کو اگرہ بلالیا تھا۔ آپ اگرہ اور شاہجہان آباد کے بزرگان دین سے ملاقات کے بعد لاہور آ گئے۔ یہ ۱۰۲۴ھ / ۱۶۱۳ء کا زمانہ تھا۔ شاہجہان نے آپ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔ آپ نے اپنی مسجد، خانقاہ، باغ اور مقبرہ خود ہی تعمیر

شاہ فتح اللہ سنہجلی رحمۃ اللہ علیہ  
آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
ہمعصر اور شیخ مسلم شیخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے جب  
حضرت سید میر کشادہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے ارشاد کا شہرہ سنا تو بے اختیار ہو کر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرضی  
کھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب و توجہ  
غائبانہ کی التماس مندرج تھی۔

ذیقہ حاشیہ صفر گذشتہ سے آگے) کہ آیا تاریخ کبیر کشمیر کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کا عالیشان  
مقبرہ مسجد خاں شاہ جہانی امیر نے بنوایا تھا۔ نواب وزیر خاں بانی مسجد وزیر خاں لاہور آپ کا عقیدتمند  
تھا۔ آپ کے ایک بیٹے خواجہ معین الدین نقشبندی آپ کے ساتھ ہی لاہور میں آئے۔ آپ نے اس  
عالم بیٹے کو خانقاہ فیض پناہ سری نگر میں سنگر اور دوسرے انتظامات کے لئے کشمیر بھیج دیا۔ یہ  
رہ کا بڑا صاحب تصنیفات ہوا ہے۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر کی ایک بہن کی بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ خواجہ معین الدین  
نقشبندی ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۳ء میں ۷۰ سال کی عمر میں تین بیٹے یادگار چھوڑ کر فوت ہوئے۔ خواجہ  
نور الدین محمد آفتاب اور خواجہ کمال الدین شہید (شہادت ۱۱۸۸ھ) آپ کے ہی فرزند تھے۔  
حضرت ایساں احمد میان میر لاہور کے درمیان مسائل تصوف پر مکالمات و مباحث رہے ہیں۔  
آپ اپنی مسجد میں وعظ فرماتے۔ نواب زکریا خاں والی لاہور نے آپ کی خانقاہ کو سراپا رونق بتایا۔ سنگر  
احمد میں جاری رہا۔ مگر آپ کا باغ مدرسہ اور مسجد زحیت سنگر کے پر سالار گلاب سنگر جو وڈ نے تباہ و برباد کر کے چھاؤنی  
بنالیا۔ اور اس میں گھوٹے لگے اور فیل باندھے جانے لگے۔ آپ کا مزار آج بھی اپنے نقش و نگار کے ساتھ موجود ہے۔  
ایکے منبرہ میں سکھ دور میں بلوہ خانہ بنا دیا گیا۔ انگریزوں کے آنے کے بعد اسے واکڑا کیا گیا۔ آپکی اولاد میں سے خواجہ عبدالاحد  
کاشمیر نے کشمیر میں ۱۸۸۶ء میں مقبرہ کی مرمت کرائی۔ (ماخوذ از نقوش لاہور نمبر)

آپ خراسان کے ممتاز مشائخ سے تھے  
**حضرت میر مومن بلخی رحمہ اللہ** حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ  
 مرید ہوسے آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی  
**علامہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ** اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے۔  
 معقول منقول اور فروع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپ کے حاشیے ہیں۔ اور  
 آپ نے ان کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں  
 ہو سکتا۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔

حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہ اپنے وقت کے علامہ زمانہ ہمامہ دربان اور  
 سربراہ معاصرین، افتخار فقہاء و محدثین تھے۔ والد کا نام مولانا شمس الدین تھا۔ سیالکوٹ میں  
 ۱۹۸۸ء زحفظ ۱۹۸۸ء تاریخ ولادت) کو پیدا ہوئے۔ حضرت ملا کمال الدین محمد کاشغیری رحمہ اللہ  
 علیہ سے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ ملا کمال قدس سرہ کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا عبدالحق  
 محدث دہلوی سے علم حدیث لیا۔ (انسان العین شاہ ولی اللہ)

آپ نے عمر عزیزیہ تدریس علوم دینیہ اور تصنیف و تالیف میں گزاری۔ عالم اسلام کے علماء  
 کرام آپ کے مدرسہ سے علم و فضل کے آفتاب و مابستاب بن کر چلے۔ لاہور کے دارالعلوم میں  
 صدر مدرس رہے۔ جہانگیر بادشاہ کے عمد حکومت میں آپ کی شرت پنجاب سے ابھر کر مغلیہ دربار  
 میں پہنچی۔ مگر شاہجہان بادشاہ نے تو آپ کے علم کی قدر افزائی میں کمال کر دیا۔ کئی بار سونے سے تولا  
 گیا۔ اعزازات سے نوازا گیا۔ لاکھوں کی جاگیریں عطا کی گئیں۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے دربار تک رسائی کے بعد برصغیر میں دینی مدارس قائم کئے۔  
 علماء کرام کے اعزاز میں اصنافہ کرایا۔ لاہور۔ اکبر آباد۔ سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بڑے بڑے



حضرت مولوی عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور سندوستان کے بڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) دارالعلوم قائم کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
نیاز مندی رہی۔ بیعت ہوئے۔ اور سلوک کے کئی مدارج طے کیے۔ حضرت مجدد نے آپ کو "آفتاب  
پنجاب" کا خطاب دیا۔ آپ کے علمی مباحث اور خدمات سے دنیاۓ اسلام کے علماء متاثر ہوئے۔  
ایرانی علماء سے کئی بار مناظرے ہوئے۔ جس میں آپ ہمیشہ غالب آئے۔

ید شریف احمد شرافت نوشاہی قدس سرہ کی تحقیقات کے مطابق آپ نے سلسلہ مجددیہ کے  
علاوہ سلسلہ نوشاہیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ سے سلوک کی منزلیں طے کیں اور  
درجہ کمال کو پہنچے۔ (شریف التواریخ جلد دوم حصہ اول)۔

بایں ہمہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی احیائے دین کی جدوجہد سے نہ صرف  
متاثر تھے بلکہ پوری طرح شریک کار تھے۔ آپ نے ہی حضرت مجدد کو سب سے پہلی بار  
"مجدد الف ثانی" کہا (مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۱۱) اور حضرت مجدد کے  
معاون و مددگار رہے۔

آپ تدریسی مصروفیت کے ساتھ ساتھ گہراں قدر تصانیف کے مالک تھے۔ حاشیہ تفسیر  
بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات اربعہ تلویح۔ حاشیہ شرح عقائد نسفی الفتاویٰ، حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح  
مواقف۔ حاشیہ ملا جلال دوانی۔ حاشیہ شرح شمیہ۔ حاشیہ شرح مطالع الانوار۔ حاشیہ ہدایۃ  
الحکمت۔ حاشیہ مراح الاذواح۔ تکملہ عبد الغفور۔ حاشیہ مطول، حاشیہ تشریحیہ آپ کی یادگاریں  
ہیں۔ ان حواشی نے دنیاۓ علم و ادب میں تہلکہ مچا کر دیا۔ دنیا بھر کے علماء نے ان حواشی کو اپنایا  
اور آج تک انہیں روشتوں سے ہمارے مدارس جگمگا رہے ہیں۔

آپ حضرت شاہ دولہ گجراتی کی زیارت کر کے سیاکوٹ جا رہے تھے کہ راہ میں سوہدرہ کے  
بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ ۱۲

شہور اور جید عالم تھے۔ مدارج النبوت، جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ) تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیر وہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج کر پوچھا۔ کہ حضرت یحییٰ بن عقیل علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے، اس میں بھید کیا تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھ کر عنایت کیا۔ پناچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جواب کو دیکھ کر دنگ، رنگے، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستقد اور آپ کے کمالات کے مقرر ہوئے۔

آپ بھی حضرت مجدد

**حضرت مولانا جمال لاہوری تلوی رحمہ اللہ** | الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ

کے ہم عصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ حیب اکبر کے وزیر الیہ الفضل نے تفسیر بے نقط، لکھنے کے لئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا۔ تو ان میں مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول نمبر پڑھے۔ آپ کے مرید ہوتے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

آپ نثر اسان کے بڑے جید

**حضرت مولانا حسن قبادانی رحمہ اللہ** | عالم اور حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔

رقیبہ حاشیہ صفحہ سابقہ سے آگے) مقام پر ۱۳۲۰ء کو انتقال فرمایا۔ مزار آپ کے مدرسہ مسجد امد جاگیر کی وسیع زمین پر سیالکوٹ میں مرجع خلائق ہے۔

آپ ماورالنہر کے بڑے علمائے  
 حضرت مولانا نوک رحمہ اللہ تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال  
 اور کلام کو سنا، تو بہت معتقد ہوئے اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں  
 عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

## معاصر شعراء

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں عرفی، ظہوری، شیدہ  
 طالب، کلیم، طالب آملی، شوکت بخاری اور قاسم انوری وغیرہ شعرا موجود تھے۔  
 قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے

مصنف اپند آئے۔ قطعہ ۱

گذر بر حیا باں مسطر کند  
 یہ مست رفتند بر روئے ہم

اگر حاتم چوں لب نمی پر کند  
 حروف و لفظ و جملہ از بویے ہم

کہ بودند چوں گل درین بوستان  
 چو شبنم نشتند و بر خاستند

خبر دہ ز یک رنگی دوستان  
 چمن را تر و تازہ آراستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

ہتوز اندک شعور دارم ز من مگذر  
پچشم مست خورد تکلیف<sup>۱۵</sup> اس جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔  
ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعوت و  
ارشاد کی ابتدا، اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں  
ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر جہانگیر آخری عمر میں آنجناب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامرید ہوا۔ آنجناب نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی۔ توران  
میں ان دنوں عبداللہ خاں اوزبک نامی حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کامرید تھا۔ ایران میں اس وقت شیعہ حکمران شاہ عباس کی حکومت تھی۔ عبداللہ  
خاں اوزبک، شاہ توران نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس  
وایسے ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اسے مذہب اہلسنت و جماعت پر لانا چاہتا تھا جس  
میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے ساتویں سال  
میں مفصل لکھا گیا ہے۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا  
وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا  
الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق

